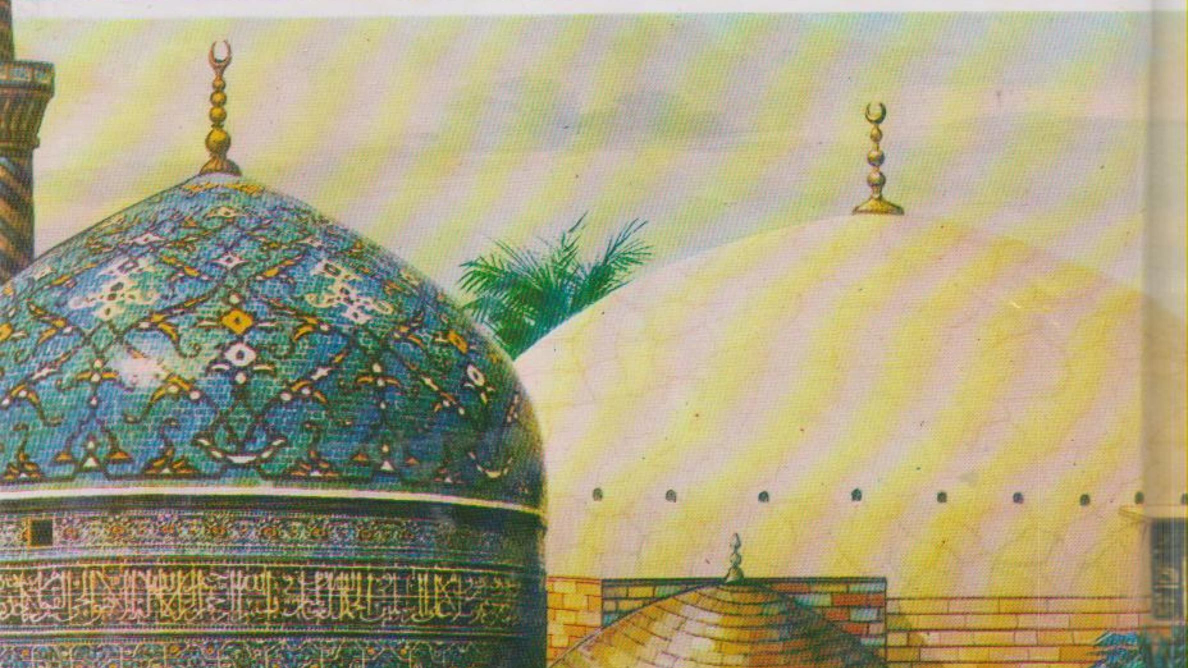
مظہر جمال مصطفائی

حالات و سوانح فضائل و مناقب حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ



تالیف

صوفی سید نصیر الدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

مظہرِ جمالِ مصطفائی

حالات و سوانح فضائل و مناقب

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی شہبازِ لامکانی حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

صوفی سید نصیر الدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور — کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	مظہر جمال مصطفائی
موضوع	حالات وسوانح، فضائل ومناقب حضرت غوث الاعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف	سید نصیر الدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی
زیر سرپرستی	صاحبزادہ سید مسعود احمد رضوی اشرفی قادری
خطاطی	صوفی خورشید عالم خورشید رقم، لاہور
سال طبع اول	1405ھ (1985ء) تعداد ایک ہزار
سال طبع دوم	1406ھ (1986ء) تعداد ایک ہزار
سال طبع سوم	1411ھ (1991ء) تعداد ایک ہزار
سال طبع چہارم	1417ھ (1996ء) تعداد ایک ہزار
سال طبع پنجم	1420ھ (1999ء) تعداد ایک ہزار
سال طبع ششم	1422ھ (2002ء) تعداد ایک ہزار
سال طبع ہفتم	1426ھ (2005ء) تعداد ایک ہزار
سال طبع ہشتم	1430ھ (2009ء) تعداد پانچ سو
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
کمپیوٹر کوڈ	SH5
قیمت	-/350 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

وجہ تسمیہ

خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثنا اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ درود و سلام کے بعد عرض ہے کہ یہ تالیف حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و سوانح اور فضائل و مناقب میں لکھی گئی ہے اور اس کا نام مَظہرِ جمالِ مُصطفائی رکھنے کی کئی وجوہات ہیں :

- حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات اور جمالِ ظاہری و باطنی کے مظہرِ کامل و اتم ہیں۔
- اس نام میں تصوف کی جھلک پائی جاتی ہے۔ اور یہ کتاب شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے تصوف کے رنگ میں لکھی گئی ہے۔
- حسنِ صفات جلالی بھی ہوتا ہے اور جمالی بھی، لیکن حسنِ ذات جمالی ہی ہوتا ہے، لہٰذا اس نام میں "جمال" آپ کے حسنِ ذات و حسنِ صفات دونوں کو ظاہر کرتا ہے۔

وجہِ تالیف

اس کتاب کی تالیف کی کئی وجوہات ہیں :

- بارگاہِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں ہدیۂ عقیدت پیش کرنا۔

- عاشقانِ غوث الاعظمؒ کے جذبۂ محبت اور ذوق کی تسکین اور اس میں اضافہ کرنا۔
- آپ کے فضائل و مناقب کو حسب استطاعت یکجا کرنا اور غیر مترجم مضامین کو ترجمے کے ساتھ پیش کرنا تاکہ ہر ایک استفادہ کر سکے۔

تخصیص

اس کتاب کی تخصیص کئی مضامین کی وجہ سے ہے :

- حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نو عدد قصیدے جن میں آپ نے اپنی خصوصی شان اور بزرگی کی طرف نشاندہی فرمائی ہے اور اپنے مریدوں کو خوشخبریاں دی ہیں۔
- الہامات پر مبنی رسالۂ غوثِ اعظمؒ
- آپ کے متعدد اسمائے مبارکہ
- آپؒ کا عارفانہ کلام جس میں آپ نے اپنے کلام کو بیشتر آیاتِ قرآنی سے مزین کیا ہے۔
- آپؒ کے مناقب میں بزرگانِ دین کا کلام

اسلوب

- حقائق کو معتبر اور مستند کتابوں کے حوالوں سے پیش کیا گیا ہے۔
- عظیم بزرگوں کے عظیم معاملات میں اپنی حقیر رائے کو داخل کرنے کی بجائے اولیائے کرام کے اقوال و آراء کو پیش کیا گیا ہے۔
- اختلافی مضامین میں اختلاف رکھنے والوں کے رد کی بجائے صحیح موقف کو دلائل اور حوالوں کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔

تنبیہ

کتاب کے مطالعے سے پہلے مندرجہ ذیل باتوں کو ذہن نشین رکھا جائے ۔

- اِس کتاب کو وہی شخص پڑھے جس کا تعلق مسلک اہلسنّت والجماعت سے ہو جس کے دل میں حضرت غوث الاعظمؒ کی عقیدت ومحبت ہو اور آپ کو زندہ اور متصرف تسلیم کرتا ہو اور آپؒ کے حالات سے ابتدائی طور پر واقف ہو۔
- تمام مضامین کو خاص طور پر قصائدِ شریفہ کو بہت ادب اور احتیاط کے ساتھ پڑھے اور کوئی بات اگر سمجھ میں نہ آئے تو ہرگز انکار نہ کرے اور نہ اعتراض وتنقید کرے ورنہ اس کا نقصان خود اسی پر ہوگا۔ ایسی صورت میں توقف کرے اور کسی صوفی عالم صاحبِ نسبت سے اس کا معنےٰ ومفہوم دریافت کرے اور حق تعالےٰ سے شرحِ صدر کی دُعا کرے تاکہ مفہوم بآسانی سمجھ میں آجائے۔

تشکّر

مندرجہ ذیل بزرگوں کا میں تہِ دل سے ممنون ہوں :

- سراجِ اہلِ تقوےٰ شمعِ بزمِ عارفاں حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی اشرفی قدس سرہ العزیز جو میرے پیرومرشد اور استادِ محترم ہیں جن کے فیضِ اثر اور باطنی توجہ سے یہ حقیر اور عاجز اس تالیف کے قابل ہوا۔
- شارحِ بخاری حضرت علّامہ سید محمود احمد رضوی، غزالیِ دَوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی، حضرت صاحبزادہ سید مسعود احمد رضوی دامت برکاتہم العالیہ جن کی دعاؤں سے اس راہ میں درپیش تمام مشکلیں آسان ہوگئیں اور یہ کام بہت خوش اسلوبی سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

اِنتساب

اس تالیف کو مَیں حضور پُر نُور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ اقدس کی طرف منسُوب کرتا ہوں شرفِ قبولیت حاصل ہو جائے تو زہے نصیب !

مؤلف کتاب مظہرِ جمالِ مصطفائی
سیّد نصیر الدین ہاشمی قادری برکاتی
۱۶۰ دلکشا پارک ، راجگڑھ لاہور

برو دستِ یقیں اے دل بدستِ شاہِ جیلانی زن
امیرے دستگیرے غوثِ اعظم قطبِ ربانی
نشانِ شانِ بیچونی بیانِ سرِّ مکنونی

نیاز آمد ز جنابِ پاکِ او از قدسیاں بانگے
کہ آمد جبرائیل از بہرِ کار و بارِ دربانی

کہ دستِ او بود از حقیقت دستِ یزدانی
بہیچ سینۂ عالم زہے محبوبِ سبحانی
بسیرت مثلِ پیغمبر بصورت مرتضیٰ ثانی

فہرستِ مضامین

چھٹا باب

حُسن وجمال اور اخلاقِ حسنہ

ساتواں باب

آپ کے مریدوں کے لیے خوشخبریاں

آٹھواں باب

فضائل ومناقب

پہلی فصل

دوسری فصل

تیسری فصل

اقلیم ولایت کی شہنشاہی

چوتھی فصل

مرتبہ فقر اور سلطان الفقرا

پانچویں فصل

طریقت کے سلسلوں میں فیض

چھٹی فصل

حنبلی مذہب کا زندہ کرنا

سولھواں باب

آپ کا وصال اولاد اور تصانیف

سترھواں باب

اوراد و وظائف سلسلہ قادریہ

اٹھارھواں باب

بغداد شریف اور آپ کے روضہ پاک کی کیفیت

انیسواں باب

پہلا باب

ولادت باسعادت اور شجرۂ نسب

ولادت باسعادت اور شجرۂ نسب

آپ کا اسم گرامی عبدالقادر کنیت ابو محمد اور لقب محی الدین ہے۔ آسمانوں میں آپ کا لقب باز اشہب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غوثِ اعظم کے خطاب سے نوازا ہے۔ آپ ۴۷۰ھ میں ایران کے ایک قصبے جیلان میں پیدا ہوئے۔ ایک بزرگ نے آپ کے سنِ ولادت اور سنِ وصال کے بارے میں کیا خوب کہا ہے: جَاءَ فِی عِشْقٍ وَ تَوَفّٰی فِی کَمَالٍ یعنی عشق (۴۷۰) میں پیدا ہوئے اور کمال (۹۱) سال عمر پائی۔ اس طرح آپ کا وصال ۵۶۱ھ میں ہوا۔ آپ کی پیدائش رمضان المبارک میں ہوئی۔

ولادت کے وقت کی کرامات

۱۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابو صالح موسےٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے ابو صالح تجھے اللہ تعالےٰ نے وہ فرزند دیا ہے جو میرا بیٹا اور محبوب اور خدا کا بھی محبوب ہے اور اس کا مرتبہ اولیاء میں ایسا ہوگا جیسا میرا مرتبہ انبیاء میں ہے۔

۲۔ تمام انبیاء و رسل نے آپ کے والد ماجد کو خواب میں بشارت دی کہ سوائے صحابہ اور ائمہ کرام کے تمام اولیاء اولین و آخرین آپ کے فرزند کے مطیع ہونگے اور اس کا قدم اپنی گردنوں پر رکھیں گے اور اس کی اطاعت ان کے درجات کی بلندی کا باعث ہوگی۔

۳۔ ولادت کی شب بغداد میں سب کے سب لڑکے پیدا ہوئے جن کی تعداد گیارہ سو

تھی اور وہ سب اولیائے کاملین ہوئے ہیں۔

۴۔ آپ نے تمام رمضان سحر سے لے کر افطار تک والدہ ماجدہ کا دُودھ نہیں پیا۔

۵۔ نورنبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جو آپ کی گردن پر قدمِ مبارک رکھا تھا اُس کا نشان آپ کی گردن مبارک پر موجود تھا۔

۶۔ آپ کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ سال کی تھی اِس عمر میں آپ کی پیدائش بھی ایک کرامت ہے۔

پیدائش کے وقت آپ کی شکل مبارک اتنی بارعب اور نورانی تھی کہ کوئی شخص آپ کو غور سے دیکھ نہ سکتا تھا اور آپ کو اللہ تعالےٰ نے مَظہرِ جمالِ مُصطفائی بنا کر روانہ فرمایا۔

آپ کے ظہور کی بشارتیں

۱۔ حضرت جنید بغدادی کی بشارت

حضرت جنید بغدادی نے ایک دن دورانِ وعظ فرمایا ؛

قَدَمُہ عَلٰی رَقَبَتِیْ یعنی اُس کا قدم میری گردن پر ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آج آپ نے دورانِ خطبہ جو الفاظ فرمائے تھے ان کی حقیقت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حالتِ کشف میں مجھ پر یہ ظاہر ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے آخر میں ایک عظیم بزرگ ولی اللہ پیدا ہونگے جن کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا۔ مولد اُن کا جیلان اور مسکن بغداد ہوگا اور وہ یاَمرِالٰہی کہیں گے۔ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ مَیں

نے ان کی عظمت کو دیکھ کر گردن خم کی اور وہ الفاظ کہے جو تم نے سنے۔

۲۔ حضرت شیخ منصور بطائحیؒ کی بشارت

آپ عراق کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ ایک روز اپنی مجلس میں فرمایا۔ کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا۔ جس کا مرتبہ اولیاء میں بہت بلند و بالا ہوگا۔ اگر کوئی تم میں سے اس وقت تک زندہ رہے تو ان کی انتہائی تعظیم کرنا۔

۳۔ حضرت خلیل بلخیؒ کی بشارت

آپ نے کشف کے ذریعہ حضور غوثِ اعظم کی ولادت سے قبل اپنے مریدین کو بشارت دی تھی کہ پانچویں صدی ہجری کے آخر میں ایک عظیم بزرگ ولی اللہ ظاہر ہونگے جو اولیاء واقطاب کے صدر نشین ہونگے۔ مخلوق الٰہی کثرت سے ان کی اقتدا کرے گی ان کا تصرف حیات کی مانند وصال کے بعد بھی جاری رہیگا۔

۴۔ حضرت شیخ عقیل منجبیؒ کی بشارت

آپ ملک شام کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ آپ نے اپنے مریدوں کو آگاہ فرمایا کہ عنقریب ایک جوان ظاہر ہوگا جس کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا جو بغداد میں لوگوں کو وعظ کرے گا اور کہے گا۔ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو اپنا سر واقعۃً اس کے آگے جھکا دیتا۔

آپ کا شجرۂ نسب

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفین سید ہیں یعنی آپ کا شجرۂ نسب والد ماجد کے واسطے سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کے واسطے سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اِس بات کو ایک بزرگ نے حضورُ غوث اعظمؒ کے روضۂ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :

ایں بارگاہِ حضرتِ غوث الثقلین است　　نقد کمرِ حیدر و نسلِ حسین است
مادرش حسینی نسب است و پدرِ او　　اولادِ حسن یعنی کریم الابوین است

(یعنی یہ بارگاہ انس و جن کے فریاد رس کی ہے، جو اولادِ علیؓ اور امام حسینؓ کی نسل میں آپ کی والدہ حسینی نسب اور آپ کے والد اولادِ حسنؓ ہیں گویا آپکے آباء دونوں کریم ہیں یعنی حسنین کریمین)

حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ نے سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نسبِ عالی کو مندرجہ اشعار میں ڈھالا ہے :

آں شاہِ سرافراز کہ غوث الثقلین است
در اصل صحیح النسبین از طرفین است
از سوئے پدر تا بحسن سلسلۂ اوست
وز جانبِ مادر دُرِ دریائے حسین است

یعنی وہ عالی مرتبت بادشاہ جو غوث الثقلین ہیں فی الحقیقت نسبی لحاظ سے نجیب الطرفین ہیں۔ والد ماجد کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسنؓ سے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے امام حسینؓ سے ملتا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ — حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ
سید حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ
سید عبداللہ محض رضی اللہ عنہ
سید موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ
سید عبداللہ صالح رضی اللہ عنہ
سید موسیٰ ثانی رضی اللہ عنہ
سید ابوبکر داؤد رضی اللہ
سید شمس الدین زکریا رضی اللہ عنہ
سید یحییٰ زاہد رضی اللہ عنہ
سید عبداللہ جیلی رضی اللہ عنہ
سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رح

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
سیدنا موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
سیدنا علی رضا رضی اللہ عنہ
سید ابو علاؤ الدین محمد الجواد رضی اللہ عنہ
سید کمال الدین عیسیٰ رضی اللہ عنہ
سید ابو العطا عبداللہ رضی اللہ عنہ
سید محمود رضی اللہ عنہ
سید محمد رضی اللہ عنہ
سید ابو جمال رضی اللہ عنہ
سید عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہ
سیدہ ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ رضی اللہ عنہا

حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

آپ کے والدین کا تقدس

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت ابو صالح موسٰی جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ مجاہدات و ریاضات کے دوران ایک دریا کے کنارے جا رہے تھے اور کئی روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ دریا کے کنارے ایک سیب پڑا ہوا دیکھا۔ تین روز سے زاید فاقہ اور شدتِ بھوک کی بنا پر آپ نے وہ سیب کھا لیا۔ کھانے کے بعد خیال آیا کہ اس کا کوئی تو مالک ہو گا جس کی اجازت کے بغیر ہی مَیں نے یہ سیب کھا لیا ہے لہٰذا آپ سیب کے مالک کی تلاش میں دریا کے کنارے چل پڑے۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ دریا کے کنارے ایک باغ نظر آیا جس کے درختوں سے پکے ہوئے سیب پانی پر لٹکے ہوئے تھے۔ آپ سمجھ گئے کہ وہ سیب اسی باغ کا تھا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ باغ حضرت عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے لہٰذا آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بلا اجازت سیب کھا لینے کی معافی کے طالب ہوئے۔ حضرت عبد اللہ صومعی چونکہ خود خاصانِ خدا میں سے تھے سمجھ گئے کہ یہ انتہائی نیک اور صالح نوجوان ہے لہٰذا کچھ عرصے باغ کی رکھوالی کی شرط پیش کر کے کہا کہ کچھ عرصہ یہ خدمت انجام دو اس کے بعد معافی کے متعلق غور کیا جائے گا۔ وقت مقررہ تک آپ نے نہایت دیانتداری سے یہ خدمت انجام دی اور پھر معافی کے خواستگار ہوئے۔ حضرت عبد اللہ صومعیؒ نے فرمایا ایک اور شرط باقی ہے وہ یہ کہ میری ایک لڑکی آنکھوں سے اندھی کانوں سے بہری، ہاتھوں سے لنجی اور پاؤں سے لنگڑی ہے اسے نکاح میں قبول کر لو تو معافی دے دی جائے گی۔ حضرت ابو صالحؒ نے

قبول کیا اور بعد نکاح جب اپنی بیوی کو ان تمام ظاہری عیوب سے مبرّا ہونے کے ساتھ ساتھ حسنِ ظاہری سے بھی متصف پایا تو خیال گذرا کہ کوئی اور لڑکی ہے اور غلطی کے خیال سے پریشان حال حجرے سے باہر نکل آئے۔ حضرت عبداللہ صومعیؒ نے فراست سے پہچان لیا اور فرمایا اے شہزادے یہی تمہاری بیوی ہے اور میں نے اس کی جو صفات تم سے بیان کی تھیں وہ سب درست ہیں۔ یہ اندھی ہے کہ آج تک کسی غیر محرم کی طرف نظر نہیں کی، بہری ہے کہ کبھی خلاف شرع کوئی بات نہیں سنی، یہ لنجی ہے کہ کبھی ہاتھ سے خلاف شرع کام نہیں کیا اور لنگڑی ہے کہ کبھی خلاف شرع گھر سے باہر قدم نہیں رکھا۔ حضرت ابوصالح بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ انہیں دو پاکیزہ ہستیوں کی اولاد ہیں۔

آپ کے نانا جان کا ذکر

آپ کے نانا جان حضرت عبداللہ صومعیؒ جیلان کے اکابر مشائخ اور اولیاءؒ میں سے تھے۔ آپ کی معرفت کے احوال اور کرامات بہت بلند تھے۔ آپ مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ آپ نہایت عابد و زاہد اور منکسر المزاج تھے! آپ کے گھر کے دروازے غربا و مساکین کے لیے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ آپ کی کرامات کو دیکھ کر ہزارہا لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے اور ولایت کے مقامات حاصل کیے۔

آپ ضعیفی کے باوجود کثرت سے نوافل و ذکر میں مشغول رہتے۔ آپ کو مستقبل کے حالات کا اکثر پہلے ہی سے علم ہو جاتا۔

آپ کی پھوپھی صاحبہ کا ذکر

آپ کی پھوپھی صاحبہ کا اسم گرامی سیدہ عائشہ تھا۔ نہایت پاکباز اور صالح ترین خاتون تھیں۔ انتہائی عبادت گزار تھیں۔ مشکل کے وقت لوگ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دعا کرواتے۔ آپ دعا فرماتیں تو اللہ تعالےٰ لوگوں کی مشکلات کو جلد دور فرما دیتا۔

سیدنا غوثِ اعظم کا بچپن اور جوانی

سیدنا غوثِ اعظم کے والدین کریمین علم و معرفت کے آفتاب و ماہتاب تھے چنانچہ آپ کی سب سے پہلی درس گاہ خود آپ کا گھر تھا۔ آپ نے والدین ہی سے قرآن پاک حفظ کیا تھا اور ابتدائی تعلیم بھی پائی۔ اس کے بعد آپ جیلان کے مدرسے میں داخل ہوئے اور بعد میں بغداد روانہ ہو کر تحصیلِ علم کی تکمیل کی۔ آپ نے فرمایا میں اپنی جوانی کے دنوں میں سفر میں تھا یہاں تک کہ میں کہنے والے کو سنتا تھا کہ مجھے کہتا تھا اے عبدالقادر میں نے تم کو اپنے لیے پسند کیا۔ مجاہدے کے دنوں میں مجھے اونگھ آتی تھی تو سنا کرتا تھا کہ کوئی کہتا ہے، اے عبدالقادر تم کو سونے کے لیے نہیں پیدا کیا اور بے شک ہم تمہارے اس وقت بھی دوست تھے جب کہ تم کچھ شے نہ تھے اب جب تم شے ہوتے تو ہم سے غافل نہ ہونا۔

آپ جب کبھی بچپن میں کوئی کھیل کھیلنے کا ارادہ فرماتے تو غیب سے آواز آتی۔ اِلَیَّ یَا مُبَارَکُ یعنی اے برکت والے میری طرف آؤ۔

دوسرا باب

بغداد روانگی اور تحصیل و تکمیلِ علم

بغداد روانگی اور تحصیل و تکمیلِ علم

بغداد جانے کی وجہ

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مَیں جب اپنے قصبے جیلان میں صغیر سن تھا تو عرفہ کے روز دیہات کی طرف نکلا اور کھیتی کے بَیل کے پیچھے ہو لیا۔ اُس نے میری طرف دیکھا اور کہا اے عبدالقادر آپ اِس لیے تو پیدا نہیں ہوئے۔ مَیں گھبرا کر اپنے گھر لوٹ آیا اور گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور لوگوں کو مَیں نے عرفات کے میدان میں کھڑے ہوئے دیکھا پھر مَیں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آیا اور ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے خدا کی راہ میں وقف کر دیں اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دیں کہ مَیں وہاں جا کر علم حاصل کروں۔ والدہ صاحبہ نے اس کا سبب دریافت فرمایا، تو مَیں نے انہیں وہ واقعہ سنایا۔ آپ چشم بہ گریہ ہوئیں اور اَسّی دینار جو والد ماجد نے آپ کے پاس چھوڑے تھے میرے پاس لے کر آئیں مَیں نے ان میں سے چالیس دینار لے لیے اور چالیس اپنے بھائی کے لیے چھوڑ دیئے۔ آپ نے میرے چالیس دینا میری گدڑی میں سی دیئے اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دے دی۔ اور آپ نے مجھے تاکید کی کہ خواہ کسی حال میں ہو سچ بولو، اور مَیں روانہ ہوا اور آپ دروازے تک مجھے رخصت کرنے آئیں اور فرمایا اے بیٹا لِوَجْہِ اللہ مَیں تمہیں اپنے سے جدا کرتی ہوں اور اب مجھے تمہارا منہ قیامت ہی کو دیکھنا نصیب ہوگا۔

کیسی اللہ والی ہستی تھیں کہ لاڈلے بیٹے کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر وقف کر دیا اور اپنے حقوق بھی معاف فرما دیئے تاکہ وہ یکسوئی سے علم حاصل کر سکیں۔

اثنائے سفر ساٹھ ڈاکوؤں کا آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنا

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ جو بغداد جا رہا تھا روانہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم ہمدان سے گزر کر ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں بہت کیچڑ تھی اور قافلے پر ساٹھ ڈاکو ٹوٹ پڑے اور قافلے کو لوٹ لیا اور مجھ سے کسی نے بھی تعرض نہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص میری طرف آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے کہا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اس نے دریافت کیا وہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا میری گدڑی میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں اس نے سمجھا کہ میں مذاق کر رہا ہوں اس لیے وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا اس کے بعد ایک دوسرا شخص آیا اور جو کچھ پہلے نے پوچھا وہی پوچھا۔ میں نے جو پہلے شخص کو جواب دیا تھا اس کو بھی وہی جواب دیا۔ ان دونوں نے جا کر اپنے سردار کو یہ خبر سنائی تو اس نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ سردار نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس واقعی چالیس دینار ہیں۔ میں نے کہا ہاں میری گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔ اس نے میری گدڑی ادھیڑی اور اس میں سے چالیس دینار نکلے۔ اس نے حیرت سے پوچھا کہ اس کو ظاہر کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا۔ میں نے کہا میری والدہ ماجدہ نے مجھے سچ بولنے کی تاکید کی تھی میں ان سے عہد شکنی نہیں کر سکتا۔ ڈاکوؤں کا سردار میری یہ گفتگو سن کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ سے عہد شکنی نہیں کر سکتے اور میری عمر گزر گئی ہے کہ میں اب تک اپنے پروردگار سے برابر عہد شکنی کر رہا ہوں پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ اس کے بعد اس کے سب ساتھیوں

نے کہا تو لوٹ مار میں ہم سب کا سردار تھا اور اب توبہ کرنے میں بھی ہمارا سردار ہے پھر ان سب نے بھی میرے ہاتھ پر توبہ کی اور قافلے کا سارا مال واپس کر دیا۔

تحصیل و تکمیلِ علم

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ بغداد پہنچنے کے بعد مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گئے یہ مدرسہ ان دنوں تمام دنیا کا مشہور و معروف علمی مرکز تھا جس میں قابل ترین اساتذہ طلباء کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ نے چند سال میں تمام علوم و فنون پر دسترس حاصل کر لی۔

طالب علمی کے زمانے کی صعوبتیں

طالب علمی کے زمانے میں آپ کو بہت مشکل حالات سے دوچار ہونا پڑا اور سخت مشقتیں اٹھانی پڑیں لیکن یہ مشکلات آپ کے عزمِ صمیم کی راہ میں حائل نہ ہو سکیں، والدہ ماجدہ کے دیئے ہوئے چالیس دینار خرچ ہو چکے تھے یہاں تک کہ فاقے تک نوبت آ پہنچی۔ بیس روز اسی طرح گزر گئے آخر ایک روز کسی مباح چیز کی تلاش میں ایوانِ کسریٰ کے کھنڈروں کی جانب تشریف لے گئے۔ وہاں دیکھا کہ ستر اولیائے کرام پہلے ہی سے مباح چیزوں کی تلاش میں مصروف ہیں۔ آپ نے مناسب نہ سمجھا کہ ان کی راہ میں حائل ہوں اور واپس تشریف لے آئے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ بھوک سے نڈھال ہو کر لڑکھڑاتے ہوئے ایک مسجد کے گوشے میں جا بیٹھے۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک عجمی جوان روٹی اور

بھنا ہوا گوشت لے کر مسجد میں داخل ہوا اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا۔ حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بھوک کی شدت سے اس شخص کے ہر لقمے کے ساتھ بے اختیار میرا منہ کھل جاتا تھا حتے کہ میں نے اپنے نفس کو اس حرکت پر ملامت کی، اتنے میں اس شخص نے میری طرف دیکھا اور کھانا لا کر مجھے پیش کیا اور اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کہاں کے باشندے ہیں اور کیا مشغلہ رکھتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور طالب علم ہوں۔ اس نے دریافت کیا کہ کیا آپ جیلان کے ایک نوجوان کو جس کا نام عبدالقادر ہے جانتے ہیں۔ میں نے کہا وہ میں ہی ہوں۔ یہ سن کر وہ بہت بے چین ہوا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں کئی روز سے تلاش کر رہا ہوں جب میں بغداد میں داخل ہوا تو اس وقت میرے پاس اپنا ذاتی خرچ موجود تھا مگر جب میں نے تمہیں تلاش کیا تو مجھے کسی نے تمہارا پتہ نہیں بتلایا۔ اس اثنا میں میرا سارا خرچ ختم ہو گیا پھر میں نے تین روز فاقے میں گزارے اور آج مجبور ہو کر آپ کی امانت میں سے جو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو پہنچانے کے لئے دیئے تھے، ایک وقت کے کھانے کے لیے یہ روٹی اور گوشت لایا ہوں اور اب آپ خوشی سے یہ کھانا تناول فرمائیں کیونکہ یہ آپ ہی کا ہے اور اب میں آپ کا مہمان ہوں۔ پھر میں نے اسے تسلّی دی اور اس بات پر اپنی خوشنودی ظاہر کی اور کھانا تناول کیا۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ سیدنا غوثِ اعظمؓ کا کئی روز فاقے رہنا اور بھوک کی شدت کو برداشت کرنا اختیاری تھا نہ کہ اضطراری۔ یہ نفس کے خلاف مجاہدہ اور اسے مغلوب کرنے کے لیے تھا ورنہ آپ پیدائشی ولی اللہ تھے دعا فرماتے تو ہر چیز میسر آ سکتی تھی۔

تیسرا باب

عراق کے بیابانوں میں ریاضات و مجاہدات

عراق کے بیابانوں میں ریاضات و مجاہدات

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مجاہدات اور ریاضات کے بارے میں فرمایا کہ میں پچیس برس تک عراق کے بیابانوں میں تنہا پھرتا رہا اور مجھے کوئی بھی پہچانتا نہ تھا البتہ اس وقت میرے پاس جنات آیا کرتے تھے اور میں انہیں علم طریقت اور وصول اِلیٰ اللہ کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت خضر علیہ السلام میرے ہمراہ ہوئے لیکن اس وقت میں آپ کو پہچانتا نہ تھا۔ پہلے آپ نے مجھ سے عہد لیا کہ میں آپ کی مخالفت نہ کرونگا اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آنے تک یہیں پر رہو۔ آپ ہر سال آتے اور یہی فرماجاتے کہ میرے آنے تک یہیں پر رہو۔ میں تین سال اسی ایک مقام پر رہا۔ اس اثنا میں دنیا اور دُنیاوی خواہشات اپنی اپنی شکلوں میں میرے پاس آیا کرتیں مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان کی طرف التفات کرنے سے محفوظ رکھتا۔ میں اپنے نفس کو طرح طرح کی مشقتوں میں ڈالتا رہا چنانچہ ایک سال ساگ وغیرہ پر گزارہ کرتا رہا اور سال بھر تک پانی بالکل نہیں پیا پھر ایک سال تک کچھ نہیں کھایا صرف پانی پیا کرتا اور پھر ایک سال تک کھانا پانی اور سونا بالکل چھوڑ دیا۔

فرمایا ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ بغداد کے قریب ایک ویرانے میں ایک پرانا برج تھا وہاں گیارہ برس تک ٹھہرا رہا۔ میرے اس طویل قیام کی وجہ سے لوگ اسے برجِ عجمی کہنے لگے۔ میں اس برج میں ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ میں اس وقت تک نہ کھاؤنگا جب تک مجھے کوئی منہ میں لقمہ نہ دے اور اس وقت تک پانی نہ پیونگا جب تک مجھے کوئی پانی نہ پلائے۔ چنانچہ متواتر

چالیس روز تک مَیں نے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ چالیس روز کے بعد ایک شخص آیا اور روٹی سالن میرے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے میرے نفس نے چاہا کہ روٹی کھاؤں لیکن میرے دل نے آواز دی کہ اپنا عہد نہ توڑنا، پھر مَیں نے اپنے اندر ایک شور سنا جس سے اَلْجُوْعُ اَلْجُوْعُ یعنی بھوک بھوک کی آواز سنائی دی۔ مَیں نے اس طرف کچھ التفات نہ کیا۔ اِسی اثنا میں حضرت شیخ ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کا گذر ادھر سے ہوا ان کی فراست باطنی نے یہ شور سنا تو میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ عبدالقادر یہ شور کیسا ہے۔ مَیں نے کہا۔ نفس کی خواہش کا اضطراب ہے ورنہ روح مطمئن ہے۔ انہوں نے کہا باب ازج کے پاس آؤ وہاں میرا گھر ہے یہ کہہ کر وہ تشریف لے گئے ابھی مَیں سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے اور فرمایا اٹھیے اور حضرت ابوسعید مخزومی کے گھر تشریف لے جایئے۔ چنانچہ مَیں اٹھا اور شیخ ابوسعید مخزومی کے گھر پہنچا وہ دروازے پر کھڑے میرا انتظار فرما رہے تھے، مجھے اندر لے گئے اور اپنے دست مبارک سے مجھے روٹی کھلائی یہاں تک کہ مَیں خوب سیر ہو گیا۔

آپ نے فرمایا کہ مجاہدے اور ریاضت کے شروع میں بیابانوں میں عجیب وغریب حالات پیش آتے تھے جن میں ایک یہ تھا کہ مَیں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا تھا۔ اکثر اوقات دوڑا کرتا تھا اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ ایک بار میں بے خبری میں دوڑتا رہا اور جب مجھ سے یہ حالت جاتی رہی تو میں نے اپنے آپ کو شہر ششتر میں پایا جو بغداد سے بارہ روز کے فاصلے پر تھا۔ عراق کے بیابانوں میں مجاہدے کے دوران شیاطین مسلح ہو کر آتے تھے اور ہیبت ناک صورتوں میں صف در صف مجھ سے لڑنے کی کوشش کرتے اور مجھے آگ پھینک کر مارتے مگر میں اپنے دل میں ہمت

اور اولوالعزمی پاتا اور غیب سے آواز آتی کہ اے عبدالقادر اٹھو اور ان کی طرف آؤ ہم ان کے مقابلے میں تمہیں ثابت قدم رکھیں گے۔ پھر مَیں اٹھ کر ان کی طرف دوڑتا تو وہ بھاگ جاتے۔ ایک مرتبہ ابلیس آیا اور اس نے کہا اے عبدالقادر مَیں آپ سے ناامید ہو چکا ہوں۔ مَیں نے کہا یہاں سے دفع ہو جا۔ مَیں تیری جانب سے کسی حالت میں مطمئن نہیں۔ اس نے کہا یہ بات میرے لیے عذاب دوزخ سے بھی بڑھ کر ہے۔ پھر اس نے بہت سے شرک اور وساوس کے جال بچھا دیئے۔ مَیں نے پوچھا یہ جال کیسے ہیں تو مجھے بتلایا گیا کہ دنیاوی وساوس کے وہ جال ہیں جن سے شیطان شکار کرتا ہے، تو مَیں نے اس مردود کو ڈانٹا تو وہ بھاگ گیا اور سال بھر تک مَیں نے توجہ کی یہاں تک وہ جال ٹوٹ گئے۔ پھر اس نے بہت سے اسباب ظاہر کئے۔ مَیں نے پوچھا یہ کیا ہیں تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ خلق کے اسباب ہیں۔ سال بھر تک میں نے توجہ کی یہاں تک کہ یہ اسباب منقطع ہو گئے۔ پھر مجھ پر میرے باطن کا انکشاف کیا گیا تو میں نے اپنے دل کو بہت سے علائق سے وابستہ دیکھا۔ مَیں نے دریافت کیا یہ کیا ہیں تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ علائق تمہارے ارادے اور تمہارے اختیارات ہیں۔ پھر مَیں ایک سال تک ان کی طرف توجہ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ سب علائق مجھ سے منقطع ہو گئے۔ پھر مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا تو مَیں نے دیکھا کہ اس کے امراض ابھی باقی ہیں اور اس کی خواہش زندہ ہے تو سال بھر تک مَیں نے اس کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ نفس کے کل امراض جڑ سے جاتے رہے اور اب اس میں امر الٰہی کے سوا کچھ باقی نہ رہا اور مَیں تنہا ہو کر اپنی ہستی سے جدا ہو گیا۔ اور میری ہستی مجھ سے الگ ہو گئی تب بھی مَیں اپنے مقصود کو نہیں پہنچا تو مَیں توکل کے دروازے پر آیا تاکہ اس دروازے سے مَیں اپنے مقصود کو پہنچوں مَیں

نے دیکھا اس دروازے پر بڑا ہجوم ہے۔ میں اس سے گزر گیا۔ پھر میں شکر کے دروازے پر آیا اس دروازے پر بھی ہجوم نظر آیا میں گذر گیا اس کے بعد غنا کے دروازے پر آیا یہاں بھی بہت ہجوم دیکھا یہاں سے بھی گزر گیا۔ اس کے بعد مشاہدے کے دروازے پر آیا۔ اس دروازے پر بھی ہجوم دیکھا اس سے بھی گزر گیا۔ پھر میں فقر کے دروازے پر پہنچا تو اس کو خالی پایا۔ میں اس میں داخل ہوا اور اندر جا کر دیکھا تو جن جن چیزوں کو میں نے ترک کیا تھا وہ سب موجود تھیں۔ یہاں سے مجھے ایک بہت بڑے روحانی خزانے کی فتوحات حاصل ہوئیں روحانی عزت، غنائے حقیقی اور سچی آزادی ملی۔ میں نے اپنی زیست کو مٹا دیا اور اپنے اوصاف کو چھوڑ دیا۔ جس سے میری ہستی میں ایک دوسری حالت پیدا ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ دورانِ مجاہدہ ایک ایسے بیابان میں پہنچا جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ چند روز میں نے وہاں قیام کیا لیکن پانی ہاتھ نہ آیا جب پیاس کا غلبہ ہوا تو حق تعالیٰ نے بادل کا ایک ٹکڑا بھیجا جس نے میرے اوپر سایہ کر دیا اور اس میں سے کچھ قطرات ٹپکے جنہیں پی کر تسکین ہوئی اس کے بعد اچانک ایک روشنی ظاہر ہوئی، جس نے پورے آسمان کا احاطہ کر لیا اس میں سے ایک عجیب وغریب شکل نمودار ہوئی اور آواز آئی کہ اے عبدالقادر میں تمہارا پروردگار ہوں اور جو میں نے دوسروں پر حرام کیا وہ تم پر حلال کرتا ہوں لہٰذا تم جو چاہو کرو، میں نے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ اے ملعون دور ہو جا، اچانک وہ روشنی تاریکی سے بدل گئی، اور وہ صورت دھواں بن کر کہنے لگی کہ آپ اپنے علم کی وجہ سے بچ گئے میں نے اس ترکیب سے ستر اہل طریقت کو گمراہ کیا ہے۔ میں نے کہا یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے اور وہی نگہبان ہے۔

چوتھا باب

بیعت وخلافت اور شجرۂ طریقت

بیعت و خلافت اور شجرۂ طریقت

جب حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ تحصیل و تکمیل علم اور مجاہدات و ریاضات سے فارغ ہوئے اور مکمل تزکیہ نفس کر لیا تو آپ نے حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے حضرت ابو سعیدؒ نے اپنے مبارک ہاتھ سے کھانا کھلایا۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لقمہ حضرت شیخ مجھے کھلاتے اور وہ میرے شکم میں جاتا، میرے باطن میں ایک نور بھر دیتا۔ پھر انہوں نے مجھے خرقہ خلافت عطا کیا اور فرمایا اے عبدالقادر یہ وہ خرقہ ہے جو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ کو عطا فرمایا تھا اور ان سے حضرت حسن بصریؒ کو ملا اور ان سے دست بدست مجھ تک پہنچا۔ اِس خرقے کو پہنتے ہی حضور غوث اعظم پر تجلیاتِ الٰہی اور برکات کا اور بھی زیادہ ظہور ہونے لگا،

حضور غوث اعظمؒ کا ابو سعید مخزومیؒ کو خرقہ پہنانا

قلائد الجواہر میں ہے کہ حضرت ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے تبرک حاصل کرنے کے لیے مَیں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اور انہوں نے مجھ کو خرقہ پہنایا۔

اِس سے معلوم ہوا سیدنا غوث اعظم کا حضرت ابو سعید مخزومیؒ کو خرقہ پہنانے کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا غوث اعظمؒ کا فیض حضرت ابو سعید مخزومیؒ کو پہنچا۔

حضورِ غوثِ اعظم کا شجرۂ طریقت

آپ کا شجرۂ طریقت اس طرح ہے:

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابو الفضل عبد الواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابو الفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابو الحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابی سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پانچواں باب

بغداد تشریف آوری اور مسند ارشاد

بغداد تشریف آوری اور مسندِ ارشاد

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز میں نے ظہر کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا کہ اے فرزند تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا حضور میں عجمی ہوں اور عرب کے فصحا کے سامنے کس طرح زبان کھولوں آپ نے فرمایا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا تو آپ نے سات مرتبہ میرے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور فرمایا کہ جاؤ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو اور حکمت سے نیک بات کی طرف لاؤ۔ پھر میں نے ظہر کی نماز پڑھی تو خلقت میرے گرد جمع ہو گئی اور میں کچھ مرعوب سا ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا اور آپ نے چھ مرتبہ اپنا لعابِ دہن ڈالا۔ میں نے عرض کیا آپ نے سات مرتبہ کیوں نہ ڈالا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسِ ادب کی وجہ سے۔ پھر میں نے دیکھا کہ غواصِ فکر دل کے دریا میں غوطے لگا لگا کر حقائق و معارف کے موتی نکالنے لگا۔ اس کے بعد میری زبان میں قوتِ گویائی پیدا ہوئی اور میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا۔ اس کے بعد میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے تاکہ میرا امتحان لیں جس طرح کہ دیگر اولیائے کرام کا امتحان لیا کرتے تھے۔ اس بات کا مجھ پر کشف کر دیا گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ نہ رہ سکیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں۔ اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہیں تو میں بھی حاضر ہوں آپ بھی موجود

ہیں اور یہ معرفت کی گیند ہے اور یہ میدان۔

قلائد الجواہر

کیفیت وعظ

آپ جب بغداد تشریف لائے تو آپ نے وہاں کے اکابر علماء مشائخ سے ملاقات کی جن میں حضرت ابو سعید مخزومی شامل ہیں۔ انہوں نے اپنا مدرسہ جو بغداد کے محلے باب الازج میں واقع تھا آپ کو تفویض کر دیا تو آپ نے اس میں نہایت فصاحت و بلاغت سے وعظ و نصیحت فرمانا شروع کر دیا جس سے بغداد کے علاوہ قرب وجوار سے لوگ جوق در جوق آنے لگے اور آپ کی شہرت کا دور دور تک چرچا ہو گیا۔ آپ کی مجلس وعظ میں اس کثرت سے لوگ آنے لگے کہ ان کے لئے جگہ ناکافی ہو گئی لہٰذا بہت سے مکانوں کو شامل کر کے مدرسے کی توسیع کر دی۔ یہ مدرسہ ایک وسیع عمارت کی صورت بن کر تیار ہو گیا اور آپ کی مجلس میں حاضر ہونے والے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ بعض اوقات تعداد ستر ہزار سے تجاوز کر جاتی۔ آپ کے مواعظ حسنہ کو قلمبند کرنے کے لیے ہر مجلس میں چار سو علماء قلم دوات لے کر بیٹھتے اور جو کچھ سنتے اس کو لکھتے رہتے اور آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ موازنہ فرما کر نسخے کی تکمیل فرماتے۔ آپ کا وعظ مبارک حکمت و دانش کے سمندر کی مانند ہوتا اور اس میں آپ کی روحانیت کو دخل ہوتا جس کی تاثیر سے لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی۔ بعض لوگ جوش عشق الٰہی میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ لیتے۔ بعض بے ہوش ہو جاتے اور بعض واصل بحق ہو جاتے۔ بہت سے غیر مسلم آپ کے وعظ کی اثر انگیزی کے متعلق سن کر آپ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوتے اور ان پر اتنا اثر ہوتا کہ وہ ایمان کی دولت حاصل کر کے لوٹتے۔

آپ نے خود ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء اور اولیاء پیدا فرمائے وہ سب اپنی ارواح کے ساتھ اور جو اولیاء بقید حیات ہیں وہ اپنے اجسام کے ساتھ یقیناً میری مجلس میں آتے ہیں۔ میرا وعظ ان رجال الغیب کے لیے ہوتا ہے جو کوہ قاف کی پرلی طرف سے آتے ہیں۔ جن کے قدم دوش ہوا پر ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالے کے لیے ان کے دلوں میں آتش شوق و سوزش اشتیاق موجزن ہوتی ہے۔

منقول ہے کہ جب آپ وعظ کے لیے منبر پر تشریف رکھتے اور الحمد للہ کہتے تو روئے زمین کا ہر ولی حاضر و غائب خاموش ہو جاتا۔ اسی وجہ سے آپ یہ کلمہ مکرر فرماتے اور درمیان میں کچھ سکوت فرماتے پھر ادلیا۔ اور ملائکہ کا آپ کی مجلس میں ہجوم ہو جاتا جتنے لوگ آپ کی مجلس میں نظر آتے ان سے کہیں زیادہ ایسے حاضرین ہوتے جو نظر نہیں آتے۔ آپ کے ایک ہمعصر شیخ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے جنات کی حاضری کے لیے وظیفہ پڑھا لیکن کوئی جن حاضر نہ ہوا۔ بہت دیر بعد چند جن حاضر ہوئے۔ میں نے تاخیر کا سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ ہم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی مجلس وعظ میں حاضر تھے۔ براہِ مہربانی جب حضرت شیخ وعظ فرما رہے ہوں تو ہمیں نہ بلانا۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا تم بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہو کہنے لگے کہ آدمیوں کے اجتماع سے زیادہ اجتماع ہم جنّات کا ہوتا ہے اور ہم میں سے اکثر قبائل حضرت شیخ کے دستِ مبارک پر اسلام لے آئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہو گئے۔

روایت ہے کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک چند قدم پر اڑ کر فرمایا کہ اے اسرائیلی توقف کر اور محمدی کی بات سنتا جا۔ جب آپ اپنی جگہ واپس تشریف لائے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ابوالعباس حضرت

خضر ہماری مجلس سے تیزی سے گزر رہے تھے تو میں نے ان کو آواز دی کہ محمدی کا وعظ بھی سنتے جائیں۔ اس کے بعد حضرت خضر کی یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ جس ولی سے بھی ملاقات ہوتی تو آپ اس سے حضرت شیخ کی مجلس میں حاضر ہونے اور وعظ سننے کی نصیحت فرماتے اور یہ بھی فرماتے کہ جو کوئی اپنی کامیابی دین و دنیا میں چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ حضرت شیخ کی مجلس وعظ میں ہمیشہ شریک ہو۔

روایت ہے کہ آپ کے ایک ہمعصر شیخ جن کا نام صدقہ تھا آپ کی خانقاہ میں آئے۔ دوسرے مشائخ بھی آپ کے باہر تشریف لانے کے منتظر تھے۔ اچانک حضرت شیخ باہر تشریف لائے اور سیدھے منبر پر رونق افروز ہوئے نہ تو آپ نے کچھ فرمایا اور نہ کسی قاری نے تلاوت کی۔ لیکن لوگوں میں عجیب مستی اور شورش کا عالم طاری ہو گیا۔ شیخ صدقہ نے اپنے دل میں کہا کہ تعجب ہے کہ حضرت شیخ نے نہ کچھ فرمایا اور نہ قاری نے کچھ پڑھا پھر یہ وجد و حال کیسے پیدا ہو گیا۔ آپ نے شیخ صدقہ کی جانب دیکھ کر فرمایا کہ شیخ صاحب میرا ایک مرید اسی وقت بیت المقدس سے ایک قدم میں یہاں پہنچا ہے اور میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔ تمام اہل مجلس اسی کی ضیافت میں لگے ہوئے ہیں۔ شیخ صدقہ نے پھر اپنے دل میں کہا کہ جو شخص بیت المقدس سے ایک قدم میں یہاں پہنچ سکتا ہے وہ کس چیز سے توبہ کریگا۔ آپ نے پھر ان کو دیکھ کر فرمایا کہ ہوا میں اڑنے والے بھی اس لیے توبہ کرتے ہیں کہ باز آجائیں اور وہ مجھ سے محبت الٰہی کا طریقہ سیکھنے کے محتاج ہیں۔

ایک روز مجلس وعظ میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرا وعظ رجال الغیب کے لیے ہوتا ہے جن کے دلوں میں آتش محبت موجزن ہوتی ہے۔ جب آپ نے

یہ بات فرمائی تو اسی وقت آپ کے صاحبزادے سید عبد الرزاقؒ جو منبر کے پاس قدموں کے قریب بیٹھے تھے بے ہوش ہو گئے اور ان کی دستار میں آگ لگ گئی۔ آپ منبر سے نیچے اترے اور آگ بجھائی اور فرمایا کہ اے عبد الرزاق تم بھی انہیں میں سے ہو مجلس ختم ہونے کے بعد لوگوں نے حضرت عبد الرزاقؒ سے دریافت کیا کہ یہ حالت کیسی تھی۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مجھے رجال الغیب ساکت و مدہوش کھڑے ہوئے اس طرح نظر آئے کہ تمام آسمان ان سے بھرا ہوا ہے اور ان کے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ ان میں سے بعض شور و غوغا کر رہے ہیں بعض وجد و حال میں مست ہیں اور بعض زمین پر گرے پڑے ہیں۔

شیخ عمر ابن حسین ابن خلیل طیبی کا بیان ہے کہ مجھ سے شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا کہ اے عمر میری مجلس سے علیحدہ نہ ہو کیونکہ اس میں خلعتیں تقسیم کی جاتی ہیں۔ اور اس پر افسوس ہے کہ جو اس مجلس سے دور ہو کر خلعت سے محروم رہے شیخ عمر کہتے ہیں کہ اس بات کو کچھ عرصہ گزر گیا اور ایک روز میں آپ کی مجلس میں تھا کہ نیند نے مجھ پر غلبہ کیا تو میں نے دیکھا کہ آسمان پر سے سرخ اور زرد رنگ کی خلعتیں اتر رہی ہیں اور اہل مجلس پر گرتی ہیں۔ تب میری آنکھ گھبراہٹ سے کھل گئی اور میں دوڑا کہ لوگوں کو بتلاؤں جو کچھ میں نے دیکھا۔ حضرت شیخ نے مجھ کو بلا کر کہا کہ اے فرزند خاموش رہو کیونکہ خبر مشاہدے کی طرح نہیں ہوتی۔

شیخ یحییٰ ابن نجاح بیان کرتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ دیکھوں کہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی اپنی مجلس وعظ میں کتنے شعر پڑھتے ہیں۔ میں نے ایک ترکیب سوچی اور ایک دھاگہ لے کر آپ کی مجلس میں حاضر ہوا اور سب

لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا۔ جب بھی آپ کوئی شعر پڑھتے میں گرہ لگا لیتا اور دھاگے کو کپڑے کے نیچے چھپا کر رکھتا۔ اتنے میں آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ گرہ کو میں کھولتا ہوں اور تو لگاتا ہے۔

شیخ ابوالحسن سعد الخیر اندلسی کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ جب حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا تو آپ زہد کے بارے میں بیان فرما رہے تھے کہ میرے دل میں خواہش ہوئی کہ آپ معرفت کا بیان فرمائیں تب آپ نے زہد سے کلام قطع کیا اور معرفت پر بیان کرنے لگے کہ ایسا بیان میں نے کبھی نہ سنا تھا۔ پھر میں نے دل میں سوچا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ شوق کے موضوع پر بیان کریں۔ تب آپ نے معرفت کے موضوع کو ختم کر کے شوق پر بیان شروع کر دیا کہ میں نے ایسا کلام کبھی نہ سنا تھا۔ پھر میں نے فنا و بقا کے بیان کی دل میں خواہش کی۔ آپ نے شوق کے بیان کو ختم کر کے فنا و بقا کے متعلق بیان کیا۔ پھر میرے دل نے چاہا کہ آپ غیبت و حضور پر بیان کریں۔ آپ نے فنا و بقا کے بیان کو مکمل کر کے غیبت و حضور پر بیان فرمایا۔ پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے ابوالحسن تجھ کو یہی کافی ہے تب میں بے اختیار ہو گیا اور وجد میں آ کر اپنے کپڑے پھاڑ لیے۔

شیخ ابو محمد عفیف ابن مبارک جیلیؒ کا بیان ہے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اے میرے غلام پاس بیٹھ کر میرے پاس نہ بیٹھنے سے توبہ کر۔ یہاں پر ولایات اور درجات ہیں۔ اے توبہ کے خریدار بسم اللہ آگے بڑھ، اے معافی کے خریدار آگے بڑھ۔ اے اخلاص کے خریدار تو میرے پاس ہر ہفتہ میں ایک دفعہ ہر سال میں ایک دفعہ یا تمام عمر میں ایک دفعہ آ اور ہزاروں چیزیں مجھ سے

لے۔ ہزار سال تک سفر کرتا کہ مجھ سے ایک بات سنے۔ جب تو یہاں داخل ہو تو اپنا علم اپنا زہد اپنی پرہیزگاری اپنے حالات سب کو چھوڑ کر آتا کہ مجھ سے سب کچھ حاصل کرے میرے پاس خاص خاص فرشتے، اولیاء اور مردانِ غیب حاضر ہوتے ہیں اور مجھ سے خدا تعالیٰ کے دربار کے آداب سیکھتے ہیں کوئی ولی اللہ ایسا نہیں جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو۔ زندہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو دنیا سے پردہ کر گئے ہیں وہ اپنی روحوں کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔

شیخ عمر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ کے پاس ایک عیسائی راہب آیا اور آپ کے دستِ اقدس پر مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے لوگوں کو ان کے دریافت کرنے پر بتایا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں۔ میرے دل میں اسلام کی لگن پیدا ہوئی اور میں نے پختہ ارادہ کیا کہ مسلمانوں میں جو سب سے بہتر ہو اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔ اسی خیال میں تھا کہ نیند نے غلبہ کیا تب میں نے حضرت عیسےٰ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ سنان تو بغداد جا اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے دستِ مبارک پر ایمان لے آ کیونکہ اس وقت روئے زمین پر سب سے بہتر ہیں۔

حضرت شیخ عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ میں نے بلادِ عجم کی طرف سیر کی اور مختلف علوم حاصل کیے پھر جب بغداد آیا تو میں نے اپنے والد ماجد سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی موجودگی میں لوگوں کو اپنا وعظ سناؤں آپ نے مجھ کو اجازت دی تب میں کرسی پر بیٹھا اور علمی نکات بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کرنے لگا لیکن کسی کا دل نرم نہ ہوا، اور نہ کسی کے آنسو نکلے۔ تب اہلِ مجلس میرے والد ماجد کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ آپ ہی کچھ بیان فرمائیں پھر میں کرسی سے اٹھ گیا اور والد ماجد کرسی پر بیٹھے اور فرمایا کہ

کل میں روزہ تھا۔ بچے کی والدہ نے میرے لیے چند انڈے تلے تھے اور ایک پیالی میں ڈال کر مٹی کے برتن میں رکھ دئے۔ بلی آئی اور اس نے برتن گرا دیا اور پیالی ٹوٹ گئی۔ اتنا کہنا تھا کہ تمام اہل مجلس چلا اٹھے۔ پھر میں نے آپ سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا اے بیٹے تم کو اپنے سفر پر ناز ہے۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم نے وہاں کا سفر کیا ہے؟ اے فرزند جب میں کرسی پر بیٹھا تو میرے دل پر اللہ عزوجل کی طرف سے ایک تجلی وارد ہوئی جس نے میرا دل فراخ کر دیا۔ تب میں نے وہ بات بیان کی جو تم نے سنی۔ ایسی بسط کے ساتھ جو ہیبت کے ساتھ مقبوض تھی پھر وہ ہوا جو تم نے دیکھا۔ بہجۃ الاسرار' قلائد الجواہر

پس معلوم ہوا کہ جو نصیحت کی جائے اس پر عمل پیرا بھی ہو اور بات انتہائی اخلاص سے کہے اس میں بہت تاثیر ہوتی ہے۔ چونکہ سیدنا غوث اعظمؒ علم، عمل، اخلاص، تقوٰے، ورع میں بہت بڑھے ہوئے تھے اور آپ کی روحانیت بھی آپ کے وعظ مبارک میں شامل حال تھی لہذا لوگوں پر بہت اثر ہوتا اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت و ہیبت طاری ہوتی، کوئی گناہوں سے پاک ہوتا، کوئی معرفت حاصل کر لیتا۔ غرضیکہ جس کا جتنا ظرف ہوتا وہ آپ کی روحانی توجہ والے بیان مبارک سے اثر لیکر بھر لیتا، خالی اور محروم کوئی نہ رہتا۔ ایک مقام پر سیدنا غوث اعظمؒ نے فرمایا کہ تجھے واعظ بننا زیب نہیں دیتا جب تک کہ تیرے اندر اصلاح کی تھوڑی بھی گنجائش باقی ہو۔ اگرچہ آپ پیدائشی ولی تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے پچیس سال تک عراق کے بیابانوں میں مجاہدات کیے اور نفس کی تمام آلائشوں سے آزاد ہو کر لوگوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے۔

آپ کا لقب زمین پر محی الدین اور آسمانوں میں بازِ اشہب ہے

آپ کے لقب محی الدین ہونے کے متعلق خود آپ کا بیان ہے کہ جمعہ کے روز میں سفر سے بغداد واپس آ رہا تھا کہ ایک نہایت ہی لاغر اور نحیف بیمار پر میرا گزر ہوا، اس نے کہا السلام علیک یا عبدالقادر۔ میں نے سلام کا جواب دیا اس نے کہا مجھے اٹھاؤ۔ میں نے اٹھا کر بٹھلا دیا تو اچانک اس کا چہرہ بارونق اور موٹا تازہ ہو گیا۔ میں حیران ہوا تو کہنے لگا تعجب کی بات نہیں میں آپ کے نانا صلے اللہ علیہ وسلم کا دین ہوں جو مردہ ہو رہا تھا۔ اللہ تعالٰے نے آپ کے ذریعہ مجھے نئی زندگی عطا فرمائی ہے آپ محی الدین ہیں۔ چنانچہ جب میں بغداد کی جامع مسجد کے حدود میں داخل ہوا تو ایک شخص نے یا سیدی محی الدین کے الفاظ سے پکارا۔ نماز جمعہ ختم ہوئی تو لوگ دوڑتے ہوئے میری طرف آئے اور یا محی الدین پکارتے ہوئے میرے ہاتھ چومنے لگے۔ حالانکہ اس سے پہلے کبھی کسی نے مجھے اِس لقب سے نہیں پکارا۔

حضرت شیخ ابوسلیمان داؤد سے روایت ہے کہ ایک روز لوگوں نے حضرت شیخ عقیل کے پاس ذکر کیا کہ ایک عجمی شریف جوان شیخ عبدالقادر بغداد میں بہت مشہور ہے آپ نے فرمایا کہ آسمان پر اس سے بھی زیادہ رفیع القدر ہے اور فرشتوں میں بازِ اشہب کے نام سے مشہور ہے۔ قصائد شریفہ میں خود حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ نے ان القابات کا ذکر فرمایا ہے :

اِن متعلقہ اشعار کو یہاں جمع کیا جا رہا ہے۔ بازِ اشہب کے معنی ہیں بہترین نسل کا باز۔ اور باز تمام پرندوں میں سب سے زیادہ بلندی پر پرواز کی صلاحیت رکھتا ہے،

اور بہترین نسل باز کی پرواز بلند ترین ہوتی ہے۔ پس آپ یہ لقب ظاہر کرتا ہے کہ آسمان معرفت پر روحانی پرواز کرنے والے تمام اولیاء میں سب سے زیادہ بلندی پر جانے والے آپ ہی ہیں یا یہ کہ قرب الٰہی کے لحاظ سے سب سے زیادہ ترقی کی رفتار اولیاءُ اللہ میں آپ ہی کی ہے۔

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیُ الدِّیْنِ اِسْمِیْ — وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

یعنی میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا لقب ہے اور میری عظمت کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں

اَنَا قَادِرِیُّ الْحَسَنِیُّ عَبْدُ لِقَادِرٍ — دُعِیْتُ بِمُحْیِ الدِّیْنِ فِیْ دَوْحَةِ الْعُلَا

یعنی میں قادری حسنی عبدالقادر ہوں اور میں شجرہ عالیہ میں محی الدین کے لقب سے پکارا جاتا ہوں

اَنَا قَادِرِیُّ الْوَقْتِ عَبْدُ الْقَادِرِ — اُکْنِیْ بِمُحْیِ الدِّیْنِ وَالْاَصْلُ کِیْلَانِیْ

یعنی میں وقت کا قادری عبدالقادر ہوں میری کنیت محی الدین ہے دراصل میں جیلانی ہوں

اَنَا الْبَارِیُّ اَشْهَبُ کُلِّ شَیْخٍ — وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ عُطِیْ مِثَالِیْ

یعنی تمام مشائخ کے درمیان ایسا ہوں جیسا کہ سفید باز پرندوں میں۔ مردانِ خدا میں کون ہے بتلاؤ جو میری مثل ہو

اَنَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاحِ اَمْلَا دَوْحَهَا — طَرَبًا وَفِی الْعَلْیَاءِ بَازًا اَشْهَبُ

یعنی میں بلبل ہوں خوشیوں کا جس نے اپنے چمن کو خوشی سے بھر دیا اور بلندی میں باز اشہب ہوں،

چھٹا باب

حُسن وجمال اور اخلاقِ حسنہ

آپ کا حُسن و جمال

حضور غوثِ اعظم بے حد وجیہہ و جمیل تھے دراصل آپ کے حسن میں بے انتہا ملاحت تھی، رنگ مبارک گندمی، آنکھیں سرگیں، روشن اور بڑی تھیں، ابرو باریک اور پیوستہ جبینِ مبارک کشادہ، سر مبارک بڑا، چہرۂ مبارک درخشاں نہ بالکل گول نہ لمبا اور رخسار مبارک ہموار، زلفِ عنبریں ملائم اور چمکدار اور کانوں کی لو تک ہوتی تھیں۔ دندان مبارک چمکدار جیسے سیپ میں سے موتی ظاہر ہوں، ہونٹ مبارک پتلے جیسے گلِ قدس کی پتّیاں، قد میانہ۔ کثرتِ مجاہدہ و ریاضت کی وجہ سے جسم مبارک نحیف تھا۔ داڑھی چوڑی اور گھنی اور بال ملائم اور چمکدار تھے۔ گردن مبارک صراحی کی طرح، سینۂ اقدس کشادہ، کندھے پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نشان، چال مبارک بڑی دلکش، یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ڈھلوان کی طرف جا رہے ہوں، آواز بلند اور دور و نزدیک کے سننے والوں کو یکساں طور پر پہنچتی تھی۔ آپ کی فصاحت و بلاغت بہت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ کلام آپ کا جامع ہوتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے جملے لیکن پُرتاثیر ہوتے تھے۔ ٹھیر ٹھیر کر کلام فرماتے تھے، اگر کوئی لکھنے والا چاہتا تو لکھ لیتا۔ پسینے میں مشک و عنبر کی سی خوشبو تھی اور آپ کے جسم مبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی، کبھی کسی نے آپ کو تھوکتے یا ناک صاف کرتے نہیں دیکھا۔ دراصل آپ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جمال کے پرتو تھے اور نورِ جمال مصطفےٰ آپ کے رخِ زیبا سے متجلی اور عیاں تھا۔ گویا کہ آپ مظہرِ جمالِ مصطفےٰ تھے اور سیرت و کردار میں بھی آپ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم تھے اور کامل ترین متبعِ سنت تھے۔

آپؐ کے اخلاقِ حسنہ

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و صفاتِ عظیم کے آپ مظہر کامل و اتم ہیں۔ آپ ہر غمزدہ اور پریشان حال کی دستگیری فرماتے۔ ضعیفوں میں بیٹھتے فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام میں پہل کرتے لوگوں کی خطاؤں اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتے، جو کوئی بھی آپ کی ذراسی خدمت کرتا یا نذر و نیاز ہدیہ تحفہ پیش کرتا اس کی قدر فرماتے اور اسی وقت راہِ خدا میں خرچ کرتے۔ جود و سخا کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی مجلس میں بعض اوقات چار سو حاضرین کو ولایت کے مقام تک پہنچا دیتے، آپ انتہائی رحیم اور کریم النفس تھے، شجاعت ایسی کہ خلیفہ وقت کو منبر پر بیٹھے للکار کر خلاف شرع امور سے روکتے، صدق و صفا میں کمال درجہ رکھتے تھے جو آپ کے بغداد کے سفر میں پیش آمدہ ڈاکوؤں کے واقعے سے عیاں ہے امانت کے پاسبان، انصاف و عدل کے پیکر، عفو و عطا فرمانے والے، حلم و حیا میں بے مثل و بے مثال، مروت و ملاحظہ میں بے نظیر، اپنی ذات کے لیے کبھی بدلہ نہ لیتے بلکہ آپ کی شان میں کوئی بے ادبی کرتا تو اللہ تعالےٰ اس شخص کو سزا دیتا، کوئی قسم کھاتا اعتبار کر لیتے، بھوکے کو کھانا کھلانا اور محتاج یتیم اور بیوہ کی حاجت روائی کرنا آپ کے کرم میں شامل تھا، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی بخشش کی دعا فرماتے اور کوئی بیمار ہوتا تو عیادت فرماتے، دعوت قبول فرماتے اور لوگوں کی دلجوئی فرماتے، ہر ایک سے حسن سلوک سے پیش آتے، آپ کے اخلاقِ حسنہ کو دیکھ کر غیر مسلم متاثر ہو کر اسلام قبول کرتے، گنہگار آپ کی مجلس میں آکر تائب ہوتے، اِن اوصاف کے علاوہ بے نتہا

اوصافِ کریمہ ہیں جو حد و حصر سے باہر ہیں جن میں اوصافِ تصوف بھی شامل ہیں۔ یعنی زہد، ورع، توکل، تسلیم و رضا، فقر و غنا، صبر و شکر وغیرہ ان سب میں آپ کمال درجہ رکھتے تھے۔ احکامِ الٰہی کی نافرمانی کرنے والوں پر سخت اور اطاعت گزاروں پر بڑے کریم تھے۔ جلالی اور جمالی صفات کا حسین امتزاج آپ ہی کو شایاں تھا۔ توفیقِ خداوندی آپ کی رہنما اور تائیدِ ایزدی آپ کی معاون تھی۔ علم آپ کا رفیق، قربِ آپکا نصیب تھا خطابِ الٰہی آپ کا مشیر اور ملاحظہ خداوندی آپ کا سفیر تھا۔ انس آپ کا ساتھی اور خندہ روئی آپ کی صفت تھی۔ سچائی آپ کا وظیفہ، فتوحات آپ کا سرمایہ تھے۔ بردباری آپ کا فن، یادِ الٰہی آپ کا وزیر، غور و فکر آپ کا مونس، مکاشفہ آپ کی غذا اور مشاہدہ الٰہی آپ کی شفا تھے۔ آدابِ شریعت آپ کا ظاہر اور اوصافِ حقیقت آپ کا باطن تھے۔ غرضیکہ آپ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا نمونہ اور اِنَّکَ لَعَلٰی ھُدًی مُّسْتَقِیْمٍ کا مصداق تھے۔

قدوۃ العارفین شیخ عفیف الدین ابو محمد عبد اللہ یافعیؒ نے حضور غوثِ اعظم کی اس طرح توصیف بیان کی ہے۔ قطب الاولیاء شیخ المسلمین والاسلام، رکن الشریعۃ و علم الطریقۃ و موضح الاسرار حقیقت حامل رایۃ علماء المعارف والمفاخر شیخ الشیوخ قدوۃ الاولیاء۔ والعارفین استاد الوجود ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابو صالح الجیلی قدس سرہ علم شریعت کے لباس اور فنونِ دینیہ کے تاج سے مزین تھے۔ آپ نے کل خلائق کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کی طرف ہجرت کی اور اپنے پروردگار کی طرف جانے کے لیے سفر کا پورا سامان کیا۔ آدابِ شریعت کو بجا لائے اور اپنے تمام اخلاق و عادات کو شریعتِ غرا کے تابع کر کے اس سے کافی سے زاید حصہ لیا۔ ولایت کے جھنڈے آپ کے لیے

نصب کیے گئے اور اس میں آپ کے مراتب و مناصب اعلیٰ و ارفع ہوئے۔ آپ کے قلبِ مبارک کے آثار و نقوشِ فتح کو کشف اسرار کے دامنوں اور آپ کے تمام سِر نے معارف و حقائق کے چمکتے ہوتے تاروں کو مطلع انوار سے طلوع ہوتے دیکھا اور آپ کی بصیرت نے حقائق معارف کی دلہنوں کو غیب کے پردوں میں مشاہدہ کیا۔ آپ کا سریر ولایت حضرت القدس مقام خلوت و وصل محبوب میں جا کر ٹھیرا آپ کے اسرار مقامات مجد و کمال رفیع ہوئے اور مقام عز و جلال میں حضورِ دائمی آپ کو حاصل ہوا۔ یہاں علمِ سِر آپ پر منکشف ہوا۔ اور حقیقت حق الیقین آپ پر واضح ہوئی معانی و اسرارِ خفیہ سے آپ مطلع ہوئے۔ اور مجاری قضا و قدر اور تصریفات مشیات کا آپ نے مشاہدہ کیا اور معادنِ معارف و حقائق سے آپ نے حکمت و اسرار نکالے اور انہیں ظاہر کیا اور اب آپ کو مجلسِ وعظ منعقد کرنے کا حکم ہوا اور مقام حلبۃ النورانیہ بغداد شریف میں آپ نے مجلسِ وعظ جو کہ آپ کی ہیبت و عظمت سے مملو تھی اور جس میں کہ ملائکہ اور اولیا۔ آپ کو مبارک بادی کے تحفے دے رہے تھے منعقد کی اور علیٰ رؤس الاشہاد کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وعظ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے اور خلق کو حق کی طرف بلانا شروع کیا۔ مخلوق مطیع و منقاد ہو کر آپ کی طرف دوڑی ارواحِ مشتاقین نے آپ کی دعوت قبول کی۔ عارفین کے دلوں نے لبیک پکاری سب کو آپ نے شرابِ محبتِ الٰہی سے سیراب کیا اور ان کو قرب الٰہی کا مشتاق بنایا۔ اور معارف و حقائق کے چہروں پر سے شکوک و شبہات کے پردے اٹھا دیئے اور دلوں کی پژمردہ شاخوں کو وصف جمالِ ازلی سے سرسبز و شاداب کر دیا اور ان پر راز و اسرار کے پرندے چہچہاتے ہوئے اپنی خوش الحانیاں سنانے لگے۔ وعظ و نصیحت

کی دلہنوں کو آپ نے ایسا آراستہ و پیراستہ کیا کہ عشاق جن کے حسن و جمال کو دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔ اور تمام مشتاقان ان کا نظارہ کر کے ان پر آشفتہ و فریفتہ ہو گئے۔ علوم وفنون کے ناپیدا کنار سمندروں اور اس کی کانوں سے توحید و معرفت اور فتوحات روحانیہ کے بے بہا موتی و جواہر نکالے اور بساطِ الہام پر ان کو پھیلایا اور اہلِ بصیرت اور اربابِ فضیلت آ آ کر انہیں چننے اور اس سے مزین ہو کر مقاماتِ عالیہ میں پہنچنے لگے۔ آپ نے ان کے دل کے باغیچوں اور اس کی کیاریوں کو حقائق و معارف کے باران سے شاداب کیا۔ اور امراضِ نفسانی اور روحانی کو ان کے جسموں سے دور کیا اور ان کے اوہام اور خیالات فاسدہ کو ان سے مٹایا۔ جس کسی نے بھی آپ کے بیان فیض اثر کو سنا وہی آبدیدہ ہوا اور تائب ہو کر اسی وقت اس نے رجوع الی الحق کیا۔ غرضیکہ تمام خاص و عام آپ سے مستفید ہوئے اور بیشمار خلقت کو آپ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے ہدایت کی اور اسے رجوع الے الحق کی توفیق دی اور اس کے مراتب و مناصب اعلیٰ وارفع کیے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت شاہ ابوالمعالیؒ لاہوری تحفۃ القادریہ میں سیدنا غوث اعظمؓ کے اخلاقِ حسنہ کے باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالمظفر منصور سے منقول ہے کہ میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؓ سے زیادہ خوشخو اور مہربان، فراخ حوصلہ اور کریم النفس اور وعدہ وفا اور دوستی کو نبھانے والا کسی کو نہیں دیکھا اور باوجود اس بلندی مرتبہ اور کثرتِ علم اور علوِ درجات کے چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزت کرتے تھے۔ اور کسی صاحبِ مرتبہ اور امیر کی تعظیم کے لیے قیام نہ فرماتے اور نہ بادشاہ اور نہ وزیر کے دروازے پر جاتے۔ شیخ قاسم بزازؒ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

کے اخلاق پسندیدہ، اوصاف پاکیزہ، انتہائی سخی تھے اور ہر رات فرماتے کہ دسترخوان بچھاؤ اور مہمان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھتے اور ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرماتے اور ہمنشینوں میں سے اگر کوئی غیر حاضر ہوتا تو کمال مہربانی سے اس کا حال دریافت فرماتے اور جو قسم کھاتا اس کو سچا جانتے حضرت ابو عبداللہ محمد سے منقول ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے نفس کی خاطر کسی پر غصہ نہیں فرماتے۔ اور کسی سے دوستی نہ کرتے مگر اللہ تعالیٰ کے لیے، اور کسی سائل کو رد نہ فرماتے اور اپنی جود و سخا سے کسی کو محروم نہ رکھتے تھے۔

منقول ہے کہ سیدنا غوث اعظمؒ کی خدمت میں ایک سوداگر آیا اور گذارش کی کہ زکوٰۃ کے علاوہ کچھ مال ہے میں چاہتا ہوں کہ فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم کر دوں لیکن مجھے کوئی مستحق نظر نہیں آتا، جس کو آپ فرمادیں میں دوں۔ حضرت نے فرمایا کہ مستحق اور غیر مستحق دونوں کو دے تاکہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی دے خواہ تو اس کا مستحق ہو یا نہ ہو۔

وارثِ سرِّ نبی حالِ علی   مُظہر و مَظہرِ انوارِ جلی
مالکِ ملک بصد زینتِ دارین   پیرِ ما حضرتِ غوث الثقلین
مسلمی بندہ افگندہ تست   التفاتے کہ بجان بندۂ تست

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کے اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حال کے وارث، جن کے انوار ظاہر ہوتے اور انوار ظاہر کرنیوالے، ملک کے مالک دو جہاں کی سوزینت میرے پیر جن و انس کے فریاد رس۔ مسلمی (ابوالمعالی) آپ کا ادنیٰ غلام ہے التفات فرمایئے کہ دل وجان سے یہ آپ کا غلام ہے۔

ساتواں باب

آپ کے مُریدوں کیلئے خوشخبریاں

آپ کے مُریدوں کیلئے خوشخبریاں

حضرت سہل ابن عبداللہ تستری سے منقول ہے کہ ایک روز اہلِ بغداد کی نظر سے حضور غوث اعظم غائب ہو گئے۔ لوگوں نے آپ کو تلاش کیا اور دجلہ کی طرف گئے تو دیکھا کہ مچھلیاں بکثرت آپ کی طرف آ کر سلام کر رہی ہیں اور دستِ مبارک کو چوم رہی ہیں۔ اتنے میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا اور بھاری جائے نماز تختِ سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گئی جو سبز رنگ کی تھی اور سونے اور چاندی کے تاروں سے مرصع تھی۔ اس کے اوپر دو سطریں لکھی تھیں۔ پہلی سطر میں اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور دوسری سطر میں سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ لکھا ہوا تھا۔ اتنے میں بہت سے لوگ آئے جن کے چہروں سے وجاہت ٹپکتی تھی وہ سب کے سب جائے نماز کے برابر کھڑے ہو گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ حضور غوثِ اعظم نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے۔ اس وقت عظمت و ہیبت کا عجیب سماں تھا۔ جب تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے بھی آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے۔ جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ پڑھتے تو آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ دعا پڑھی۔ یعنی اے میرے پروردگار میں تیری درگاہ میں تیرے محبوب اور بہترین خلائق حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں کی اور میرے مریدوں کے مریدوں کی جو کہ میری طرف منسوب ہوں روح قبض نہ فرما مگر توبہ پر۔ حضرت سہل فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کی دعا پر فرشتوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو

آمین کہتے سنا۔ جب آپ دعا ختم کر چکے تو پھر ہم نے یہ ندا سنی کہ تم کو خوشخبری ہو کہ ہم نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے۔

شیخ ابوالحسن بغدادیؒ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کی یا رسول اللہ آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ مجھے قرآن و سنت پر عمل کرتے ہوئے موت آئے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا ہی ہو گا اور کیوں نہ ہو جبکہ تمہارے پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ میں نے تین مرتبہ آپ سے یہی درخواست کی، تینوں مرتبہ آپ نے وہی جواب دیا۔ صبح اٹھ کر میں نے یہ خواب اپنے والد سے بیان کیا۔ پھر ہم دونوں حضور غوثِ اعظم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر فرمایا تم میرے پاس بغیر دلیل کے نہیں آئے۔ پھر فرمایا جس کے رہنما جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور جس کا پیر عبدالقادر ہو تو اس میں بزرگی کیسے نہ ہو۔ آپ نے کاغذ قلم منگوایا اور ہم دونوں کو خلافت کی سند لکھ دی۔

شیخ ابوالحسن علی بن ہیتی نے فرمایا کہ کسی شیخ کے مرید اس قدر نیک بخت نہیں جس قدر نیک بخت شیخ عبدالقادرؒ کے مرید ہیں۔

شیخ ابوسعد قیلویؒ نے فرمایا کہ جو شخص جناب غوثِ اعظم سے اپنی نسبت و تعلق کو قائم کرے یقیناً نجات پا جائے۔

شیخ بقا بن بطو نے فرمایا کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے تمام مریدوں کو نیک بختوں کے لشکر میں دیکھا کہ ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہیں۔

شیخ بقا بن بطو سے منقول ہے کہ کسی شخص نے حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضور آپ کے مریدوں میں پرہیزگار بھی ہونگے اور گنہگار بھی۔ آپ نے فرمایا کہ پرہیزگار میرے لیے ہیں اور گنہگاروں کے لیے مَیں ہوں۔

حضرت سلطان باہو نے فرمایا کہ حضور غوثِ اعظم کے دو قسم کے مرید ہیں ایک نیک وصالح دوسرا گنہگار و طالح۔ مرید صالح حضرت پیر دستگیر کی آستین میں ہوتا ہوا اور آپ مرید طالح کی آستین میں ہوتے ہیں۔ جب کوئی آپ کے مرید کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو آپ جلالیت سے آستین جھاڑتے ہیں تو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنے والا سات پشتوں تک برباد ہو جاتا ہے۔

حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے ایک صحیفہ دیا گیا جس میں قیامت تک آنے والے میرے اصحاب اور مریدوں کے نام درج تھے اور مجھ سے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ ان سب کو مَیں نے تمہارے سبب بخش دیا ہے اور آپ نے فرمایا کہ مَیں نے مالک داروغہ جہنم سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرا کوئی مرید ہے۔ اس نے جواب دیا ہرگز نہیں آپ کے مرید کو جہنم سے کیا سروکار، آپ نے فرمایا پروردگار کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میرا دستِ حمایت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسا آسمان زمین کے اوپر۔ میرا مرید اگر اچھا نہیں، مَیں تو اچھا ہوں۔ جلالِ پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہیں چلے جاتے مَیں بارگاہِ خداوندی میں نہیں جاؤنگا اور آپ نے فرمایا، مَیں قیامت تک اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا رہوں گا اگرچہ وہ سواری سے گرے۔ اور آپ نے فرمایا کہ ہم میں کا ایک انڈا ہزار میں ارزاں اور چوزے کی قیمت ہی نہیں لگائی جا سکتی۔ آپ

کہ اس فرمان میں انڈے سے مراد مرید مبتدی ہے اور چوزے سے مراد مرید متوسط ہے۔

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصائد شریفہ میں اپنے مریدوں کے بارے میں جو فرمایا ہے وہ یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

اے میرے مرید سرشارِ عشق الٰہی ہو اور خوش رہ اور بے پرواہ ہو اور جو چاہے کر کیونکہ تیری نسبت میرے نام سے ہے جو بہت بلند ہے۔

اے میرے مرید کسی سے مت ڈر اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اس نے مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے جس سے میں اپنی مطلوبہ آرزوں کو پالیتا ہوں۔

اے میرے مرید کسی بد باطن مخالف سے نہ ڈر کیونکہ لڑائی میں میں نہایت ثابت قدم اور دشمن کو ہلاک کرنے والا ہوں۔

میں اپنے مرید کا نگہبان ہوں جس چیز سے وہ ڈرے اور میں ہر برائی اور فتنے سے اس کی حفاظت کرتا ہوں۔

میرا مرید جب مشرق و مغرب میں ہو میں اس کی مدد کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں ہو۔

اے میرے مرید تو ہمارے وعدوں کا محافظ ہو جائیں بروز قیامت میزان پر حاضر ہو جاؤں گا (مدد کے لئے)

اے میرے مرید میری ہمیشگی کے ساتھ تجھے عزت بلندی اور احترام کی زندگی مبارک ہو۔

اور میرا مرید مشرق یا مغرب یا چڑھے ہوئے دریا تلے جب بھی مجھ کو پکارے

تو میں اس کی دستگیری کرتا ہوں، خواہ وہ دوڑش ہوا پر ہو۔ میں ہر خصومت کے واسطے قضا کی تلوار ہوں۔

مَیں حشر میں اپنے مرید کی شفاعت کرنے والا ہوں اپنے رب کے پاس

پس میری بات رد نہ کی جائے گی۔

(اے میرے مرید) ہر خوف اور سختی میں ہمارا وسیلہ پکڑ، مَیں اپنی ہمت کے ساتھ تمام چیزوں میں تیری مدد کروں گا۔

پس اس قصیدے کو پڑھنے والے اسے پڑھ اور خوف نہ کر تو بلاشبہ بچشم عنایت محفوظ ہے۔

(دوسرا قصیدہ صفحہ ۱۱۶)

پس تو وقت کا قادری ہو جا اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص زندگی گزارے گا۔

سعادت مند اور محبت میں سچا ہو کر۔

جو ہم سے محبت رکھتا ہے ہمارے پاس آجائے اور سادات کی چراگاہ میں داخل ہو جائے غنیمت پالے گا۔

اے میرے مرید تیرے لیے خوش خبری ہے تو وفادار رہ جبکہ جو غم میں ہوگا مَیں اپنی ہمت سے تیری دستگیری کروں گا۔

اے میرے مرید میرے دامن کو مضبوطی سے تھام لے اور میرے ساتھ پختہ ارادت ہو تاکہ مَیں دنیا میں اور قیامت کے روز تیری حمایت کروں۔

پس اگر تو عزت اور قرب خداوندی چاہتا ہے تو میری محبت پر دائم رہ اور میرے وعدے کی حفاظت کر۔

میں اپنے مرید کا محافظ ہوں جس چیز سے کہ وہ ڈرے اور میں معاملات کی برائی اور سختی سے نجات دلاتا ہوں۔

پس اے میرے مدح خواں جو چاہے کہہ اور خوف نہ کر تیرے لیے دنیا اور کل قیامت کے دن امن ہے۔

میں ان مردانِ خدا سے ہوں جن کا ہمنشین زمانے کی گردش سے نہیں ڈرتا اور نہ ایسی چیز دیکھتا ہے جس سے کہ وہ خوف کرے۔

آٹھواں باب

فضائل ومناقب

پہلی فصل

آفرینشِ عالم سے پہلے آپ کا نورِ محمدی کے ساتھ ہونا

تخلیق کائنات سے بہت پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا جیسا کہ حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (یعنی سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا) اور حدیث اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُوْرِیْ (یعنی میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے) سے واضح ہے۔ حضرت سلطان باہو رسالہ روحی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نورِ ذاتی سے پیدا فرمایا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ذاتی سے سات ارواح پیدا فرمائے جن میں حضرت محبوب سبحانی پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی کی روح مبارک شامل ہے۔

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصائد شریفہ میں اسی بات کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا ہے:

وَسِرِّیْ فِی الْعُلْیَا بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ فَکُنَّا بِسِرِّ اللّٰہِ قَبْلَ النُّبُوَّۃِ

اور میرا بھید بلندیوں میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ تھا پس اللہ کے بھید میں ہم نبوت سے پہلے تھے

اَنَا کُنْتُ فِی الْعُلْیَا بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ وَفِیْ قَابَ قَوْسَیْنِ اجْتِمَاعُ الْاَحِبَّۃِ

میں بلندیوں میں نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور قاب قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا۔

دوسری فصل

واقفِ رازِ اَوْ اَدْنٰے

شبِ معراج جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر حضرت جبریل علیہ السلام کے ہمراہ روانہ ہوئے تو مقام سدرۃ المنتہٰے پر جبریل علیہ السلام رک گئے اور عرض کی یا رسول اللہ اگر مَیں ایک بال برابر بھی آگے بڑھوں تو فروغِ تجلی سے جل جاؤں گا اس مقام پر براق بھی پیچھے رہ گیا۔ کیونکہ سدرۃ المنتہٰے عالمِ ملکوت اور ملائکہ کی پرواز کی انتہا ہے۔ اس مقام سے آگے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رف رف کو سواری کے طور پر پیش کیا گیا۔ لیکن رف رف بھی ایک مقام پر جا کر رک گیا۔ کیونکہ اس کی پرواز کی یہی انتہا تھی۔ اب لاہوت لامکان کے سوا کچھ بھی نہ تھا حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نور الہدٰے میں اور عبد القادر ابن محی الدین اربلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف تفریح الخاطر فی مناقب عبد القادرؒ میں لکھا ہے کہ اس مقام پر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ مبارک کو معشوقی صورت میں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے حضور غوث اعظمؒ کی معشوقی صورت نے اپنی گردن پیش کی اور سواری کی حیثیت سے آپ کو مقامِ خاص قربِ قابَ قوسین اَو ادنٰے تک پہنچا دیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مقامِ نور و حضور میں ذات باریتعالیٰ سے عرض کی یہ کون ہے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو رہی ہیں ارشاد ہوا کہ اے حبیب تمہیں مبارک ہو کہ یہ محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی کی روح ہے

جو آپ کی امت کے ایک ولیِ کامل اور آپ کی آل سے ہونگے۔ اس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انتہائی شفقت سے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند محی الدین جیسا کہ تو نے اپنی گردن میرے قدموں کے نیچے پیش کی کل تو اللہ کے حکم سے کہیگا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ اور میری امت کے تمام اولیائے کرام اپنی گردنیں تیرے قدم کے نیچے پیش کرینگے۔ تفریح الخاطر میں مزید لکھا ہے کہ جب حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو آپ کی گردن مبارک پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نشان موجود تھے (جیسا کہ آپ کے پیدائش کے وقت کی کرامات کے ضمن میں گزرا)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جبکہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جسمانی و روحانی معراج حاصل ہوئی تو آپ کی رفاقت میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو روحانی معراج حاصل ہوئی اور آپ مقام قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے راز سے بھی واقف ہوئے جیسا کہ خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث پاک کی شان میں اپنی مشہور منقبت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :

در شرع بغایت پرکاری چالاک چو جعفر طیاری
بر عرش معلےٰ سیاری اے واقفِ راز او ادنیٰ

یعنی شریعت کے کامل متبع اور جعفر طیار کی طرح سمجھدار، عرش معلےٰ پر سیر فرمانے والے اور رازِ اَوْ اَدْنٰی کے واقف ہیں۔

حضور غوثِ اعظم نے اسی بات کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے اپنے قصائد شریفہ کے بعض اشعار میں یوں فرمایا :

اَنَا كُنْتُ فِي الْعُلْيَا بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ	وَفِي قَابَ قَوْسَيْنِ اجْتِمَاعُ الْاَحِبَّةِ

یعنی میں بلندیوں میں نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور قاب قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا ۔

عَلَى الدُّرَّةِ الْبَيْضَاءِ كَانَ اجْتِمَاعُنَا	وَفِي قَابَ قَوْسَيْنِ اجْتِمَاعُ الْاَحِبَّةِ

سفید موتی (لوح محفوظ) کے سامنے ہمارا اجتماع تھا اور قاب قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے قاب قوسین میں پیاروں کے ملاپ کا ذکر فرمایا معراج کی رات سید عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس جسم اور روح کے ساتھ قاب قوسین او ادنیٰ یعنی دو کمانوں کے درمیان فاصلہ یا اس سے بھی کم پر اللہ تبارک وتعالےٰ کے قریب گئے جبکہ سیدنا غوث اعظم کی روحِ مبارک متمثل ہوکر سید عالم کی خادم اور سواری کی حیثیت سے وہاں پر گئی۔ جیسا کہ اس فصل میں بیان ہوچکا۔ پیاروں کے ملاپ سے مراد اللہ تعالیٰ، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اس قرب کے مقام پر ملنا ہے ۔

تیسری فصل

اقلیمِ ولایت کی شہنشاہی

آپ کے فرمان قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کی تفصیل

حافظ ابوالعز عبدالمغیث بن حرب بغدادی سے روایت ہے کہ ایک روز ہم حضورِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ مبارک میں حاضر تھے جو آپ کے مہمان خانے محلہ حلبہ میں منعقد ہوئی تھی اس مجلس میں عراق کے اکثر مشائخ موجود تھے۔ جن میں بعض کے نام یہ ہیں:

شیخ علی ابن الہیتی، شیخ بقا ابن بطوؒ، شیخ ابوسعید قیلویؒ، شیخ ابوالنجیب سہروردیؒ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، شیخ عثمان قرشیؒ، شیخ مکارم الاکبرؒ، شیخ مطر جاگیرؒ، شیخ صدقہ بغدادیؒ، شیخ یحییٰ مرتعشؒ، شیخ ضیاء الدینؒ، شیخ قضیب البان موصلیؒ، شیخ ابوالعباس یمانیؒ، شیخ ابوبکر شیبانیؒ، شیخ ابوالبرکات عراقیؒ، شیخ ابوالقاسم عمر بزازؒ، شیخ ابوعمر سلطان بطائحیؒ، شیخ ابوالمسعود عطارؒ، ابوالعباس احمد ابن علی جوتقی صرصریؒ، شیخ ماجہ کردیؒ شیخ ابو یعلیٰؒ وغیرہم،

حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ ممبر پر جلوہ افروز تھے اور ایک بلیغ خطبے کے دوران آپ نے بحکمِ الٰہی یہ ارشاد فرمایا:

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ، میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے

یہ فرمان سنتے ہی شیخ علی بن الہیتیؒ منبر کے پاس گئے اور حضور غوث اعظمؒ کا قدم مبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھا مجلس میں موجود سب اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

تمام اولیائے اولین و آخرین نے اس فرمان عالی کو سن کر اپنی گردنیں خم کر دیں اور جس نے انکار کیا وہ ولایت سے معزول کر دیا گیا۔

شیخ ابو سعید قیلوی کا بیان ہے کہ جب حضرت شیخ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا تو اس وقت آپ کے قلب پر تجلیاتِ الٰہی وارد ہو رہی تھیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک خلعتِ باطنی بھیجا گیا، جسے ملائکہ مقربین کی ایک جماعت نے لا کر اولیاءِ کرام کے جھرمٹ میں حضرت شیخ کو پہنایا۔ اس وقت ملائکہ اور رجال الغیب آپ کی مجلس کے گرد اگرد صف در صف ہوا میں اس طرح کھڑے تھے کہ آسمان کے کنارے ان سے بھرے نظر آ رہے تھے اس وقت روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا کہ جس نے اپنی گردن آپ کے فرمان کے آگے نہ جھکائی ہو۔

حضرت شیخ مکارم نے فرمایا کہ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے قدمی ھذہ فرمایا تھا اُس وقت رُوئے زمین کے تمام اولیاء اللہ نے معائنہ کیا کہ آپ کی قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا اور غوثیت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا اور آپ تصرّفِ تام کا خلعت جو شریعت اور حقیقت کے نقش و نگار سے مزیّن تھا زیب تن کیے ہوئے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرما رہے تھے تب ان سب نے یہ سن کر ایک ہی آن میں اپنے سر جھکا دیے اور آپ کے عالیشان مرتبے کا اعتراف کیا۔

شیخ حیات ابن قیس حرانی نے فرمایا کہ ہم لوگ عرصہ دراز تک شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سایۂ عاطفت میں رہے اور آپ ہی کے دریائے معرفت سے

پیالے بھر بھر کر پیئے، آپ کا نفس صادق تھا کہ جس سے نور کی شعائیں آفاق میں پہنچتی تھیں اور اہل اللہ حسب مراتب ان شعاعوں سے مستفید ہوتے تھے۔ جب آپ قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کہنے پر مامور ہوئے تو اس وقت اللہ تعالےٰ نے تمام اولیاء کے دلوں کو ان کی گردنیں جھکانے کی برکت سے منور کر دیا اور ان کے علوم اور احوال میں ترقی عطا فرمائی۔

شیخ لولو الارمنی بیان کرتے ہیں کہ جب حضور غوث اعظمؓ نے یہ اعلان فرمایا تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہوا میں اڑتی ہوئی نظر آئی یہ جماعت آپ کی طرف آ رہی تھی اور حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔ آپکے فرمان کے بعد تمام اولیائے کرام نے آپ کو مبارک باد دی، اس کے بعد اولیائے کرام کی طرف سے یہ خطاب سنا گیا:

یَا مَالِکَ الزَّمَانِ وَ یَا اِمَامَ الْمَکَانِ یَا قَائِمًا بِاَمْرِ الرَّحْمٰنِ وَ یَا وَارِثَ کِتَابِ اللّٰہِ وَ نَائِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ یَا مَنِ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ مَائِدَتُہٗ وَ یَا مَنْ اَھْلُ وَقْتِہٖ کُلُّھُمْ عَائِلَتُہٗ وَ یَا مَنْ یُنْزَلُ الْقَطْرُ بِدَعْوَتِہٖ وَ یَدُرُّ الضَّرْعُ بِبَرَکَتِہٖ وَلَا یَحْضُرُوْنَ عِنْدَہٗ اِلَّا مُنَکَّسَۃً رُءُوْسُھُمْ وَ تَقِفُ الْغَیْبَۃُ بَیْنَ یَدَیْہِ اَرْبَعِیْنَ صَفًّا کُلُّ صَفٍّ سَبْعُوْنَ رَجُلًا وَ کُتِبَ فِیْ کَفِّہٖ اِنَّہٗ اَخَذَ مِنَ اللّٰہِ مَوْثِقًا اَنْ لَا یَنْکُرَ بِہٖ وَ کَانَتِ الْمَلٰئِکَۃُ تَمْشِیْ حَوَالَیْہِ وَ عُمُرُہٗ عَشْرُ سِنِیْنَ وَ تُبَشِّرُہٗ بِالْوِلَایَۃِ۔

یعنی اے بادشاہ و امام وقت و قائم بامر الٰہی وارث کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اے وہ شخص کہ آسمان و زمین جس کا دستر خوان ہے اور

تمام اہلِ زمانہ اس کے عیال اور وہ شخص کہ جس کی دعا سے پانی برستا ہے اور جس کی برکت سے تھنوں میں دودھ اترتا ہے اور جس کے روبرو اولیا، سر جھکائے ہوئے ہیں اور جس کے پاس رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں جن کی ہر صف میں ستر ستر مرد ہیں اور جس کی ہتھیلی میں لکھا ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ سے عہد لیا ہے کہ وہ مجھ کو راندۂ درگاہ نہیں کرے گا اور جس کی دس سالہ عمر میں فرشتے اس کے اِرد گرد پھرتے تھے اور اس کی ولایت کی خبر دیتے تھے۔

شیخ ابو المفاخر عدیؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافرؒ سے دریافت کیا کہ کیا متقدمین مشائخ میں سے کسی نے کہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر اس امر کے کیا معنے ہیں شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے ایسا کہا ہے۔ فرمایا یہ بات اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے وقت میں فرد ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا ہر وقت کے لیے ایک فرد ہوتا ہے فرمایا ہاں لیکن ان میں سے کسی کو سوائے عبد القادرؒ کے اس فرمان کا امر نہیں ہوا میں نے کہا کیا ان کو اس امر کا حکم ہوا تھا۔ فرمایا کیوں نہیں، تمام اولیا نے اپنے سروں کو اس حکم ہی کی وجہ سے جھکایا تھا کیا تم کو معلوم نہیں کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو حکم کے بغیر سجدہ نہیں کیا۔

شیخ علی بن الہیتی سے ان کے اصحاب نے کہا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا کہ حضور غوثِ اعظم کے قدم مبارک کو پکڑ کر اپنی گردن پر رکھ لیا، فرمایا اس لیے کہ ان کو اس فرمان قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کے جاری کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر تھا۔ اور ان کو حکم دیا تھا کہ اولیاء میں سے جو شخص اس کا انکار کرے وہ معزول کیا جائے۔ لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ سب سے پہلے میں اس حکم

کی تعمیل کروں

اِس فرمانِ عالی کی وسعت

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اِس فرمانِ عالی کے تحت تمام اولیائے وقت کے علاوہ اولیائے اوّلین اور آخرین بھی آتے ہیں۔ مہرِ منیر میں حضرت پیر مہرعلیشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جناب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے ان الفاظ کے متعلق یہ تو سب ہی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بحکمِ الٰہی کہے تھے مگر وسعتِ فرمان کے معاملے میں موجودہ دور کے بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ آپ کا یہ فرمان صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اولیائے متقدمین میں حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیائے متاخرین میں امام مہدی شامل ہیں۔ لیکن اکثریت اور اکابرین کی رائے یہ ہے کہ اِس قول کے تحت آپ کے زمانے کے اولیائے حاضر و غائب کے علاوہ تمام اولیائے متقدمین و متاخرین بھی آتے ہیں اور اولیاء سے مراد وہ ولی ہیں جو اصحاب و ائمہ اہل بیت وغیرہ کے مخصوص ناموں سے منسوب نہیں ہیں (انتہیٰ)

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ کے فرمانِ عالی کی اسی وسعت کو حضرت خواجہ بہاءالدین زکریا ملتانی نے ایک منقبت میں یوں بیان فرمایا ہے

اولیائے اولین و آخریں سرہائے خود\
زیرِ پائش مے نہند از حکم رب العالمیں

یعنی اولیائے اولین و آخرین نے اپنے سروں کو آپ کے قدم مبارک

کے نیچے رب العالمین کے حکم سے رکھ دیا۔

حضرت اویس قرنی کا گردن جھکانا

تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر میں ابن محی الدین اربلی رحہ نے منازل الاولیاء فی فضائل الاصفیاء کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اور حضرت علی کو حضرت اویس قرنی کے پاس جانے کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ اویس قرنی کو میرا اسلام اور میری قمیص پہنچا کر کہنا کہ وہ میری امت کی بخشش کی دعا کریں۔ چنانچہ جب یہ حضرات گئے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا تو اویس قرنی نے سجدے میں جا کر امتِ محمدیہ کی بخشش کی دعا مانگی۔ ندا آئی کہ اپنا سر اٹھالے کہ میں نے تیری شفاعت سے نصف امت کو بخش دیا اور نصف کو اپنے محبوب غوث اعظم کی شفاعت سے بخشوں گا جو تیرے بعد پیدا ہوگا۔ اویس قرنی نے عرض کیا کہ اے پروردگار تیرا وہ محبوب کون ہے اور کہاں ہے کہ میں اس کی زیارت کروں۔ ندا آئی کہ وہ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ اور دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کے مقام پر ہے۔ وہ میرا محبوب ہے اور میرے محبوب کا بھی محبوب ہے وہ قیامت تک اہل زمین کے لئے حجت ہوگا اور سوائے صحابہ اور ائمہ کے تمام اوّلین وآخرین اولیا کی گردنوں پر اس کا قدم مبارک ہوگا اور جو اسے قبول کرے گا میں اس کو دوست رکھوں گا۔ اویس قرنی نے گردن جھکائی اور کہا میں بھی اسے قبول کرتا ہوں۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا گردن جھکانا

تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبد القادر میں ابن محی الدین اربلی نے مکاشفاتِ جنیدیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ سید الطائفہ جنید بغدادی ایک روز منبر پر بیٹھے جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ آپ کے قلبِ مبارک پر تجلیاتِ الٰہی کا ورود ہوا اور آپ بحرِ شہود و مکاشفہ میں مستغرق ہو گئے اور فرمایا قَدَمُہٗ عَلٰی رَقَبَتِیْ بِغَیْرِ حُجُوْدٍ یعنی میری گردن پر اس کا قدم بغیر کسی انکار کے ہے اور منبر کی ایک سیڑھی اتر آئے نماز جمعہ اور خطبے سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے ان کلمات کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ حالت کشف میں مجھے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک میں سے ایک بزرگ قطب عالم ہو گا، جس کا لقب محی الدین اور نام عبد القادر ہو گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہے گا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ میرے دل میں خیال آیا کہ جب میں اس کا ہم زمانہ نہیں ہوں تو اس کے قدم کے نیچے اپنی گردن کیوں رکھوں تو حق تعالےٰ کی طرف سے عتاب آیا کہ کس چیز نے تجھ پر یہ امر بھاری کر دیا ہے پس میں نے فوراً اپنی گردن جھکا دی اور وہ کہا جو تم نے سنا۔

خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی کا گردن جھکانا

خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات اور ریاضات میں مشغول تھے جب حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد شریف میں منبر

پر بیٹھ کر فرمایا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ تو خواجہ غریب نواز نے روحانی طور پر یہ ارشاد عالی سن کر اپنی گردن اس قدر خم کی کہ پیشانی زمین کو چھونے لگی اور عرض کی قَدَمَاكَ عَلٰی رَأْسِیْ وَعَیْنِیْ یعنی آپ کے دونوں قدم میرے سر اور آنکھوں پر ہیں۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب کے اس اظہار نیازمندی سے خوش ہو کر فرمایا کہ سید غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہے جس کے سبب عنقریب ولایت ہند سے سرفراز کیے جائیں گے۔

بابا فرید الدین گنجشکر کا ارشاد

تفریح الخاطر میں ابن محی الدین اربلیؒ نے نکات الاسرار کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک دفعہ بابا فرید الدین گنج شکر کی مجلس مبارک میں دلیوں کی گردنوں پر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک کا ذکر آیا۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ آپکا قدم مبارک میری گردن پر ہی نہیں بلکہ میری آنکھ کی پتلی پر ہے اس لیے کہ میرے پیر خواجہ معین الدین چشتیؒ اُن مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھا، اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو حقیقی معنٰی میں آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھتا اور فخر سے عرض کرتا کہ آپ کا قدم مبارک میری آنکھ کی پتلی پر بھی ہے۔

حضرت سلیمان تونسویؒ کا واقعہ

مخزن اسرار میں لکھا ہے کہ خواجہ سلیمان تونسویؒ سلسلہ چشتیہ کے بڑے کامل بزرگ

ہوئے ہیں۔ آپ کی زیارت کے لیے آپ کے چند مرید تونسہ شریف جا رہے تھے ان کے ہمراہ ایک شخص جو سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتا تھا روانہ ہوا۔ دوران گفتگو حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک کا ذکر آیا۔ قادری مرید نے کہا کہ آپ کا قدم مبارک اولین و آخرین جملہ اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے۔ سلیمان تونسویؒ کے مریدوں نے کہا، لیکن ہمارے پیر و مرشد کی گردن پر نہیں ہے کیونکہ ہمارے پیر اس زمانے کے غوث ہیں۔ جب تونسہ شریف پہنچے تو قادری مرید نے سارا واقعہ حضرت سلیمان تونسوی کو سنا دیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ حضرت شیخ کا قدم مبارک محض اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے یا عام لوگوں کی گردنوں پر بھی ہے۔ قادری مرید نے کہا کہ صرف اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے عوام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ تب شیخ سلیمان تونسویؒ جلال میں آئے اور کہا کہ یہ کم بخت مرید مجھے ولی اللہ تسلیم نہیں کرتے ورنہ حضور غوث اعظم کا قدم مبارک میری گردن پر ضرور تسلیم کرتے۔

قدم کے معنٰے

قدم کے مجازی معنٰے لیے جائیں تو اس سے مراد آپ کا طریقہ ولایت ہے اس معنٰے کے مطابق حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانِ عالی کا یہ مطلب ہوگا کہ آپکا طریقہ ولایت دیگر تمام اولیائے اولین و آخرین کے طریقوں سے برتر ہے۔

قدم کے حقیقی معنی لیے جائیں تو اس سے مراد آپ کا پائے مبارک ہے شیخ نصر الہیتیؒ نے جب حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانِ عالی سنا تو فوراً منبر کی طرف گئے اور آپ کا پائے مبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھا۔

ایک اور معنےٰ کے مطابق قدم سے مراد قرب و وصلِ الٰہی کے لحاظ سے آپ کا عالی مرتبہ ہونا ہے اس معنےٰ کے مطابق حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانِ عالی کا یہ مفہوم ہوگا کہ تمام اولیائے اولین و آخرین کے مراتب کی جو انتہا ہے وہ آپ کے مرتبے کی ابتدا ہے کیونکہ ظاہری بلندی کے لحاظ سے انسان کی گردن اور سر اس کے جسم کا انتہائی مقام ہے جبکہ اس کا قدم ابتدائی مقام ہے۔

مندرجہ بالا تینوں معنےٰ قدم کے مفہوم کو شامل ہیں اور تینوں ہی درست ہیں۔

شیخ صنعانؒ کا انکار و توبہ

اصفہان کے ایک ولی اللہ شیخ صنعانؒ جو حضور غوث اعظمؓ کے ہمعصر تھے دریائے علم و عرفان کے زبردست شناور تھے اور کرامات اور خوارق ان سے بکثرت ظاہر ہوتے تھے۔ حضور غوثِ اعظم کا فرمانِ عالی روحانی طور پر انہوں نے بھی سنا تو مرتبۂ کمال کو پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے سے انکار کیا جس پر اسی وقت ان کی ولایت سلب ہو گئی اور تہی دامن ہو جانے کی وجہ سے ایمان بھی خطرے میں پڑ گیا۔ بالآخر ان کے ایک ارادتمند کی بارگاہِ غوثیہ میں عاجزی اور فریاد کے باعث حضور غوث اعظمؓ نے ان پر توجہ فرمائی اور ان کے توبہ کرنے اور نادم ہونے پر ان کا منصب ولایت بحال کر دیا۔

عالم برزخ اور عالم ارواح کے اولیائے کرام

عالم برزخ میں ہوتے ہوئے معراج کی رات انبیا علیہم السلام نے بیت المقدس

میں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی اور حضرت موسےٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر انور میں نماز پڑھتے دیکھا اور بعض انبیا آپ سے آسمانوں پر ملے اور گفتگو بھی فرمائی۔ برزخ میں جب یہ افعال ثابت ہیں تو اولیا کا برزخ میں گردن خم کرنا اسی سے واضح ہے اور جس طرح حضور غوث اعظم نے عالم ارواح میں ہوتے ہوئے معراج کی رات حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے گردن خم کی اور پیدائش پر آپ کی گردن پر نشان بھی موجود تھا، اسی پر اولیائے کرام کا عالم ارواح میں گردن خم کرنا قیاس کیا جاسکتا ہے۔

حضرت علامہ فقیر نور محمد سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب مخزن الاسرار کے صفحہ ۱۳۵ پر لکھتے ہیں۔ "چنانچہ آپ کا یہ فرمان روئے زمین کے تمام زندہ اولیا۔ زمان کو سنایا گیا اور جو اولیائے کرام دنیا سے گزر گئے تھے انہیں قبروں کے اندر پیغام پہنچایا گیا' اور جو اولیائے عظام ابھی مقامِ ازل میں ہیں اور اس دنیا میں نہیں آتے ان کی ارواح کو بھی یہ پیغام سنایا گیا۔ غرض سب اولیا۔ متقدمین اور متاخرین نے آپ کے اس فرمان کو دل و جان سے قبول کیا اور سر آنکھوں پر رکھا"

چوتھی فصل

مرتبۂ فقر اور سلطان الفقراء حضور غوث اعظمؒ

ہر ولی اپنی ایک خاص باطنی صفت میں صاحب کمال ہوتا ہے، کوئی زہد میں کوئی توکل میں کوئی صدق وصفا میں کوئی تسلیم و رضا میں کوئی صبر و شکر میں کوئی جود و سخا میں۔ لیکن فقر ایک ایسا خاص باطنی کمال ہے جس کے آگے تمام مراتب و مدارج و کمالات پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اسی واسطے حضور غوث اعظمؒ نے فرمایا کہ جس وقت میں باطنی دنیا کے مراتب و مدارج طے کرتا ہوا چلا تو زہد کے دروازے پر پہنچا، اس پر بہت ہجوم دیکھا، پھر توکل کے دروازے پر پہنچا وہاں بھی بہت ہجوم تھا، پھر صبر، تسلیم، رضا کے دروازوں پر پہنچا، ہر ایک پر ہجوم تھا، جب میں فقر کے مقام کے دروازے پر پہنچا تو اس کو خالی پایا اور میں اس میں داخل ہو گیا (انتہی) فقر کی یہ نعمت بدرجۂ اتم حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی اور آپ کے طفیل خاص الخاص اولیائے کرام کو حاصل ہوئی۔ جن میں حضور غوث اعظم سرِ فہرست ہیں۔ اب فقر اور فقیر کے مفہوم پر کچھ تفصیل بیان کی جائے گی تاکہ سلطان الفقراء حضور غوث اعظم کی عظمت و شان کچھ سمجھ میں آسکے۔

فقر اور فقیر

عربی لغت میں فقر افلاس اور تنگدستی کو کہتے ہیں لیکن حاشا وکلا باطنی دنیا میں ہرگز یہ مفہوم نہیں۔ فقر دونوں جہان کی بادشاہی کا نام ہے۔

تاج الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ فقیر وہ ہے کہ نہ اسباب دنیوی کی موجودگی سے غنی ہو اور نہ اس کے نہ ہونے سے محتاج ہو اور اسباب کا ہونا نہ ہونا اس کے فقر میں یکساں ہو۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ فقر کی ترازو کے پلڑے میں دونوں جہان مچھر کے پَر کے برابر بھی وزن نہیں رکھتے، نیز آپ فرماتے ہیں کہ ابوبکر شبلیؒ کا قول ہے کہ فقیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز میں راحت نہ پائے، داتا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بارگاہ احدیت میں فقرا کا بڑا مرتبہ ہے خدا نے ان کو خاص منزلت سے نوازا ہے، یہ لوگ وہ ہیں جو اسباب ظاہری و باطنی سے ترک تعلق کر کے مکمل طور پر مسبب الاسباب پر قناعت کر کے رہ گئے ہیں اور رویتِ کل میں فنائے کُل حاصل کر کے بقائے کُل سے سرفراز ہو گئے ہیں۔

رسالہ غوث الاعظم میں اللہ تعالیٰ نے حضور غوث اعظمؒ سے فرمایا :

یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَیْسَ الْفَقِیْرُ عِنْدِیْ مَنْ لَیْسَ لَهٗ شَیْءٌ بَلِ الْفَقِیْرُ الَّذِیْ لَهٗ اَمْرٌ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِذَا قَالَ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْن یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْ لِاَصْحَابِکَ فَمَنْ اَرَادَ مِنْکُمْ جَنَابِیْ فَعَلَیْهِ بِاخْتِیَارِ الْفَقْرِ فَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَلَا ثَمَّ اِلَّا اَنَا یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْ لِاَصْحَابِکَ اِغْتَنِمُوْا دَعْوَۃَ الْفُقَرَاءِ فَاِنَّهُمْ عِنْدِیْ وَاَنَا عِنْدَهُمْ

یعنی اے غوث اعظم میری مراد فقر سے یہ نہیں ہے کہ کسی کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ میری مراد فقر سے یہ ہے کہ فقیر صاحب امر ہو کہ کسی چیز کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے، یا غوث اعظم اپنے اصحاب و احباب سے کہدو کہ تم سے جو ارادہ کرے

میری حضوری کا تو وہ فقر اختیار کرے۔ فقر جب تمام ہوجاتا ہے تو وہ نہیں رہتے سوائے میرے۔ اے غوثِ اعظم اپنے اصحاب سے کہدو فقرا کی دعا کو غنیمت جانیں کیونکہ وہ میرے نزدیک ہیں اور میں ان کے نزدیک ہوں۔

عین الفقر میں سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فاذا تم الفقر فلا ثمّ الا انا کی جگہ فاذا تم الفقر فھو اللہ لکھا ہے یعنی جب فقر تمام ہوجاتا ہے تو وہ اللہ ہی ہے (یعنی فقیر واصل باللہ ہوجاتا ہے) معنٰی کے لحاظ سے ان دونوں عبارتوں میں کوئی فرق نہیں۔

حضور غوث اعظمؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ فقیر کے کیا معنٰی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ لفظ فقیر میں چار حروف ہیں پھر اس کے معنٰے بیان فرمانے کے لیے یہ اشعار پڑھے:

فاء الفقیر فناءہ فی ذاتہٖ ... وفراغہٗ من ذاتہ وصفاتہ

فؔ سے فنا فی اللہ ہو کر اپنی ذات و صفات سے فارغ ہو جانا ہے

والقاف قوۃ قلبہ بحبیبہٖ ... وقیامہ للہ فی مرضاتہ

قؔ سے قوت دینا اپنے دل کو یاد الٰہی سے اور قیام حق تعالٰے کی رضامندی پر

والیاء یرجو ربہ ویخافہ ... ویقوم بالتقوٰے بحق تقاتہ

یؔ سے یرجو یعنی امید رحمت الٰہی کی اور اس کا خوف اور یقوم یعنی قائم رہنا تقوٰی پر جیسا کہ حق ہے

والراء رقۃ قلبہ وصفائہ ... ورجوعہ للہ عن شھواتہ

رؔ سے رقتِ قلب اور اس کی صفائی ہے اور رجوع الی اللہ ہے اپنی خواہشات سے منہ موڑ کر

اس کے بعد آپؒ نے فرمایا فقیر کو مندرجہ ذیل صفات سے آراستہ ہونا

چاہیئے۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں رہے، کسی سے جھگڑے تو عمدہ طریق سے اور اگر حق معلوم ہو جائے تو فوراً حق کی طرف رجوع کرے جھگڑا چھوڑ دے اور حق سے حق کا طالب رہے، راستی اور راستبازی کو اپنا شیوہ بنائے، سینہ سب سے کشادہ رکھے اپنے نفس کو سب سے حقیر جانے، غافل کو نصیحت کرے اور جاہل کو علم سکھلائے، کسی سے ایذا پہنچے تب بھی اسے ایذا نہ پہنچائے، فضول باتوں میں نہ پڑے اور نہ ان پر غور و فکر کرے۔ ممنوعات سے بچے اور مشتبہات میں توقف کرے، غریب کا مددگار رہے۔ چہرے پر خوشی کا اظہار ہو اور دل میں فکر و غم رکھے، اس کی یاد میں غمگین اور اپنے فقر میں خوش رہے، افشائے راز نہ کرے، کسی کی پردہ دری کر کے اس کی ہتک نہ کرے، مشاہدے میں حلاوت پائے ہر ایک کو فائدہ پہنچائے، اخلاق حلم صبر شکر والا بنے، کوئی جہالت سے پیش آئے تو اس کے ساتھ حلم و بردباری سے کام لے اگر اسے کوئی اذیت پہنچائے تو اس پر صبر کرے مگر ناحق پر خاموش ہو کر حق کا خون بھی نہ کرے، کسی سے بغض نہ رکھے، بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت کرے، امانت کو محفوظ رکھے اور کبھی اس میں خیانت نہ کرے، کسی کو برا نہ کہے اور نہ کسی کو غیبت سے یاد کرے، کم سخن ہو، نمازیں زیادہ پڑھے، روزے بہت رکھے، غربا کو اپنی مجلس میں جگہ دے، جہاں تک ہو سکے مساکین کو کھانا کھلائے، ہمسایوں کو راحت پہنچائے اور ان کو اپنی جانب سے کوئی اذیت نہ پہنچنے دے کسی کو گالی نہ دے اور نہ کسی کی غیبت کرے نہ کسی کو کچھ عیب لگائے اور نہ کسی کو برا کہے اور نہ کسی کی مذمت کرے اور نہ کسی کی چغلی کھائے، ایسے فقیر کے حرکات و سکنات آداب و اخلاق ہوتے ہیں، اور اس کا کلام عجیب ہوتا ہے قول اس کا موزوں اور دل محزوں ہوتا ہے۔
(انتہی)

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ یعنی فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

پس معلوم ہوا کہ فقر ایک انتہائی عظیم مرتبہ ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ نے اپنے رسالہ روحی میں سات سلطان الفقرا کا ذکر فرمایا ہے۔ جن میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں کہ نور ذات نے نقاب میم احمدی پہن کر صورت احمدی اختیار کی اور کثرت جذبات وارادے سے سات بار اپنی ذات میں جنبش کھائی جس سے سات ارواح فقرا، باصفا فنا فی اللہ بقا باللہ تصور ذات میں محو سرتاپا مغز بلا پوست آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال قبل بحر جمال میں مستغرق شجر مراۃ الیقین پر پیدا ہوئیں۔ انہوں نے ازل سے ابد تک بجز ذات حق کسی کو نہیں دیکھا اور ماسوے اللہ کبھی نہیں سُنا۔ انہیں حریم کبریا کے دائمی سمندر میں وصال لازوال حاصل ہے وہ کبھی نوری جسم اختیار کر کے تقدیس و تنزیہہ میں کوشاں رہے، گاہے قطرہ بحر میں اور گاہے بحر قطرہ میں ان کی مثال ہے اور فیض عطا کی چادر کہ جب فقر تمام ہو جاتا ہے تو اللہ ہی ہے جو ان کے اوپر ہے پس انہیں حیات ابدی اور عزت سرمدی کا تاج حاصل ہے۔ یہ فقر خاص لا یحتاج ہے اپنے رب سے یا اس کے غیر سے۔

وہ سلطان الفقرا اور سید الکونین ہیں۔ ایک روح خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ایک روح خواجہ حسن بصریؒ کی ایک روح میرے شیخ حقیقت الحق نور مطلق مشہود علے الحق حضرت سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی اور

"

ایک روح حضرت پیر عبدالرزاقؒ کی اور ایک روح ہا ہویت کی آنکھوں کے سرچشمہ سراسرار ذات یا ہُو فقیر باہُوؒ کی اور دو ارواح دیگر اولیاء کی ہیں۔

رسالہ غوثِ اعظمؒ میں ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اے غوثِ اعظمؒ جب تم کسی فقیر کو اس حال میں دیکھو کہ وہ فقر و فاقہ کی آگ میں جل گیا ہے اور فاقے کے اثر سے شکستہ حال ہو گیا ہے تو اس کا تقرب ڈھونڈو، کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے اسی رسالے میں ایک اور الہام میں فرمایا اے غوثِ اعظمؒ میں نے فقر و فاقہ کی سواری انسان کے لیے بنائی ہے جس نے اس پر سواری کی منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔ قبل اس کے کہ وہ منزلوں اور جنگلوں کو طے کرے۔

سیدنا غوث اعظمؒ پر ان الہامی کلمات کی روشنی میں فقر اور فقیر کا کتنا بلند مقام واضح ہوتا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو ولایت نصیب ہو۔ اور خوش نصیب ہیں وہ اولیاء جن کو فقر سے حصہ عطا ہوا کیونکہ ہر ولی صاحب فقر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اس کتاب کے تیسرے باب میں سیدنا غوث اعظمؒ کے مجاہدات و ریاضت کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں فقر کے دروازے پر پہنچا تو اس کو خالی پایا اور اس میں داخل ہوا۔

پانچویں فصل

طریقت کے سلسلوں میں آپ کا فیض

طریقت کے چار سلسلے، قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ بہت مشہور و معروف ہیں۔ قادریہ سلسلہ کے بانی خود حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سلسلہ چشتیہ نقشبندیہ اور سہروردیہ کے بانیوں خواجہ معین الدین چشتیؒ، خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کو حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے جو فیوض و برکات حاصل ہوئے ذیل میں اس کا تبرکاً ذکر کیا جاتا ہے جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ طریقت کے تمام سلسلوں میں حضرت شیخ ہی کا فیض جاری ہے

خواجہ غریب نواز کا مستفیض ہونا

خواجہ محمد گیسو درازؒ نے لطائف الغرائب میں لکھا ہے کہ جب خواجہ غریب نواز معین الدین چشتیؒ نے خراسان کی پہاڑی پر بیٹھے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کو روحانی طور پر سن کر گردن خم کرنے میں سبقت کی اور کہا کہ آپ کا قدم نہ صرف میری گردن پر ہے بلکہ سر اور آنکھ کی پتلیوں پر بھی ہے تب حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہو کر کہا کہ غیاث الدین کا لڑکا (معین الدین) گردن خم کرنے میں سبقت لے گیا اور حسن ادب کی وجہ سے اللہ اور رسول کا محبوب بن گیا اور عنقریب اس کو ولایت ہند کی باگ ڈور دی جائے گی۔

سیر العارفین میں شیخ جمال الدین سہروردی نے فرمایا کہ خواجہ معین الدین چشتیؒ کی حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک پہاڑ میں ملاقات ہوئی اور خواجہ صاحب آپ کی صحبت میں ستاون دن رہے اور آپ سے بے شمار فیوض و برکات حاصل کیے۔

خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کا مستفیض ہونا

شیخ عبداللہ بلخیؒ اپنی کتاب خوارق الاحباب فی معرفت الاقطاب میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک جماعت کے ساتھ کھڑے تھے کہ بخارا کی طرف متوجہ ہوئے اور ہوا کو سونگھا اور فرمایا میرے وصال کے ایک سو ستاون سال بعد ایک مرد قلندر محمدی مشرب بہاء الدین محمد نقشبندیؒ پیدا ہوگا جو میری خاص نعمت سے بہرہ ور ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

منقول ہے کہ جب خواجہ بہاء الدینؒ نے اپنے مرشد سید امیر کلال سے تلقین لی تو انہوں نے اسم ذات کے ورد کرنے کا حکم دیا لیکن آپ کے دل میں اسم اعظم کا نقش نہ جما۔ جس سے آپ کو پریشانی ہوئی۔ اسی گھبراہٹ میں جنگل کی طرف نکلے۔ راستے میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ سے فرمایا کہ مجھے اسم اعظم حضور غوث پاک سے ملا، آپ بھی ان کی طرف متوجہ ہوں۔ دوسری رات خواجہ صاحب نے خواب میں حضور غوث اعظم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے دست مبارک سے اسم اعظم کو خواجہ صاحب کے دل پر جما دیا کیونکہ ہاتھ کی پانچ انگلیاں لفظ اللہ کی شکل پر ہیں۔ اور اسی وقت آپ کو اللہ کا دیدار ہو گیا۔ اور اسی سبب آپ

کا لقب نقشبند مشہور ہو گیا۔ جب اس بات کا لوگوں میں چرچا ہوا انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ آپ نے فرمایا یہ اس مبارک رات کے فیوض و برکات ہیں جس میں کہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر عنایت فرمائی۔

آپ سے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان قَدَمِیْ هٰذِهٖ کی نسبت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کا قدم مبارک میری گردن بلکہ میری آنکھوں پر ہے۔

خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ کا مستفیض ہونا

بہجۃ الاسرار میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا میں زندگی کے ابتدائی دور میں علم کلام کا بہت شوقین تھا اور میں نے علم کلام کی بہت سی کتابیں حفظ کر لی تھیں، میرے چچا مجھے اس سے باز رکھتے لیکن مجھ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ بالآخر ایک روز چچا مجھ کو ساتھ لے کر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گئے، چچا نے آپ سے عرض کیا کہ یہ میرا بھتیجا عمر ہے، علم کلام میں مشغول ہے میں اس کو منع کرتا ہوں لیکن باز نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا اے عمر تم نے کون کون سی علم کلام کی کتابیں حفظ کی ہیں۔ میں نے کتابوں کے نام بتائے۔ تب آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر پھیرا تو خدا کی قسم علم کلام کو میرے سینے سے محو کر دیا اور مجھے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا اور اللہ تعالےٰ نے آپ کی برکت سے میرے سینے کو اسی وقت علم لدنّی سے بھر دیا۔ پھر میں آپ کے پاس سے جب اٹھا تو حکمت کی باتیں کرنے لگا۔ آپ نے مجھ سے یہ فرمایا کہ اے عمر تم عراق کے مشہور بزرگوں میں سب سے آخر ہو گے۔

خواجہ نظام الدین اولیاء کا مستفیض ہونا

تفریح الخاطر میں اسرار السالکین کے حوالے لکھا ہے کہ جب خواجہ نظام الدین اولیاءؒ محبوب الٰہی مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے اور سفر طے کر کے بغداد شریف پہنچے تو اس وقت سید عمرؒ حضور غوث پاکؒ کے سجادہ نشین تھے۔ انہوں نے آپ کو بلانے کے لیے ایک خادم بھیجا آپ نے فرمایا کہ تمہارے شیخ مجھے کیسے جانتے ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ آپ کو اس روز سے جانتے ہیں جب سے کہ آپ ہندوستان سے چلے ہیں تب آپ ان کے ارشاد کے مطابق تشریف لائے۔ سید عمرؒ نے اپنے دستِ مبارک سے سلسلہ قادریہ کی خلافت و اجازت عنایت کرتے ہوئے خرقہ پہنایا۔

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کا ارشاد

مخزن اسرار میں ہے کہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی جو حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ ہوئے ہیں اور ہندوستان میں طریقہ سہروردیہ کے بانی اور پیشوا ہوئے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی تمام عبادتوں جملہ اطاعتوں اور کل نیک اعمال میں سے ایک چیز پر بڑا بھاری بھروسہ اور اعتماد ہے کہ انشاء اللہ میری آخری نجات کا باعث بن جائے گی اور وہ یہ ہے کہ حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے۔ کہ اس شخص کے لیے ایمان کی خوش خبری ہے جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ حضرت بہاء الدین فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں اپنے شیخ شہاب الدین سہروردی کو دیکھا اور میرے شیخ شہاب الدین سہروردی نے زندگی میں سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو دیکھا لہٰذا میں سیدنا غوث اعظمؒ کے فرمان کی بشارت میں شامل ہوں

چھٹی فصل

حنبلی مذہب کا زندہ کرنا اور امام اعظم کا مکالمہ

تفریح الخاطر میں ہے کہ ایک رات حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہاں امام احمد ابن حنبل اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ اپنے پیارے بیٹے محی الدین کو فرمایئے کہ اس بوڑھے کی حمایت کرے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے عبدالقادر ان کی درخواست پوری کرو، تب آپ نے ارشادِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے ان کی التماس قبول فرمائی۔ اور فجر کی نماز حنبلی مصلے پر پڑھائی۔ ایک مرتبہ حضور غوث اعظم امام احمد بن حنبلؒ کے مزار شریف پر گئے تو امام صاحب قبر سے نکلے اور ایک قمیص عنایت کی اور آپ سے معانقہ کیا اور فرمایا اے عبدالقادر بے شک میں علم شریعت وحقیقت علم حال وفعل حال میں تم سے احتیاج رکھتا ہوں۔ پھر ایک روز امام اعظم ابو حنیفہ نے آپ سے روحانی طور پر ملاقات کی اور حنبلی مذہب اختیار کرنے اور حنفی مذہب اختیار نہ کرنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اس کی دو وجوہات ہیں ایک یہ کہ حنبلی مذہب مقلدین کی کمی کے باعث ضعیف ہو چکا تھا۔ دوسرے یہ امام احمد بن حنبل مسکین ہیں میں بھی مسکین ہوں اور میرے نانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالےٰ سے مسکینی طلب کی تھی اور دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں رکھ اور اسی حالت میں مار اور قیامت کے روز مسکینوں کے ساتھ اٹھا۔

ساتویں فصل

آپ کا فرمان کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں

جملہ انبیا کی روحانیت نے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی روحانیت سے اخذِ فیضان کیا ہے۔ اولیاء اللہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں اور انبیاء ہی سے اقتباسِ فیض کرتے ہیں جس ولی کو جس نبی سے فیض حاصل ہوتا ہے اُس کی بابت یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں ولی فلاں نبی کے قدم پر ہے۔ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے مثلاً کسی ولی کو ولایتِ ابراہیمی، کسی کو ولایت یوسفی، کسی کو ولایتِ موسوی کسی کو ولایت عیسوی حاصل ہوتی ہے۔ منتخب اولیاء اللہ بوجہ اپنی جامعیت کے ولایتِ محمدی سے نوازے جاتے ہیں۔ آفتاب حقیقتِ محمدی کا سایہ مثل سایہ آفتاب ہر قرن میں گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ زمانۂ رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں سمت الراس پر آیا اور غایتِ نور و ظہور کے باعث اُس نے اپنے سایہ کو بھی غائب پایا۔ آفتاب وحدت حقیقی اس وقت سمت الراس تجلیِ ذات میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر تاباں ہوا، اور آپ کو تمام و کمال اپنے ہی نورِ ذات و صفات سے منور فرما کر ظلمتِ امکانیہ سے محفوظ کر دیا۔ آسمانِ نبوت کے نصف النہار پر یعنی نقطہ اعتدالی درمیانی کے بلند ترین مقام پر محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تاباں و درخشاں ہیں۔ بجانب مشرق تمام دیگر انبیاءً اور بجانب مغرب تمام اولیاء اللہ متمکن ہیں۔ ہر ولی جو مغرب میں ہے اپنے محاذِ مشرق کے نبی کے مشرب پر ہے۔ اُس نبی کے قلب پر اس ولی کا قلب ہے اور اس نبی کے قدم پر اُس ولی کا قدم ہے۔ انبیاء میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اقرب ترین نبی عیلے

علیہ السلام ہیں اور اولیاء میں اقرب ترین ولی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور ہر اعتبار سے مقابل ہیں حضرت عیسٰے علیہ السلام کے یعنی علی کرم اللہ وجہہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے قدم پر ہیں اور ختم ولایتِ محمدی حضرت مہدی علیہ السلام پر ہے اور وہ ہر اعتبار سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ظلِ ہونگے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں گے۔

جنگِ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ فدیہ لیکر انہیں چھوڑ دیا جائے اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابوبکرؓ حضرت ابراہیم کی مانند ہیں جنہوں نے فرمایا تھا "فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم" اور حضرت عمرؓ حضرت نوح کی مانند ہیں۔ جنہوں نے کہا تھا لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا (مدارج النبوت) اور حضرت ابوذر غفاریؓ زہد میں حضرت عیسٰے کے مثل ہیں (ترمذی) یعنی یہ حضرات ان انبیاء کے قدموں پر ہیں جن کی یہ مثل ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوب بنام خواجہ محمد ہاشم میں لکھا ہے کہ میں حضرت موسٰے علیہ السلام کے مشرب (قدم) پر ہوں۔ حضور غوثِ اعظم حضور پُرنور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہیں جیسا کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا؛

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَّهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّيْ ۔۔۔ عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

(ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور بیشک میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں جو آسمانِ کمال کے بدر کامل ہیں)

یعنی آپ ہر لحاظ سے مظہرِ جمال وکمال مصطفائی ہیں اور یہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

آٹھویں فصل

آپ کی منقبت جو حضرت مجدّد الف ثانی ؒ نے بیان کی

حضرت شیخ مجدد الف ثانی ؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ نبوت کا ہے۔ اس طریقے سے انبیاء علیہم السلام بغیر کسی وسیلے کے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتے ہیں اور یہ طریقہ خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے۔ دوسرا طریقہ ولایت کا ہے۔ اس طریقے پر چلنے والے اللہ تعالےٰ کو بالواسطہ پہنچتے ہیں اور یہ اقطاب، اوتاد ابدال نجباء اور اولیاء ہیں، اس طریقے میں واسطہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ منصب عالی آپ ہی کی ذات گرامی سے متعلق ہے اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا وصال ہوا تو یہ منصب حسنین کریمین کے حوالے کر دیا گیا، ان کے بعد ترتیب وار اماموں کو یہ منصب ملتا رہا۔ ائمہ کرام میں سے ہر ایک کے زمانے میں لوگوں کو ان کی وساطت سے فیض پہنچتا رہا اور جب سلطان الاولیاء، غوث الارض والسّامی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی باری آئی تو یہ منصب عالی آپ کے حوالے کر دیا گیا اور ہمیشہ آپ ہی کی وساطت سے ولایت کا فیض غوث قطب ابدال نجباء، اولیاء کو پہنچتا رہے گا اور آپ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا ۔۔۔ اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ہمارے اگلوں کے سُورج ڈوب چکے لیکن ہمارا سورج ہمیشہ ہمیشہ بلندی کے آسمان پر رہے گا غروب نہ ہوگا۔

نویں فصل

آپؒ کی منقبت جو شاہ ولی اللہؒ نے بیان کی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "ہمعات" میں فرمایا کہ اولیائے امت اور اربابِ سلاسل میں سے راہِ جذب کی تکمیل کے بعد جو اس نسبت (اویسیہ) کی طرف سب سے زیادہ مائل اور اس مرتبے پر بدرجہ اتم فائز ہوئے ہیں وہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ اسی لیے مشائخ نے کہا ہے کہ وہ اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

آپ تفہیمات میں لکھتے ہیں کہ سلسلہ قادریہ نقشبندیہ اور چشتیہ کی الگ الگ خاصیت سمجھی گئی ہے۔ سلسلہ قادریہ میں اگرچہ تعلیم بظاہر شیخ ہی سے ہوتی ہے تاہم یہ سلسلہ طریقہ اویسیہ روحانیہ کا مظہر ہے۔ اِس سلسلے میں مشائخ کے ساتھ تعلق اور مشائخ کی توجہ طالب کی طرف اس قدر ہوتی ہے کہ دوسرے سلاسل میں نہیں پائی جاتی اور یہ امر ظاہر وعیاں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو عالم میں اثر و نفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے اس لیے انہیں وصال کے بعد ملاءِ اعلیٰ کی ہیئت حاصل ہو گئی ہے اور ان میں وہ وجود منعکس ہو گیا ہے جو تمام عالم میں جاری و ساری ہے۔ لہٰذا ان کے طریقے (سلسلہ قادریہ) میں بھی ایک خاص روح اور زندگی پیدا ہو گئی ہے۔" ملفوظاتِ مہریہ کے ملفوظ ۸۵ میں پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،

جو لطافت دوسرے اولیاء اللہ کی روحوں کو حاصل ہے وہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے بدن مبارک کو حاصل ہے گویا آپ کا بدن مبارک دوسروں کی روحوں کے مرتبے میں ہے

دسویں فصل

آپؒ کا کلام جس سے آپؒ کی عظمت معلوم ہوتی ہے

آپ نے فرمایا کہ میں شمشیرِ برہنہ ہوں اور چڑھی ہوئی کمان ہوں میرا تیر نشانے پر لگنے والا ہے میرا نیزہ بے خطا اور میرا گھوڑا بے زین ہے۔ میں عشق خداوندی کی آگ حال و احوال کا سلب کرنے والا، دریائے بیکراں، رہنما وقت کی دلیل ہوں، میں ہوں محفوظ اور ملحوظ۔ اے روزہ دارو اے شب بیدارو اے پہاڑوں پر بیٹھنے والو خدا کرے تمہارے پہاڑ بیٹھ جائیں اے خانقاہ نشینو خدا کرے تمہاری خانقاہیں زمین دوز ہو جائیں حکم خدا کے سامنے آؤ۔ میرا حکم خدا کی طرف سے ہے۔ اے رہروانِ منزل، اے ابدال، اے اقطاب، اے اوتاد، اے پہلوانو اے جوانو! آؤ اور دریائے بیکراں سے فیض حاصل کرو، عزتِ پروردگار کی قسم تمام نیک بخت اور بدبخت میرے سامنے پیش کیے گئے اور میری نظر لوحِ محفوظ پر جمی ہوئی ہے۔ میں دریائے علم و مشاہدہ الٰہی کا غوطہ خور ہوں، میں تم پر اللہ کی حجت رسول کا نائب اور اس کا دنیا میں وارث ہوں، انسانوں کے بھی پیر ہیں جنات اور فرشتوں کے بھی لیکن میں تمام پیروں کا پیر ہوں، میرے اور تمہارے درمیان کوئی نسبت نہیں۔ میرے اور مخلوق کے درمیان آسمان و زمین کا سا فرق ہے، مجھے کسی پر اور کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرو۔ میری تخلیق تمام امور سے بالاتر ہے اور میں لوگوں کی عقل سے ماورا ہوں۔ اے زمین کے مشرق و مغرب کے اور اے آسمان کے رہنے والو! حق تعالےٰ فرماتا ہے اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے) میں ان میں سے

ہوں جنہیں خدا جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ مجھ سے دن اور رات میں ستر بار کہا جاتا ہے، اَنَا اَخْتَرْتُکَ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ یعنی میں نے تجھے پسند کر لیا اور تاکہ تو پرورش پائے میری آنکھوں کے سامنے۔ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادرُ میرے اس حق کی جو تجھ پر ہے تجھے قسم ہے ذرا بات تو کر تا کہ سنی جائے، مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر تجھے میرے اس حق کی قسم جو تیرے اوپر ہے، کھا اور پی مَیں نے تجھے قسم توڑنے سے مامون بنایا ہے، خدا کی قسم جب تک مجھے حکم نہ ہو نہ کچھ کرتا ہوں نہ کچھ کہتا ہوں۔

خوش ہو جائے وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور وہ بھی جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ اس شخص پر حسرت جس نے مجھے نہیں دیکھا۔ ہزار سال سفر کرتا کہ تو میری بات سنے۔ یہاں ولایات اور درجات تقسیم ہوتے ہیں۔ کوئی ولی ایسا نہیں جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو زندہ اپنے جسموں کے ساتھ اور وصال شدہ اپنی ارواح کے ساتھ۔ اے غلام میری بابت منکر نکیر سے پوچھ جب وہ قبر میں تیرے پاس آئیں گے تو وہ تجھے میرے بلند مرتبے کے بارے میں بتلائیں گے۔

آپؒ نے فرمایا جب سورج چڑھتا ہے تو مجھ پر سلام کرتا ہے۔ سال اور مہینے اور ہفتے اور دن میرے پاس آتے ہیں اور مجھے سلام کہتے ہیں اور مجھے وہ باتیں بتاتے ہیں جو ان میں ہوئی ہوتی ہیں اے مشرق و مغرب کے رہنے والو آؤ مجھ سے معرفت حاصل کر لو۔ اولیاء جب تقدیر تک پہنچتے ہیں تو ٹھہر جاتے ہیں لیکن میں تقدیر مُبرم کو بھی بدل دیتا ہوں۔

(بہجۃ الاسرار، اخبار الاخیار، تفریح الخاطر)

نواں باب

آپؒ کے مناقب میں بزرگانِ دین کا کلام

پہلی منقبت
از
حضرت شیخ نورالدین ابی الحسن علی ابن یوسف شطنوفی
صاحب بہجۃ الاسرار

عَبْدٌ لَّهُ فَوْقَ الْمَعَالِي رُتْبَةٌ — وَلَهُ الْمَاجِدُ وَالْفَخَارُ الْاَفْخَرُ

آپ ان بندوں سے تھے جن کا مرتبہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہے۔ محاسن اخلاق اور فضائل عالیہ آپ کو حاصل تھے

وَلَهُ الْحَقَائِقُ وَالطَّرَائِقُ فِي الْهُدٰى — وَلَهُ الْمَعَارِفُ كَالْكَوَاكِبِ تَزْهَرُ

حقیقت و طریقت کے آپ رہنما تھے اور آپ کے حقائق و معارف ستاروں کی طرح روشن تھے

وَلَهُ الْفَضَائِلُ وَالْمَكَارِمُ النَّدٰى — وَلَهُ الْمَنَاقِبُ فِي الْمَحَافِلِ تَنْشُرُ

آپ صاحب فضل و مکارم اور صاحبِ جود و سخا تھے۔ محفلوں میں ہمیشہ آپ کے فضائل کا تذکرہ ہوتا رہیگا

وَلَهُ التَّقَدُّمُ وَالتَّعَالِي فِي الْعُلٰى — وَلَهُ الْمَرَاتِبُ فِي النِّهَايَةِ تَكْثُرُ

مقام بالا میں آپ کو مرتبہ حاصل تھا اور انتہا میں آپ کے مراتب بہت تھے۔

غَوْثُ الْوَرٰى غَيْثُ النَّدٰى نُوْرُ الْهُدٰى — بَدْرُ الدُّجٰى شَمْسُ الضُّحٰى بَلْ اَنْوَرُ

آپ خلق کے معین و مددگار اور انکے حق میں بارانِ رحمت نور ہدایت چودھویں کے چاند روشن سورج بلکہ اس سے بھی روشن

قَطَعَ الْعُلُوْمَ مَعَ الْعُقُوْلِ فَاَصْبَحَتْ — اَطْوَارُهَا مِنْ دُوْنِهٖ تَتَحَيَّرُ

نہایت عقل و دانش کے ساتھ آپ نے علوم حاصل کیے جن کے مسائل بغیر آپکے حل کیے حیرت میں ڈالدیتے تھے

مَا فِيْ عُلَاهُ مَقَالَةٌ لِمُخَالِفٍ — فَمَسَائِلُ الْاِجْمَاعِ فِيْهِ تَسْطُرُ

آپ کے مقام و مرتبہ میں کسی کو چون و چرا نہیں اور بالاتفاق رائے سب نے آپکے مقام و مرتبہ کو تسلیم کیا

گر داد مسیح بمردہ رواں دادی تو بدینِ محمد جاں
ہمہ عالم محی الدیں گویاں بر حسن و جمالت گشتہ فدا

اگر عیسیٰ علیہ السلام نے مردہ کو زندہ کیا تو آپ نے دینِ محمدی میں جان ڈالدی
سارا عالم آپ کو محی الدین کے لقب سے پکارتا ہے اور آپ کے حسن و جمال پر فدا ہے

در شرع بغایت پرکاری چالاک چو جعفر طیاری
بر عرش معلےٰ سیاری اے واقفِ رازِ او ادنیٰ

آپ کو شریعت میں کامل دسترس حاصل تھی جعفر طیار کی طرح ہوشیار تھے
عرش معلےٰ پر سیر فرمانے والے قاب قوسین او ادنےٰ کے راز سے واقف

ازبس کہ قتیلِ نفسِ خودم بیمار خجالت مند دلم
شرمندہ و سیاہ رو منفعلم از فیضِ تو دارم چشمِ دوا

میرے نفس نے مجھے مار ڈالا میں بیمار شرم سار دل ہوں
اور شرمندہ اور سیاہ رو ہوں آپ کے فیض سے میرے درد کی دوا چاہتا ہوں

در وصف چہ گویم اے ہمہ داں محبوب خدا مطلوب جہاں
اسرار حقیقت بر تو عیاں از روزِ ازل تا روزِ جزا

آپ کی تعریف میں کیا کہوں اے سب کچھ جاننے والے اللہ تعالےٰ کے محبوب دو جہاں
کے مطلوب حقیقت کے راز روزِ ازل سے روزِ جزا تک آپ پر ظاہر ہیں۔

معیں کہ فدائے نامِ تو شد دریوزہ گرِ اکرامِ تو شد
شد خواجہ ازاں کہ غلامِ تو شد دارد طلبِ تسلیم و رضا

معین جو کہ آپ کے نام پر فدا ہے، آپ کے اکرام کا منگتا اور
آپ کی غلامی کا شرف حاصل ہونے سے خواجہ بن گیا آپکی تسلیم و رضا کا طالب ہے

تیسری منقبت

از

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

قبلۂ اہلِ صفا حضرت غوث الثقلین
اہل صفا کے قبلہ حضور غوث پاک ہیں

دستگیرِ ہمہ جا حضرت غوث الثقلین
اور ہر جگہ دستگیری فرمانے والے حضور غوث پاک ہیں

یک نظر از تو بود در دو جہاں بس مارا
آپکی ایک نظر مبارک ہمیں دو جہان کیلئے کافی ہے

نظرے جانب ما حضرت غوث الثقلین
ایک نظر میری طرف بھی فرمایئے حضور غوث الثقلین

کارہائے منِ سرگشتہ بسے بستہ شدہ
مجھ حیران کے بہت سے کام بند ہو گئے ہیں

رحم کن باز کشا حضرت غوث الثقلین
رحم فرما کر میری دوبارہ عقدہ کشائی فرمایئے حضرت غوث الثقلین

خاکِ پائے تو بود روشنیٔ اہلِ نظر
آپ کی خاکِ پا اہلِ نظر کی روشنی ہے

دیدہ را بخش ضیا حضرت غوث الثقلین
میری آنکھ کو بھی روشنی بخشیے حضرت غوث الثقلین

دردمندم ہمہ اسبابِ شفا مفقود است
میں دردمند ہوں تمام اسبابِ شفا مفقود ہو چکے ہیں

کرم تست دوا حضرت غوث الثقلین
آپکا کرم ہی میری دوا ہے حضرت غوث الثقلین

حضرتِ کعبۂ حاجات ہمہ خلقا نست!
آپکی درگاہ تمام مخلوقات کیلئے کعبہ حاجات ہے

حاجتم ساز روا حضرت غوث الثقلین
از راہ کرم میری بھی حاجت روائی فرمایئے حضرت غوث الثقلین

مردہ دل گشتم و نامِ تو محی الدین است
میرا دل مردہ ہو چکا ہے اور آپ کا نام محی الدین ہے

مردہ را زندہ نما حضرت غوث الثقلین
دلِ مردہ کو زندہ فرمایئے حضرت غوث الثقلین

قطبِ مسکیں بغلامی درت منسوب است
قطبِ مسکین کو آپکے در کی غلامی کا شرف حاصل ہے

داغِ مہرش بفزا حضرت غوث الثقلین!
اسکی محبت میں اور بھی اضافہ فرمایئے حضرت غوث الثقلین

چوتھی منقبت

از

حضرت علی احمد صابر کلیریؒ

من آمدم بہ پیشِ تو سلطانِ عاشقاں　　ذاتِ تو ہست قبلۂ ایمانِ عاشقاں

میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اے عاشقوں کے سلطان آپکی ذات عاشقوں کے ایمان کا قبلہ ہے

در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر　　دستم بگیر از کرم اے جانِ عاشقاں

دونوں جہان میں آپکے سوا کون دستگیر ہے، اپنے کرم سے میری بھی دستگیری فرمائیے اے عاشقوں کی جان

از ہر طرف بخاکِ درت سر نہادہ ام　　یک لحظہ گوش نہ تو بر افغانِ عاشقاں

میں نے ہر طرف سے آپکے در کی خاک پر سر رکھدیا ہے، ایک لحہ کے لیے عاشقوں کی فریاد سن لیجئے

از خنجرِ نگاہِ تو مجروح عالمے　　شد نطق روح بخش تو درمانِ عاشقاں

آپ کی نگاہ ناز کے خنجر نے عالم کو مجروح کردیا ہے اور آپکا کلام مبارک روح افزا عاشقوں کے درد کا درمان ہے

کوئے تو ہست غیرت جنت بصد شرف　　حسن و جمالِ روئے تو بستانِ عاشقاں

آپکا کوچہ مبارک رشک جنت ہے اپنی بزرگی کے لحاظ سے اور آپکے رخ انور کا حسن و جمال عاشقوں کا گلزار ہے

صابر بخاک کوئے تو سر بر نہادہ ام

صابر نے اپنا سر آپ کے کوچہ کی خاک پر رکھدیا ہے

زاں رو کہ ہست کوئے تو سامان عاشقاں

کیونکہ آپ کا کوچہ مبارک عاشقوں کا سامان ہے

پانچویں منقبت

از

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی

بیکساں را کس اگر جوئی تو در دنیا و دیں　　　ہست محی الدین سید تاج سرداراں یقیں

دنیا و دین میں اگر تجھے دستگیر بیکساں کی تلاش ہے تو یقین جان کہ وہ حضرت محی الدین سرداروں کے سر تاج ہی کی ذات ہے

دستگیر بے کساں و چارۂ بیچارگاں　　　شیخ عبد القادر است آں رحمۃ للعالمیں

بے کسوں کے دستگیر اور بیچاروں کے چارہ گر شیخ عبد القادر ہیں جو سارے عالمین کے لیے رحمت ہیں

اولیائے اولین و آخریں سر ہائے خود　　　زیر پائش مے نہند از حکم رب العالمیں

تمام اولین و آخرین اولیا نے اپنے سروں کو آپ کے پائے مبارک کے نیچے رکھا خدا کے حکم سے

قطب اقطاب زمان و شہبازِ لامکاں　　　مہربانِ بیکساں نائب شفیع المذنبیں

اقطاب زمانہ کے قطب اور شہباز لامکان ہیں بیکسوں پر مہربان ہیں اور شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں

ثمرہ شجرِ نبی و میوۂ باغِ علی　　　سروِ بستانِ حسن آں سرورِ دنیا و دیں

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے درخت کے پھل حضرت علی کے باغ کا میوہ حضرت امام حسن کے گلستان کے سرو اور دین و دنیا کے سردار ہیں

نورِ گلزارِ حسین آں جوئبارِ رحمتش　　　پیرِ پیراں پیرِ من محبوبِ رب العالمیں

دریائے رحمت امام حسین کے نور گلزار ہیں اور آپ پیروں کے پیر میرے پیر اور رب العالمین کے محبوب ہیں،

نیست در ہر دو جہاں ملجائے من جز در گہت　　　الکرم یا بازِ اشہب الکرم یا محی الدیں

آپکی درگاہ والا کے سوا میرے لیے دونوں جہان میں کہیں جائے پناہ نہیں ہے یا باز اشہب یا محی الدین مجھ پر کرم فرمایئے

ہر کسے نازد بہ کس الا بہاء الحق زدل　　　مے فروشد از رہت از صدق دل ایمان و دیں

ہر شخص کو کسی نہ کسی پر ناز ہوتا ہے مگر بہاء الحق کو آپ پر دل سے ناز ہے اور آپکی راہ پر بصدق دل دین و ایمان قربان کرتا ہے

چھٹی منقبت

از

حضرت سلطان باہوؒ

شفیعِ امت و سرور بود آں شاہِ جیلانی
تعالی اللہ چہا قدرت خدائش کرد ارزانی

وہ شاہِ جیلانی امت کے شفیع اور سردار تھے، سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا ہی قدرت عطا کی تھی

سکندر می کند دعوٰے کہ ہستم چاکرِ آں شاہ
فلاطوں پیشِ علم او مقر آمد بنادانی

سکندر کو آپ کی غلامی کا دعوٰے ہے۔ افلاطون کو آپ کے علم کے روبرو اپنی نادانی کا اعتراف ہے

کلاہ دارانِ ایں عالم گدایانِ گدائے تو
ترا زیبد ترا زیبد کلاہ داری و سلطانی

اس جہان کے تاجدار آپکے گداؤں کے گداگر ہیں صرف آپ ہی کو تاجداری اور بادشاہی زیب دیتی ہے

گدا سازی اگر خواہی بیکدم بادشاہاں را
گدایاں را دہی شاہی بیک لحظہ بآسانی

اگر آپ چاہیں تو ایکدم میں بادشاہوں کو گداگر بنادیں، اگر آپ چاہیں تو آسانی سے ایک لحظہ میں گداؤں کو بادشاہی عطا کردیں

گدائے درگہت خاقاں غلام حضرت قیصر
چہ عالیشان سلطانی الا اے غوثِ ربانی

خاقان آپ کی درگاہ کا گدا ہے اور قیصر آپ کا غلام، اے غوث پاک آپ کس قدر عالیشان بادشاہ ہیں

بایں حشمت بایں شوکت بایں قدر بایں عظمت
نبود است و نخواہد بود الحق مثل تو ثانی

فی الواقعہ اس جاہ و حشمت شان و شوکت اور قدرت کا انسان بجز آپ کے نہ ہوا ہے نہ ہوگا

چہ ناسوتی چہ ملکوتی چہ جبروتی چہ لاہوتی
ہمہ در زیر پائے تو چہ عالیشان سلطانی

کیا ناسوتی کیا ملکوتی کیا جبروتی کیا لاہوتی سب آپ کے زیرِ پا ہیں آپ کس قدر شان والے بادشاہ ہیں

حقیقت از تو روشن شد طریقت از تو گلشن شد
سپہرِ شرع را ماہی زہے خورشید نورانی

آپکے وجود سے حقیقت روشن ہوئی اور طریقت گلزار بنی آپ کیسے نورانی سورج اور آسمانِ شرع کے چاند ہیں

زباغِ اصفیا سروے زبزمِ مصطفےٰ شمعے — علی را قرۃ العینی بدیں محبوبِ سبحانی

اصفیا کے باغ کا سرو اور مجلس نبوی کی شمع، حضرت علی کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اسی واسطے آپ محبوب سبحانی ہیں

دلا گشتی مریدِ او بہ بیں لطفِ مزید او — چہ اوصافِ حمیدِ او گہ و بے گاہ میدانی

اے دل جب تو ان کا مرید ہو گیا تو اب ان کا لطف مزید دیکھ کیونکہ تو وقتاً فوقتاً آپ کے اوصاف بیان کرتا رہتا ہے

زباں را شست و شو باید بآبِ جنت الکوثر — ازاں پس نامِ محی الدیں بپاکی بر زباں رانی

زبان کو پاک صاف کرلے آب کوثر سے، حضرت محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے سے پہلے

بزرگ و خورد و مرد و زن مریدت شد ہمہ عالم — خطا پوشی عطا پاشی و دیں بخشی جہاں بانی

تمام جہان کے بڑے چھوٹے مرد و زن سبھی آپ کے مرید ہوگئے آپ خطا پوش عطا فرمانے والے دین بخشنے والے اور جہان کے نگہبان

تو شاہِ اولیاء واولیاء محتاجِ درگاہت — مشائخ را سزد بر درگہت از فخر دربانی

آپ اولیاء اللہ کے بادشاہ ہیں اولیاء اللہ آپکی بارگاہ کے محتاج ہیں مشائخ کیلئے آپ کی دربانی باعثِ فخر ہے

مطیعِ حکمِ تو دیواں ملائک چوں پری بندہ — شہنشاہِ شہنشاہاں امامِ انس و روحانی

دیو جن پری ملائک سبھی آپ کے فرمانبردار ہیں، آپ شہنشاہوں کے شہنشاہ اور انسان اور فرشتوں کے امام ہیں

چہ عبد القادری قدرت ازاں داری کہ یک لحظہ — بر آری آشکارا از کرم حاجاتِ پنہانی

چونکہ آپ عبد القادر ہیں اس واسطے آپکو اس درجہ قدرت حاصل ہے کہ آپ پوشیدہ ضرورتوں کو کھلم کھلا پورا کرتے ہیں

بدنیا دُرِ عدن بخشی بعقبےٰ جنت الماوےٰ — برحمت بحرِ الطافی زشفقت کانِ احسانی

دنیا میں عدن کے موتی اور آخرت میں جنت ماویٰ عطا فرمانیوالے بلحاظ رحمت بحر الطاف اور بلحاظ شفقت کانِ احسان ہیں

ملاذا دستگیرے تو معاذا دلپذیرے تو — بلطفِ خود رہائی دہ زگردابِ پریشانی

آپکی مدد جائے پناہ اور آپکی دلپذیری جائے بازگشت ہے، اپنے لطف و کرم سے پریشانی کے بھنور سے بچائیے

جگر ریشم دروں خستہ دل اندر لطفِ تو بستہ — تو ہم از غایتِ احساں دوا بخشی و درمانی

میرا جگر زخمی اندرون خستہ دل میں آپ کا لطف ہے آپ اپنی عنایت و احسان سے دوا بھی بخشیں اور شفا بھی

تراچوں من ہزاراں بندہا ہستند در عالم
مرا جز آستانت نیست اگر خوانی و گردانی

جہاں میں مجھ جیسے ہزاروں غلام ہیں آپکے، لیکن میرے لیے آپکے آستانے کے سوا اور کوئی ٹھکانہ نہیں خواہ بلائیں یا ہٹائیں

ندارم اندریں عالم بجز درد و غم شدت
خلاصی دہ ازیں محنت کہ دارم صد پریشانی

اس جہاں میں سوائے درد و غم اور رنج و سختی کے اور مجھے کچھ حاصل نہیں مجھے سو پریشانی سے خلاصی بخشیں

منم سائل بجز تو نیست غمخوارم کہ گیرد دست
برحمت کن نظر بر من توئی مختارِ سبحانی

میں سائل ہوں آپ کے سوا میرا کوئی غمخوار نہیں کون مدد کرے آپ مختار الٰہی ہیں مجھ پر نظر رحمت کیجئے

سگِ درگاہ جیلاں شو چو خواہی قرب ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

اگر قرب الٰہی چاہتا ہے تو درگاہ جیلاں کا کتا بن جا، کیونکہ درگاہ جیلانی کا کتا شیروں سے افضل ہے

قضائے بندۂ عاجز فتادہ بر سرِ کویت

یہ عاجز بندہ آپ کے کوچہ میں افتادہ پڑا ہے

عجب نبود اگر ایں بندہ را خورشید گردانی

کچھ عجب نہیں اگر آپ ذرہ کو آفتاب بنا دیں

ساتویں منقبت

از

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

غوثِ اعظم دلیلِ راہِ یقیں ۔۔۔ بہ یقیں رہبرِ اکابرِ دیں

غوثِ اعظم راہ یقین کی دلیل ہیں اور یقیناً دین کے اکابرین کے رہنما ہیں

شیخ دارین ہادیٔ ثقلین ۔۔۔ زبدۂ آلِ سیدِ کونین

دو جہان کے سردار اور جن و انس کے ہادی اور سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہیں

بادشاہِ ممالکِ قربت ۔۔۔ راہ نوردِ مسالکِ قربت

قربِ الٰہی کے ممالک کے بادشاہ ہیں اور قرب کی راہوں کے راہنما ہیں،

اوست در جملہ اولیاء ممتاز ۔۔۔ چو پیمبر در انبیاء ممتاز

آپ تمام اولیاء اللہ میں اس طرح ممتاز ہیں جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں ممتاز ہیں؛

اولیا بندہاش از دل و جاں ۔۔۔ قدمِ او بگردنِ ایشاں

اولیاء اللہ آپکے دل و جان سے غلام ہیں اور آپ کا قدمِ مبارک ان کی گردنوں پر ہے

وصفِ تعریفِ او ز من نہ نکو ۔۔۔ خود کراماتِ او معرفِ اوست

آپکا وصف اور تعریف بیان کرنے سے میں قاصر ہوں خود آپکی کرامات آپکے وصف کی دلیل ہیں

من کہ پروردۂ نوالِ ویم ۔۔۔ عاجز از مدحتِ کمالِ ویم

میں آپ ہی کے کرم سے پرورش پا رہا ہوں اور آپکی مدحت و کمال بیان کرنے سے عاجز ہوں

ہمہ دم غرقِ بحرِ احسانم ۔۔۔ اے فدائے درش دل و جانم

ہر دم آپکے احسانات کے سمندر میں غرق ہوں، آپکے درِ اقدس پر دل و جان سے فدا ہوں

در دو عالم بادست امیدم

دونوں عالم میں آپ ہی سے امید ہے

ہست بادے امید جاویدم

اور ہمیشہ آپ کے کرم کا امیدوار ہوں

آٹھویں منقبت

از

حضرت شاہ ابوالمعالیؒ

از رہِ فقر و فنا گوئی شہِ بحر و برم　　تا بجان و دل گدائے شیخ عبدالقادرم

سلسلہ طریقت میں جب سے میں بدل وجان شہنشاہ بغداد کا گدا بن گیا ہوں تو گویا مجھے بحر و بر کی بادشاہت مل گئی ہے

ہست دائم در طوافِ کعبہ کوئش دلم　　در رہِ صدق و صفا اینست رجِ اکبرم

میرا دل ہر وقت آپکے کوچے کا طواف کر رہا ہے پاکیزگی اور سچائی کے راستے میں یہ میرا حج اکبر ہے

چشمِ من تا از ہوائے خلد کوئش کوثر است　　آبِ حسرت میخورد رضوانؔ ز حوضِ کوثرم

میری آنکھ جبتک ان کے کوچے کی جنت کی ہوا سے کوثر بنی ہوئی ہے داروغہ جنت حسرت کا پانی میرے حوضِ کوثر سے پیتا ہے

مے نہم گریاں رخِ خود بر درت ہر صبح و شام　　رحمتے برروئے گرد آلودہ چشمِ ترم

میں ہر صبح و شام بحالت گریہ زاری آپکی چوکھٹ پاک پر سر رکھے پڑا ہوں میرے غبار آلود چہرے اور چشم پر ایک نظر رحمت فرمائیے

چند روزے شد کہ محرومم ازاں رو مردہ ام　　جلوۂ جاں پروری فرما کہ تا جاں پرورم

کتنے روز ہو گئے ہیں کہ میں ان کے رخ انور سے محروم ہوں مر گیا ہوں میری جان کو پالنے والا جلوہ فرمائیے کہ میں اپنی جان کو پال لوں

اے صبا از من باں سلطانِ گیلانی بگو　　سوختم اکنوں بیا برباد دہ خاکسترم

اے باد صبا میری طرف سے شاہ جیلانی کو کہدے میں جل چکا ہوں میری راکھ کو ہوا میں اڑا دیجئے

مردم از غم الغیاث اے غوثِ اعظم الغیاث　　وقت آں آمد کہ بنمائی جمالِ انورم

میں غم سے مر گیا مدد فرمائیے اے بہت بڑے فریاد رس وہ وقت آگیا کہ آپ مجھے جمالِ جہاں تاب دکھلائیے

گر نمے بینی کنوں سوئیم زعینِ مرحمت　　جائے آں دارد کہ در دنیا نہ بینی دیگرم

اگر آپ میری طرف اب چشم عنایت سے نہیں دیکھتے تو اس مقام پر آپ دوبارہ مجھے دنیا ہی میں نہ دیکھیں گے (میں مر گیا ہی بہتر)

بے جمالِ جانفزایت زندگانی مشکل است　　رحمتے ورنہ تن و ایں جامہ باہم میدرم

آپ کے حسنِ جانفزا کی دید کے بغیر جینا مشکل ہے رحم فرمایئے ورنہ میں بس جسم اور لباس دونوں کو پھاڑ ڈالوں گا،

نیست یا غوثا بمن جرم و گناہ از ہیچ رو　　رو مکش از من کہ بس بیدل خراب و ابترم

اے میرے دستگیر کسی رُو سے میرا کوئی جرم اور گناہ نہیں مجھ سے منہ نہ پھیریئے کہ میں بہت غمگین خراب اور بُرے حال میں ہوں

کردمے پرواز بر گلزارِ رویت چوں ہزار　　چوں پرم سنگِ جفا بشکست اکنوں چوں پرم

میں تو بلبل کی طرح آپ کے گلزارِ رویت پر پرواز کرتا تھا جب جفا کے پتھر نے میرے پر توڑ دیئے تو اب میں کیسے اڑوں

شد ز تابِ آتشِ غم تن مرا انگشت سال　　ہست گوئی خرقۂ ماتم ز حسرت در برم

آتشِ غم کی سوزش سے میرا جسم انگلی کی مانند ہو گیا گویا کہ میں حسرت سے لباسِ ماتم پہنے ہوئے ہوں،

یکدم اے خضرِ مبارک پے قدم از راہِ لطف　　نہ بروئے من چہ شد آخر ہماں خاکِ درم

اے مبارک پیشانی خضر ایک گھڑی کیلئے ازراہ لطف اپنا قدم مبارک میرے چہرے پر رکھ دیجئے کیا ہوا آخر میں آپکے در کی خاک ہی تو ہوں

گر گناہے رفتہ باشد توبہ ہا کردم ز سر　　عذرِ من بہ پذیرد　از لطف افسر بر سرم

اگر مجھ سے کوئی گناہ ہو گیا تو میں نے کئی سچی توبہ کی ہے میرا عذر قبول فرمایئے اور مہربانی کرکے میرے سر پر (ولایت کا) تاج رکھیے

چیست در پیشِ کرم ہائے تو جرمِ غزنوی　　الکرم یا غوثِ اعظم بالترحم الکرم

حضور کے فضل و کرم کے سامنے غزنوی (ابو المعالی) کے جرم کی کیا حقیقت ہے یا غوث اعظم اپنی رحمت سے مجھ پر کرم فرمایئے

نویں منقبت

از

حضرت شاہ ابوالمعالیؒ

تشنہ لب گریاں بسوئے بحرِ عرفاں میروم
سرزدہ چوں سیلِ اشکِ خود بافغاں میروم

شربتِ دیدار کا پیاسا گریہ وزاری آہ و فغاں کرتے ہوئے یکایک اپنے آنسوؤں کی روانی کی طرح معرفت کے سمندر کی طرف جارہا ہوں

پا بخار و خارہ در راہِ فنا بر بوئے او
گشتہ ام دیوانہ و گریاں و خندہ میروم

پاؤں میں کانٹے اور پتھر راہ فنا میں ان کی خوشبو پر دیوانہ ہو گیا ہوں اور روتے ہنستے جارہا ہوں،

حاجیٔ بغداد گیلانم زشوقِ حضرتش
گہ سوئے بغداد گاہے سوئے گیلاں میروم

مَیں بغداد شریف اور جیلانِ معلّٰے کا حاجی ہوں جناب کے شوقِ وصال سے کبھی جانب بغداد اور کبھی جیلان کی طرف جارہا ہوں

ہم عرب شد ہم عجم صیدِ تو اے ترکِ عجم
بر اسیرِ خویش رحمے کن کہ حیراں میروم

اے محبوب عجم عرب آپکے تیرِ نگاہ کا شکار ہو چکے ہیں اپنے قیدی پر رحم فرمائیے کیونکہ مَیں پریشان حال جارہا ہوں

با دلِ پرخون و چشمِ خوں فشاں در راہِ او
میروم زانساں کہ گوئی در گلستاں میروم

حضور کی راہِ محبت میں نہایت غمزدہ دل کے ساتھ اور آنکھوں سے خونی آنسو بہاتے ہوئے اس طرح خوش و خرم جارہا ہوں کہ دیکھنے والا کہے کہ گویا باغ میں جا رہا ہے

با سگانِ کوئے او عقدِ محبت بستہ ام
ہر دم از روئے وفا سوئے محباں میروم

آپکے کوچہ اقدس کے کتوں سے مَیں نے رشتہ محبت استوار کر لیا ہے اور ایک وفا کیش محب کی طرح اپنے محبوبوں کی طرف جارہا ہوں

غربتی آں سروِ قد خضرِ مبارک پے کجاست
تا شود رہبر کہ سوئے آبِ حیواں میروم

اے غربتی (ابوالمعالی) وہ سرو قد اور مبارک پیشانی والے خضر کہاں ہیں خدا کرے کہ وہ مل جائیں تاکہ وہ میری رہنمائی فرمائیں کیونکہ میں چشمہ آبِ حیات کی طرف جارہا ہوں

دسویں منقبت

از

شاہ ابوالمعالیؒ

گر کسے واللہ بعالم از مے عرفانی است
از طفیلِ شہِ عبدالقادر گیلانی است

بخدا اگر کسی کو جہان میں شرابِ معرفت ایسا حال ہوئی تو جنابِ بادشاہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے طفیل حاصل ہوتی ہے

ہر کہ نامد از رہِ او در حریمِ رازِ عشق
ہمچو سینا راہ نمے باید کہ ہاں شیطانی است

جو کوئی رازِ عشق کے حریم میں اس کی راہ سے نہ آئے وہ بو علی سینا کی طرح راہ نہیں پاتا کیونکہ وہ شیطانی ہے

شیخِ خرقانی یکے از خرقہ پوشانِ وے است
زاں جہت او را لقب در مردماں خرقانی است

شیخ ابوالحسن خرقانی کا لقب خرقانی اس لیے لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں حضور نے خرقہ پہنایا

سہروردی نیز ملتانی است پیشِ درگہش
گرچہ او را صد ہزاراں بندہ چوں ملتانی است

شہاب الدین سہروردی بہاء الدین زکریا ملتانی حضور کی بارگاہ کے خادم ہیں ان جیسے لاکھوں حضور کے خادم ہیں

ہست ہر دم جلوہ گر از چہرہ اش حسنِ حسنؓ
زانکہ آلش مصطفےٰ راحت و ریحانی است

آپکے چہرہ انور سے ہر دم امام حسن کا حسن جلوہ گر ہے لہذا آپکا حسن و جمال حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کیلئے باعثِ راحت ہے

صد انا الحق گو بتائیدِ حمایتہائے اوست
فارغ از دارِ سیاست غافل از زندانی است

ان کی حمایتوں کی تائید کے ساتھ سو بار انا الحق کہہ سیاہ سولی سے فارغ اور قید سے بے فکر رہے

مسکمی را یا شہِ گیلانی از لطف و کرم
سوئے خود آوازہ کن درماندۂ از حیرانی است

یا شہِ جیلاں از رہ لطف و کرم مسکمی (ابوالمعالی) کو اپنی طرف بلا لیجئے جو کہ حیرانی کے سبب پیچھے رہ گیا ہے۔

گیارہویں منقبت

از

شیخ نور اللہ سورتیؒ

ہاں زطوفانِ معاصی کشتی ما راچہ غم — ناخدا شد غوثِ اعظم شد مدد زود مبدم

گناہوں کے طوفان سے ہماری کشتی کو کیا غم جبکہ اس کشتی کے ناخدا حضور غوث اعظم ہیں ہر لحظہ ہر لمحہ ہماری مدد فرما رہے ہیں

باش تا فردائے محشر پیشِ ربُ العالمیں — غوثِ اعظم را بہ بینی با نبی زیرِ علم

کل روزِ قیامت دیکھ لینا کہ جس وقت شہنشاہ دوجہاں لوائے حمد لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے تشریف فرما ہونگے تو

ان کے ہمراہ اس جھنڈے کے نیچے حضور غوث اعظم بھی ہونگے

غوثِ اعظم غوث اعظم جملہ گویند اہلِ حشر — ہم موافق ہم مخالف ہم مشائخ دمبدم

جملہ اہلِ محشر غوث اعظم غوث اعظم پکارینگے کیا آپکے ماننے والے کیا مخالف کیا مشائخ سب کے سب ہر لمحہ آپ سے فریاد کرینگے

گر نہ بینی در نبوت مصطفےٰ را ہمسریں — شیخ محی الدیں ندارد ثانی خود نیز ہم

جسطرح انبیاء میں حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں ہے اسیطرح حضور غوث اعظم کا بھی اولیاء میں کوئی ثانی نہیں آپ اپنی شان میں یکتا ہیں

کز کمالاتِ تصرفہا کہ خاصِ شانِ اوست — گر کسے خواہد بیاں کردن نگردد بیش و کم

منجملہ آپکے حیرت انگیز کمالات و تصرفات جو خاص آپکی شان کے مطابق ہیں کوئی شخص تھوڑا بہت بھی ذکر کرنا چاہے تو اس کیلئے ناممکن ہے

نہ فلک اوراق گردد ہفت بحر آید مداد — ہم شجر اقلام و کاتب ہر کرا نطق است و فم

اگر نو آسمان کاغذ بن جائیں اور سات سمندر سیاہی اور تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام مخلوق جسکو قوت گویائی ملی ہے وہ سب مل کر

عز و قدرِ حضرت سلطان محی الدین پیر — گر رقم گردد ہنوز از عشر عشریں است کم

حضرت سلطان محی الدین پیر پیراں کی قدر و منزلت کو ضبط تحریر میں لانا چاہیں تو اس کا ایک جز و بھی احاطہ تحریر میں لا سکیں

دسواں باب

آپ کے قصائد شریفہ

آپ کے قصائد شریفہ

اس باب میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نو قصیدے جن میں آپ کا مشہور قصیدہ غوثیہ بھی شامل ہے پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر قصیدے نایاب ہیں۔ عاشقانِ غوثِ اعظم کے ذوق کی تسکین کے لیے یہ قصائد شریفہ ترجمے اور ضرورت کے مطابق تشریح کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان قصائد میں حضور غوث اعظم نے اپنے عظیم الشان مرتبے کی طرف نشاندہی فرمائی ہے جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا اور ساتھ ہی اپنے مریدوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے جیسا کہ آپ کی عادت کریمہ ہے قصائد شریفہ کے سلسلے میں ایک وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ اچھے خاصے سمجھدار لوگ بھی اس خدشے کا اظہار کر بیٹھتے ہیں کہ اپنی آپ تعریف کرنا خود پسندی اور خود نمائی کے مترادف ہے تو حضرت شیخ نے اپنی تعریف کیوں فرمائی۔ اس کے جواب میں چند وجوہات ذیل میں بیان کی جا رہی ہیں۔

۱۔ جب اللہ تعالےٰ کسی کو اپنے انعامات و اکرامات سے نوازے تو تحدیثِ نعمت کے طور پر ان نعمتوں کا کچھ اظہار بھی ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک صاحب ثروت صحابی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیوند لگے ہوئے کپڑے پہن کر حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں تاکید فرمائی کہ اللہ تعالےٰ نے جو تم کو نعمتیں دی ہیں ان کا شکریے کے طور پر اظہار بھی ضروری ہے لہٰذا تم حسب استطاعت اچھے کپڑے پہنا کرو۔ پس حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالےٰ نے جو بے انتہا انعامات کیے اور قرب و معرفت کے عظیم الشان مراتب عطا فرمائے اُن میں سے

بعض کو تحدیثِ نعمت کے طور پر آپ نے اپنے قصائد میں بیان فرمائے۔

۲۔ حضور غوثِ اعظم نے اپنے ایک قصیدے میں فرمایا ہے:

وَمَا قُلْتُ هٰذَا الْقَوْلَ فَخْرًا وَاِنَّمَا ۔۔۔ اَتَی الْاِذْنُ حَتّٰی یَعْرِفُوْنَ حَقِیْقَتِیْ

اور میں نے یہ بات بطور فخر نہیں کہی بلکہ مجھے حکم آیا ہے یہاں تک کہ لوگ میری حقیقت کو پہچان لیں۔

پس معلوم ہوا کہ حضرت شیخ کے قصائد اور جو کچھ بھی آپ نے ان کے علاوہ فرمایا ہے وہ سب اللہ تعالےٰ کے حکم سے تھے اور خواہش نفس سے نہ تھے، حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ جب تک اللہ تعالےٰ مجھے قسم نہیں دیتا، نہ میں کھاتا ہوں نہ پیتا ہوں اور نہ کوئی بات کرتا ہوں۔ پس معلوم ہوا کہ آپ کی ہر بات اذنِ الٰہی کے مطابق ہوتی ہے لہٰذا قصائد شریفہ بھی اذنِ الٰہی کے مطابق ہی ہیں۔

۳۔ جس طرح حق تعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنی تعریف آپ فرمائی ہے کیونکہ مخلوق اس کی ایسی تعریف نہیں کر سکتی جیسی کہ اس نے خود اپنی تعریف کی ہے اسی طرح حضرت شیخ نے اپنے اعلیٰ مراتبِ علو شان اور مقاماتِ رفیع کا جو ذکر خود فرمایا ہے وہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے تھے لہٰذا کسی سے کیا بیان ہو سکتے تھے۔ بغیر فخر کے اگر حقیقت بیان کی جائے دوسروں کی آگاہی کے لیے تو کوئی حرج نہیں بلکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا اور قیامت کے روز لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور یہ فخریہ نہیں کہتا، حضور غوثِ اعظم نے بھی

قصیدے کے اس شعر میں جو وجہ نمبر ۲ کے ضمن میں پیش کیا گیا ہے یہی فرمایا ہے کہ میں نے یہ بات بطور فخر نہیں کہی بلکہ مجھے حکم آیا ہے یہاں تک کہ لوگ میری حقیقت کو پہچانیں۔

جو لوگ آپ کے قصائد شریفہ کو از قبیل شطحیات سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں یہاں تک کہ آپ کے واضح فرمانِ عالی قدمی ہٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کو بھی اسی قبیل سے سمجھتے ہیں۔ فتاویٰ مہریہ کے فتوےٰ نمبر ۲ صفحہ ۵۴ پر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا سچا فرمان از قبیل شطحیات نہیں جیسا کہ کم ظرف لوگ کم حوصلگی کی وجہ سے ایسے دعاوی کیا کرتے ہیں بلکہ مقام صحو و استقامت و تمکین میں بوجہ مامور ہونے کے ایسا فرمایا گیا اسی وجہ سے خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے بروقت صدور فرمان عالی سب سے پہلے سر تسلیم خم کر دیا۔

۳۔ آپ کے قصائد شریفہ اور فارسی حمدیہ کلام اور چہل کاف اپنی مثال آپ ہیں، اور کمال یہ ہے کہ ان اشعار میں نہ کسی قسم کی مبالغہ آرائی ہے، اور نہ خلافِ حقیقت کوئی بات۔ بلکہ ہر شعر سے علم و عرفان، اسرار و رموز کے موتی بکھر رہے ہیں اور آپ کا وہ طویل قصیدہ جس میں آپ نے اللہ تعالےٰ کے ننانوے ناموں کے ساتھ اس کی بارگاہ عالیہ میں استغاثہ فرمایا ہے انفرادی نوعیت کا حامل ہے

پہلا قصیدہ

قصیدۂ غوثیہ

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ ۱ فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِیْ

عشق و محبت نے مجھے وصل کے پیالے پلائے پس میں نے شراب سے کہا کہ اُدھر میری طرف آ

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُؤُوْسٍ ۲ فَہِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

ساغر پہ ساغر میرے پاس آتے رہے پس مَیں نے انہیں یارانِ محفل کے ہمراہ عالم مستی میں نوش کیا

وَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا ۳ بِحَانِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

مَیں نے سارے اقطاب سے کہا کہ آؤ میری دکان معرفت میں داخل ہو جاؤ کیونکہ تم میرے رفقاء ہو

وَہِیْمُوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ ۴ فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

ہمت کرو اور جام معرفت پیو کہ تم میرے لشکری ہو کیونکہ ساقی قوم نے میرے لیے لبالب جام بھر رکھے ہیں

شَرِبْتُمْ فَضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ ۵ وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

میرے مست ہونے کے بعد تم نے میری بچی کچی شراب پی لی لیکن میرے بلند مرتبے اور مقام قرب کو نہ پا سکے

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَلٰکِنْ ۶ مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَازَالَ عَالِیْ

اگرچہ تم سب کا مقام بلند ہے لیکن میرا مقام تمہارے مقام سے بہت بلند ہے اور ہمیشہ بلند رہے گا

اَنَا فِیْ حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ ۷ یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ

میں بارگاہ عالی میں یکتا و یگانہ ہوں اللہ تعالےٰ مجھے درجہ بدرجہ ترقی دیتا ہے وہی میرے لیے کافی ہے

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْہَبُ کُلِّ شَیْخٍ ۸ وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

میں تمام مشائخ کے درمیان ایسا ہوں جیسا باز اشہب پرندوں میں مردان خدا میں سے کون ہے بتلاؤ جو میری مثل ہو

كَسَانِيْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ ۹ وَتَوَّجَنِيْ بِتِيْجَانِ الْكَمَالِ

اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ خلعت پہنایا جس پر عزم کے بیل بوٹے تھے اور تمام کمالات کے تاج میرے سر پر رکھے،

وَاَطْلَعَنِيْ عَلٰى سِرٍّ قَدِيْمٍ ۱۰ وَقَلَّدَنِيْ وَاَعْطَانِيْ سُؤَالِيْ

اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے راز قدیم سے آگاہ کیا اور مجھے عزت کا ہار پہنایا اور جو کچھ میں نے مانگا وہ عطا کیا

وَوَلَّانِيْ عَلَى الْاَقْطَابِ جَمْعًا ۱۱ فَحُكْمِيْ نَافِذٌ فِيْ كُلِّ حَالِ

اور مجھے تمام اقطاب پر حاکم بنایا، پس میرا حکم ہر حال میں جاری ہے

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّيْ فِيْ بِحَارٍ ۱۲ لَصَارَ الْكُلُّ غَوْرًا فِي الزَّوَالِ

اگر میں اپنا راز سمندروں پر ڈالوں تو سب کا پانی جذب ہو کر خشک ہو جائے اور انکا نشان بھی باقی نہ رہے

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّيْ فِيْ جِبَالٍ ۱۳ لَدُكَّتْ وَاخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَالِ

اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں مل جائیں کہ ان میں اور ریت میں فرق نہ ہو

فَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّيْ فَوْقَ نَارٍ ۱۴ لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ فِيْ سِرِّ حَالِ

اگر میں اپنا راز آگ پر ڈالوں تو میرے راز سے بالکل سرد ہو جائے اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہے

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّيْ فَوْقَ مَيْتٍ ۱۵ لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰى مَشٰى لِيْ

اگر میں اپنا راز مردے پر ڈالوں تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اٹھ کھڑا ہو اور چلنے لگے،

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ ۱۶ تَمُرُّ وَتَنْقَضِيْ اِلَّا اَتٰى لِيْ

مہینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں بلاشک وہ میرے پاس ہو کر گزرتے ہیں،

وَتُخْبِرُنِيْ بِمَا يَاْتِيْ وَيَجْرِيْ ۱۷ وَتُعْلِمُنِيْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِيْ

اور وہ مجھ کو گزرے ہوئے اور آنیوالے واقعات کی خبر دیتے ہیں اے منکر کرامت جھگڑے سے باز آ،

مُرِيْدِيْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ ۱۸ وَافْعَلْ مَا تَشَا فَالْاِسْمُ عَالِيْ

اے میرے مرید سرشار عشق الٰہی ہو اور خوش رہ اور بے پرواہ ہو اور جو چاہے کر کیونکہ تیری نسبت میرے نام سے ہے جو بہت بلند ہے

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ ۱۹ عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

اے میرے مرید کسی سے مت ڈر اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اس نے مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے کہ جس سے میں اپنی مطلوبہ آرزوؤں کو پالیتا ہوں

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ ۲۰ وَشَاؤُسُ السَّعَادَۃِ قَدْ بَدَالِیْ

میرے نام کے ڈنکے آسمانوں اور زمین میں بج رہے ہیں اور نیک بختی کے نقیب میرے لیے ظاہر ہو رہے ہیں

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ ۲۱ وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَبْلِیْ قَدْ صَفَالِیْ

اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرے زیر فرمان ہیں اور پیدا ہونے سے قبل ہی میرا وقت اللہ تعالیٰ نے مصفیٰ کر دیا تھا

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا ۲۲ کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِیْ

میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو دیکھا تو سب مل کر رائی کے دانے کے برابر دکھائی دیئے

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَّہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ ۲۳ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں جو آسمان کمال کے بدر کامل ہیں

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا ۲۴ وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

میں علم سیکھتے سکھاتے قطب بن گیا اور یہ سعادت مجھے فضل الٰہی سے حاصل ہوئی ہے ،

فَمَنْ فِیْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ مِثْلِیْ ۲۵ وَمَنْ فِی الْعِلْمِ وَالتَّصْرِیْفِ حَالِیْ

پس اولیاء اللہ میں کون ہے جو میرے مثل ہے اور کون ہے جو علم اور تصرف میں میری ہمسری کرے

رِجَالِیْ فِیْ هَوَاجِرِهِمْ صِيَامٌ ۲۶ وَفِیْ ظُلَمِ اللَّيَالِیْ کَاللَّاٰلِ ،

میرے مرید موسم گرما میں روزے رکھتے ہیں اور راتوں کی تاریکی میں (نور عبادت) سے موتیوں کی طرح چمکتے ہیں

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ ۲۷ عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

اے میرے مرید کسی بدباطن مخالف سے نہ ڈر کیونکہ لڑائی میں میں نہایت ثابت قدم اور دشمن کو ہلاک کرنیوالا ہوں

أَنَا الْجِيْلِيُّ مُحْيِ الدِّيْنِ اِسْمِیْ ۲۸ وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَأْسِ الْجِبَالِ

میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا لقب ہے اور میری عظمت کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہراتے ہیں

أَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِیْ ۲۹ وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

میں امام حسن کی اولاد سے ہوں اور مخدع میرا مقام ہے اور میرے قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہیں ،

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ ۳۰ وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

اور عبدالقادر میرا مشہور نام ہے اور میرے نانا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سرچشمہ کمال ہیں ۔

دوسرا قصیدہ

نَظَرْتُ بِعَیْنِ الْفِکْرِ فِیْ حَانِ حَضْرَتِیْ ۱ حَبِیْبًا تَجَلّٰی لِلْقُلُوْبِ فَحَنَّتِ

میں نے دوست کو اپنے قربِ خاص کے وقت بچشمِ تفکر دیکھا وہ دلوں پر جلوہ گر ہوا تو دل اس کے مشتاق ہوگئے

سَقَانِیْ بِکَاْسٍ مِنْ مُدَامَۃِ حُبِّہٖ ۲ فَکَانَ مِنَ السَّاقِیْ خُمَارِیْ وَسُکْرَتِیْ

مجھے دوست نے اپنی شرابِ محبت کا جام پلایا پس میری مستی اور مدہوشی ساقی ہی کی طرف سے ہے

یُنَادِمُنِیْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ ۳ وَمَا زَالَ یَرْعَانِیْ بِعَیْنِ الْمَوَدَّۃِ

وہ ہر دن اور رات میں میرا ساتھی ہے اور ہمیشہ محبت کی نگاہ سے میری رعایت فرماتا ہے

ضَرِیْحِیْ بَیْتُ اللّٰہِ مَنْ جَاءَ زَارَہٗ ۴ یُھَرْوِلُ لَہٗ یَحْظٰی بِعِزٍّ وَّرِفْعَۃٍ

میری قبر شریف اللہ کا گھر ہے جو اس کی زیارت کو آئیگا اور سعی کرے گا عزت و بلندی سے بہرہ ور ہوگا

وَسِرِّیْ سِرُّ اللّٰہِ سَارٍ بِخَلْقِہٖ ۵ فَلُذْ بِجَنَابِیْ اِنْ اَرَدْتَ مَوَدَّتِیْ

میرا باطن اللہ کا بھید ہے اس کی مخلوق میں سرایت کیے ہوئے ہے تو میری بارگاہ میں پناہ لے اگر میری دوستی چاہتا ہے

وَاَمْرِیْ اَمْرُ اللّٰہِ اِنْ قُلْتُ کُنْ یَّکُنْ ۶ وَکُلٌّ بِاَمْرِ اللّٰہِ فَاحْکُمْ بِقُدْرَتِیْ

اور میرا حکم اللہ کا حکم ہے اگر میں کہوں ہوجا تو ہوجاتا ہے اور میری یہ سب قدرت اللہ کے حکم سے ہے

وَاَصْبَحْتُ بِالْوَادِی الْمُقَدَّسِ جَالِسًا ۷ عَلٰی طُوْرِ سِیْنَا قَدْ سَمَوْتُ بِخِلْعَتِیْ

اور میں نے صبح کی وادیِ مقدس میں بیٹھے طورِ سینا پر اور میں اپنی پوشاک (مقام و مرتبہ) کے ساتھ اونچا ہوگیا

وَطَابَتْ لِیَ الْاَکْوَانُ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ ۸ فَصِرْتُ لَھَا اَھْلًا بِتَصْحِیْحِ نِیَّتِیْ

اور خوشگوار ہوگئے میرے لیے موجودات ہر پہلو سے پس میں اپنی صحت نیت کے سبب اس کے لیے اہل ہوگیا

فَلِیْ عَلَمٌ عَلٰی ذُرْوَۃِ الْمَجْدِ قَائِمٌ ۹ رَفِیْعُ الْبِنَا تَأْوِیْ لَہٗ کُلُّ اُمَّۃٍ

پس میرا جھنڈا قائم ہے بزرگی کی چوٹی پر اونچی بنیاد والا جس کی طرف ساری امت پناہ لیتی ہے

فَلَا عِلْمَ اِلَّا مِنْ بِحَارٍ وَرَدْتُّهَا ۱۰ وَلَا نَقْلَ اِلَّا مِنْ صَحِيْحِ رِوَايَتِيْ

پس کوئی علم نہیں سوائے ان علوم کے سمندروں کے جن پر میں وارد ہوا ہوں اور کوئی روایت نہیں جو میری صحیح روایت سے نہ ہو

عَلَى الدُّرَّةِ الْبَيْضَاءِ كَانَ اجْتِمَاعُنَا ۱۱ وَفِيْ قَابَ قَوْسَيْنِ اجْتِمَاعُ الْاَحِبَّةِ

سفید موتی (لوح محفوظ) کے سامنے ہمارا اجتماع تھا اور قاب قوسین (قرب خاص) میں دوستوں کا ملاپ

وَعَايَنْتُ اِسْرَافِيْلَ وَاللَّوْحَ وَالرِّضَا ۱۲ وَشَاهَدْتُ اَنْوَارَ الْجَلَالِ بِنَظْرَتِيْ

اور میں نے اسرافیل اور لوح محفوظ اور رضائے الٰہی کا معائنہ کیا اور اپنی نظر سے انوار جلال کا مشاہدہ کیا

وَشَاهَدْتُ مَا فَوْقَ السَّمٰوٰتِ كُلِّهَا ۱۳ كَذَا الْعَرْشُ وَالْكُرْسِيُّ فِيْ طَيِّ قَبْضَتِيْ

اور میں نے تمام آسمانوں کے اوپر کا مشاہدہ کیا، یونہی عرش اور کرسی میرے قبضے کی لپیٹ میں ہیں

وَكُلُّ بِلَادِ اللّٰهِ مُلْكِيْ حَقِيْقَةً ۱۴ وَاَقْطَابُهَا مِنْ تَحْتِ حُكْمِيْ وَطَاعَتِيْ

اور اللہ تعالٰی کے تمام شہر حقیقت میں میرے ملک ہیں اور اس کے تمام اقطاب میرے زیر فرمان و اطاعت ہیں

وُجُوْدِيْ سَرٰى فِيْ سِرِّ سِرِّ الْحَقِيْقَةِ ۱۵ وَمَرْتَبَتِيْ فَاقَتْ عَلٰى كُلِّ رُتْبَةِ

اور میرے وجود نے حقیقت کے بھید کی پوشیدگی میں سیر کی اور میرا مرتبہ ہر مرتبے سے اونچا ہو گیا،

وَذِكْرِيْ جَلَا الْاَبْصَارَ بَعْدَ غَشَائِهَا ۱۶ وَاَحْيَا فُؤَادَ الصَّبِّ بَعْدَ الْقَطِيْعَةِ

اور میرے ذکر نے اندھی آنکھوں کو روشن کر دیا اور عاشق کے دل کو زندہ کر دیا بعد انقطاع کے،

حَفِظْتُ جَمِيْعَ الْعِلْمِ صِرْتُ طِرَازَهُ ۱۷ عَلٰى خِلْعَةِ التَّشْرِيْفِ فِيْ حُسْنِ طَلْعَتِيْ

میں نے سارے علم حفظ کر لیے اور اس کا زیور بن گیا لباس شرافت میں حسن صورت میں

قَطَعْتُ جَمِيْعَ الْحُجُبِ لِلّٰهِ صَاعِدًا ۱۸ فَمَا زِلْتُ اَرْقٰى سَائِرًا فِي الْمَحَبَّةِ

میں نے ترقی کرتے ہوئے اللہ تعالٰی کے سب حجابات طے کر لیے پس میں ہمیشہ سب سے ترقی کرتا رہا

تجلى لي الساقي وقال الي قم ۱۹ فهذا شراب الوصل في حان حضرتي

میرے لیے ساقی نے جلوہ فرمایا اور کہا میری طرف کھڑے ہو جاؤ یہ لو شرابِ وصل میرے قربِ خاص کے وقت

تقدم ولا تخشى كشفنا حجابنا ۲۰ تملى هنيئا بالشراب ورؤيتي

آگے بڑھو اور مت ڈرو ہم نے اپنے حجاب اٹھا دیئے ہیں شرابِ وصل اور میرے دیدار سے خوشگوار نفع اٹھاؤ

شطحت بها شرقا وغربا وقبلة ۲۱ وبرا وبحرا من نفائس خمرتي

میں نے اپنی شرابِ وصل کے عمدہ حصے مشرق و مغرب آگے پیچھے بحر و بر میں پھیلا دیئے ہیں

ولاحت لي الاسرار من كل جانب ۲۲ وبانت لي الانوار من كل وجهتي

اور میرے لیے ہر طرف سے بھید ظاہر ہو گئے اور ہر جانب سے میرے لیے انوار ظاہر ہو گئے ،

وشاهدت معنى لو بدا كشف سره ۲۳ بصم الجبال الراسيات لدكت

میں نے ایسی حقیقت کا مشاہدہ کیا کہ اگر اس کے بھید کا کھلنا سخت مضبوط پہاڑوں پر ظاہر ہو تو ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

ومطلع شمس الافق ثم مغيبها ۲۴ واقطار ارض الله في حال خطوتي

اور آسمانی سورج کے طلوع کا مقام پھر اس کے غروب ہونے کی جگہ اور اللہ تعالیٰ کی زمین کے کونے میرے ایک قدم کے فاصلے اندر ہیں

اقلبها في راحتي ككورة ۲۵ اطوف بها جمعا على طول لمحتي

میں ان کو اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک کچاوے کی طرح الٹ پلٹ کرتا ہوں سب کو آنکھ جھپکنے کی دیر میں

انا قطب اقطاب الوجود حقيقة ۲۶ على سائر الاقطاب عزي وحرمتي

میں حقیقت میں اقطابِ کائنات کا قطب ہوں ، تمام اقطاب پر میری عزت و حرمت لازم ہے

توسل بنا في كل هول وشدة ۲۷ اغيثك في الاشياء طرا بهمتي

ہر خوف اور سختی میں ہمارا وسیلہ پکڑ، میں اپنی ہمت کے ساتھ تمام چیزوں میں تیری مدد کروں گا ،

انا لمريدي حافظ ما يخافه ۲۸ واحرسه من كل شر وفتنة

میں اپنے مرید کا نگہبان ہوں جس چیز سے وہ ڈرے اور میں ہر برائی اور فتنے سے اس کی حفاظت کرتا ہوں

مُرِيْدِىْ إِذَا مَا كَانَ شَرْقًا وَمَغْرِبًا ۲۹ أُغِثْهُ إِذَا مَا صَارَ فِيْ أَيِّ بَلْدَةٍ

میرا مرید جب مشرق و مغرب میں ہو میں اس کی مدد کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں ہو،

فَيَا مُنْشِدًا لِلنَّظْمِ قُلْهُ وَلَا تَخَفْ ۳۰ فَإِنَّكَ مَحْرُوْسٌ بِعَيْنِ الْعِنَايَةِ

پس اے اس قصیدے کے پڑھنے والے اسے پڑھ اور خوف نہ کر تو بلا شبہ بچشم عنایت محفوظ ہے،

فَكُنْ قَادِرِيَّ الْوَقْتِ لِلّٰهِ مُخْلِصًا ۳۱ تَعِيْشُ سَعِيْدًا صَادِقًا لِلْمَحَبَّةِ

پس تو وقت کا قادری ہو جا اللہ تعالیٰ کیلئے مخلص، زندگی گزارے گا سعادت مند اور محبت میں سچا ہو کر

وَجَدِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَعْنِىْ مُحَمَّدًا ۳۲ أَنَا عَبْدُ قَادِرٍ دَامَ عِزِّىْ وَرِفْعَتِىْ

اور میرے نانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں میری مراد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، میں

عبد القادر ہوں میری عزت و بلندی دائمی ہے

تیسرا قصیدہ

شَهِدْتُ بِاَنَّ اللّٰهَ وَالِي الْوِلَايَةِ ۱ وَقَدْ مَنَّ بِالتَّصْرِيْفِ فِي كُلِّ حَالَةِ

مَیں نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ والی ہے کل ولایت کا اور اس نے ہر حالت میں رد و بدل کا احسان فرمایا ہے

سَقَانِي رَبِّي مِنْ كُؤُسِ شَرَابِهٖ ۲ وَاَسْكَرَنِي حَقًّا فَهِمْتُ بِسَكْرَتِي

پھر رب نے مجھ کو اپنی شراب محبت کے پیالے پلائے اور درحقیقت اس نے مجھے مست کر دیا پس میں اپنی شراب معرفت سے مست ہو گیا

وَمَلَّكَنِي جَمْعَ الْجِنَانِ وَمَاحَوَتْ ۳ وَكُلُّ مُلُوْكِ الْعَالَمِيْنَ رَعِيَّتِي

اور مجھے اس نے تمام دلوں کا اور جن اسرار پر دل حاوی ہیں ان کا مالک بنایا اور جہانوں کے جملہ سلاطین میری رعیت ہیں

وَفِي حَانِنَا فَادْخُلْ تَرَى الْكَاسَ دَائِرًا ۴ وَمَا شَرِبَ الْعُشَّاقُ اِلَّا بَقِيَّتِي

اور ہماری شراب معرفت کی دکان میں داخل ہو تو پیالہ کو گھومتا دیکھے گا اور نہیں پیا عشاق نے مگر میرا بچا کھچا،

رُفِعْتُ عَلٰى مَنْ يَدَّعِي الْحُبَّ فِي الْوَرٰى ۵ فَقَرَّبَنِي الْمَوْلٰى وَفُزْتُ بِنَظْرَةِ

ہر مدعی محبت پر مخلوق میں مجھے اونچا کر دیا گیا، پھر دوست نے مجھے قریب کر لیا اور میں دیدار میں کامیاب ہو گیا

وَجَالَتْ خُيُوْلِي فِي الْاَرَاضِيْ جَمِيْعِهَا ۶ وَدُقَّتْ لِيَ الْكَاسَاتُ مِنْ كُلِّ وِجْهَةِ

اور میری سلطنت کے گھوڑے زمین کے سب علاقوں میں دوڑ گئے اور مجھ سے شراب محبت کی طلب میں ہر طرف سے پیالے کھٹکائے گئے

وَدُقَّتْ لِيَ الْكَاسَاتُ فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَا ۷ وَاَهْلُ السَّمَا وَالْاَرْضِ تَعْلَمُ سَطْوَتِي

اور مجھ سے طلب کیلئے زمین اور آسمانوں میں پیالے کھٹکائے گئے اور آسمانوں اور زمین والے میری شان جلالت کو جانتے ہیں

وَشَاؤُسُ مُلْكِي سَارَ شَرْقًا وَمَغْرِبًا ۸ وَصِرْتُ لِاَهْلِ الْكَرْبِ غَوْثًا وَرَحْمَةِ

اور میری حکومت کے نقیب مشرق و مغرب میں گھوم گئے اور میں دکھیوں کیلئے دستگیر اور رحمت والا ہو گیا

وَمَنْ كَانَ قَبْلِي يَدَّعِي فِيْكُمُ الْهَوٰى ۹ يُطَاوِلُنِيْ اِنْ كَانَ يَقْوٰى لِسَطْوَتِي

اور مجھ سے پہلے جو تم میں دعویٰ عشق کرتا تھا اگرچہ طاقتور تھا میرے دبدبے کے سبب ٹال مٹول کرتا ہے

شَرِبْتُ بِكَاسَاتِ الْغَرَامِ سُلَافَةً ۱۰ بِهَا انْعَشْتُ قَلْبِيْ وَجِسْمِيْ وَمُهْجَتِيْ

میں نے بہترین شراب معرفت محبت کے پیالوں سے پی ہے اور اسی کے ساتھ میں نے اپنے دل اور جسم و جان کو بلند کیا ہے

وَقَفْتُ بِبَابِ اللّٰهِ وَحْدِيْ مُوَحِّدًا ۱۱ وَنُوْدِيْتُ يَا جِيْلَانِيْ اُدْخُلْ لِحَضْرَتِيْ

میں تنہا اللہ تعالیٰ کو ایک جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور مجھے پکارا گیا اے جیلانی میری حضوری کیلئے داخل ہو

وَنُوْدِيْتُ يَا جِيْلَانِيْ اُدْخُلْ وَلَا تَخَفْ ۱۲ عُطِيْتُ اللِّوٰى مِنْ قَبْلِ اَهْلِ الْعِنَايَةِ

اور مجھے پکارا گیا اے جیلانی داخل ہو اور مت ڈرو میں اہلِ عنایت سے پہلے جھنڈا دیا گیا ہوں

ذِرَاعِيْ مِنْ فَوْقِ السَّمٰوٰتِ كُلِّهَا ۱۳ وَمِنْ تَحْتِ بَطْنِ الْحُوْتِ اَمْدَدْتُ رَاحَتِيْ

میری کلائی سب آسمانوں کے اوپر سے ہے اور میں نے اپنا ہاتھ (زمین کے نیچے کی) مچھلی کے پیٹ کے نیچے دراز کر رکھا ہے

وَاَعْلَمُ نَبَاتَ الْاَرْضِ كَمْ هُوَ نَابِتٌ ۱۴ وَاَعْلَمُ رَمْلَ الْاَرْضِ كَمْ هُوَ رَمْلَةٍ

اور میں زمین کے اگاؤ کو جانتا ہوں کہ وہ کتنا اگا ہوا ہے اور میں زمین کی ریت کو جانتا ہوں کہ وہ کتنے ذرے ہیں

وَاَعْلَمُ عِلْمَ اللّٰهِ اُحْصِيْ حُرُوْفَهٗ ۱۵ وَاَعْلَمُ مَوْجَ الْبَحْرِ كَمْ هُوَ مَوْجَةٍ

اور میں اللہ تعالیٰ کے علم کو جانتا ہوں مجھے اس کے حروف کا شمار ہے اور میں سمندر کی موجوں کو جانتا ہوں کہ وہ کتنی ہیں

وَلِيْ نَشْاَةٌ فِي الْحُبِّ مِنْ قَبْلِ آدَمٍ ۱۶ وَسِرِّيْ سَرٰى فِي الْكَوْنِ مِنْ قَبْلِ نَشْاَتِيْ

اور میری کونپل محبت میں آدم سے پہلے ہے اور میرا بھید جہان میں میری پیدائش سے پہلے پوشیدہ ہے

وَسِرِّيْ فِي الْعُلْيَا بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ ۱۷ فَكُنَّا بِسِرِّ اللّٰهِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ

اور میرا بھید بلندی میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ تھا۔ پس ہم اللہ کے بھید میں نبوت سے پہلے تھے ،

مَلَكْتُ بِلَادَ اللّٰهِ شَرْقًا وَمَغْرِبًا ۱۸ وَاِنْ شِئْتُ اَفْنَيْتُ الْاَنَامَ بِلَحْظَتِيْ

میں اللہ کے شہروں کے مشرق و مغرب کا مالک ہو گیا اور اگر میں چاہوں تو لوگوں کو اپنی آنکھ جھپکنے میں فنا کر دوں

وَقَالُوْا فَاَنْتَ الْقُطْبُ قُلْتُ مُشَاهِدًا ۱۹ وَاَتْلُوْ كِتَابَ اللّٰهِ فِيْ كُلِّ سَاعَةِ

اور انہوں نے کہا کہ آپ قطب ہیں میں نے مشاہدہ کرتے ہوئے کہا کہ میں ہر گھڑی اللہ کی کتاب پڑھتا ہوں

وَنَاظِرُ مَا فِي اللَّوْحِ مِنْ كُلِّ آيَةِ ۲۰ وَمَا قَدْ رَأَيْتُ مِنْ شُهُوْدٍ بِمُقْلَةِ

اور میں لوح محفوظ میں ہر نشانی دیکھنے والا ہوں اور جو میں نے اپنی آنکھ سے ظاہر دیکھا ہے

فَمَنْ كَانَ يَهْوَانَا يَجِيْئُ لِمَحَلِّنَا ۲۱ وَيَدْخُلُ حِمَى السَّادَاتِ يَلْقَى الْغَنِيْمَةِ

تو جو ہم سے محبت رکھتا ہے ہمارے پاس آجائے اور سادات کی چراگاہ میں داخل ہو جائے غنیمت پالیگا ،

وَقَالُوْا لِيْ يَا مُذْ تَرَكْتَ صَلَاتَكَ ۲۲ وَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنِّيْ اُصَلِّيْ بِمَكَّةِ

اور وہ بولے یہ تم نے اپنی نماز چھوڑ دی ہے اور انہوں نے جانا نہیں کہ میں تو نماز مکہ شریف میں پڑھتا ہوں ،

وَلَا جَامِعٌ اِلَّا وَلِيْ فِيْهِ مِنْبَرٌ ۲۳ وَلَا مِنْبَرٌ اِلَّا وَلِيْ فِيْهِ خُطْبَتِيْ

اور کوئی جامع مسجد نہیں مگر یہ کہ اس میں میرا منبر ہے اور کوئی منبر نہیں مگر یہ کہ اس میں میرا خطبہ ہے ۔

وَلَا عَالِمٌ اِلَّا بِعِلْمِيْ عَالِمٌ ۲۴ وَلَا سَالِكٌ اِلَّا بِفَرْضِيْ وَسُنَّتِيْ

اور کوئی عالم نہیں مگر میرے علم کے ساتھ عالم ہے اور کوئی سالک نہیں مگر میرے فرض و سنت کے ساتھ ،

وَلَوْلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بِالْعَهْدِ سَابِقًا ۲۵ لَاَغْلَقْتُ بُنْيَانَ الْجَحِيْمِ بِعَظْمَتِيْ

اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد سابق (بخشش امت کیلئے) نہ ہوتا تو میں ضرور اپنی عظمت کی وجہ سے عمارت جہنم کے دروازے بند کر دیتا

مُرِيْدِيْ لَكَ الْبُشْرٰى تَكُوْنُ عَلَى الْوَفَا ۲۶ اِذَا كُنْتَ فِيْ هَمٍّ اُغِثْكَ بِهِمَّتِيْ

اے میرے مرید تیرے لیے خوشخبری ہے تو وفادار رہ جبکہ جو غم میں ہوگا میں اپنی ہمت کے ساتھ تیری دستگیری کروں گا

مُرِيْدِيْ تَمَسَّكْ بِيْ وَكُنْ بِيْ وَاثِقًا ۲۷ لِاَحْمِيْكَ فِي الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ

اے میرے مرید میرے دامن کو مضبوطی سے تھام لے اور میرے ساتھ پختہ ارادت ہو تاکہ میں دنیا میں اور قیامت کے روز تیری حمایت کروں

اَنَا لِمُرِيْدِيْ حَافِظٌ مَا يَخَافُهُ ۲۸ وَاُنْجِيْهِ مِنْ شَرِّ الْاُمُوْرِ وَبَلْوَةِ

میں اپنے مرید کا محافظ ہوں جس چیز سے کہ وہ ڈرے اور میں معاملات کی برائی اور سختی سے لیے نجات لاتا ہوں

وَكُنْ يَا مُرِيدِي حَافِظًا لِعُهُودِنَا ۲۹ أَكُنْ حَاضِرَ الْمِيزَانِ يَوْمَ الْوَقِيعَةِ

اور اے میرے مرید تو ہمارے وعدوں کا محافظ ہو جا میں بروز قیامت میزان پر حاضر ہوں گا

أَنَا كُنْتُ فِي الْعَلْيَا بِنُورِ مُحَمَّدٍ ۳۰ وَفِي قَابِ قَوْسَيْنِ اجْتِمَاعُ الْأَحِبَّةِ

میں بلندیوں میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور قاب قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا

أَنَا كُنْتُ مَعَ نُوحٍ أُشَاهِدُ فِي الْوَرٰى ۳۱ بِحَارًا وَطُوفَانًا عَلٰى كَفِّ قُدْرَتِي

میں نوح علیہ السلام کے ساتھ تھا مشاہدہ کرتا تھا مخلوق میں دریاؤں اور طوفان کا اپنے دستِ قدرت پر

وَكُنْتُ مَعَ إِبْرَاهِيمَ مُلْقًى بِنَارِهِ ۳۲ وَمَا بَرَدَ النِّيرَانُ إِلَّا بِدَعْوَتِي

اور میں ابراہیم کے ساتھ تھا جبکہ وہ آگ میں ڈالے گئے اور آگ ٹھنڈی نہ ہوئی مگر میری دعا سے

أَنَا كُنْتُ مَعَ رَاعِي الذَّبِيحِ فِدَاءَهُ ۳۳ وَمَا نَزَلَ الْكَبْشَانِ إِلَّا بِفُتُوَّتِي

میں اسمٰعیل کے والد کے ساتھ تھا انکے فدیے کے وقت اور مینڈھا نازل نہ ہوا مگر میری ہی جوانمردی کے سبب

أَنَا كُنْتُ مَعَ يَعْقُوبَ فِي غَشْوِ عَيْنِهِ ۳۴ وَمَا بَرِئَتْ عَيْنَاهُ إِلَّا بِتَفْلَتِي

میں یعقوب کے ساتھ تھا جبکہ ان کی آنکھ بند ہو گئی اور نہیں لوٹ آئیں ان کی آنکھیں مگر میرے لعاب دہن سے

أَنَا كُنْتُ مَعَ إِدْرِيسَ لَمَّا ارْتَقَى الْعُلَا ۳۵ وَأَقْعَدْتُهُ الْفِرْدَوْسَ أَحْسَنَ جَنَّتِي

میں ادریس کے ساتھ تھا جبکہ وہ بلندی پر چڑھے اور میں نے ان کو اپنی بہترین جنت میں بٹھا دیا۔

أَنَا كُنْتُ مَعَ مُوسٰى مُنَاجَاةَ رَبِّهِ ۳۶ وَمُوسٰى عَصَاهُ مِنْ عَصَايَ اسْتَمَدَّتِ

میں موسیٰ کے ساتھ تھا جبکہ وہ اپنے رب سے مناجات کرتے تھے اور موسیٰ کا عصا لیے استمداد کے عصاؤں میں سے ایک عصا تھا

أَنَا كُنْتُ مَعَ أَيُّوبَ فِي زَمَنِ الْبَلَا ۳۷ وَمَا بَرِئَتْ بَلْوَاهُ إِلَّا بِدَعْوَتِي

میں ایوب کے ساتھ تھا جبکہ وہ آزمائش میں مبتلا تھے اور ان کی بلا دور نہ ہوئی مگر میری دعا سے۔

أنا كنتُ مع عيسى وفي المهد ناطقًا ۳۸ وأعطيتُ داؤدًا حلاوةَ نغمةٍ

میں عیسٰی کے ساتھ تھا جبکہ وہ جھولے میں بولتے تھے اور میں نے ہی داؤد کو نغمے کی مٹھاس عطا کی ،

أنا الذاكرُ المذكورُ ذكرًا لذاكرٍ ۳۹ أنا الشاكرُ المشكورُ شكرًا بنعمةٍ

میں مذکور کا ذاکر ہوں ذکر ہوں ذاکر کے لیے میں مشکور کا شاکر ہوں نعمت کا شکر ہوں

أنا العاشقُ المعشوقُ في كلِّ مضمرٍ ۴۰ أنا السامعُ المسموعُ في كلِّ نغمةٍ

میں عاشق ہر دل کے اندر معشوق ہوں میں سننے والا ہر نغمے کے اندر سنا گیا ہوں

أنا الواحدُ الفردُ الكبيرُ بذاتِهِ ۴۱ أنا الواصفُ الموصوفُ شيخُ الطريقةِ

میں اپنی ذات میں یگانہ اور فرد و کبیر ہوں میں صفت کرنے والا صفت کیا گیا شیخ طریقت ہوں

وما قلتُ هذا القولَ فخرًا وإنّما ۴۲ أتى الإذنُ حتّى يعرفون حقيقتي

اور میں نے یہ بات بطور فخر نہیں کہی بلکہ مجھے حکم آیا ہے یہاں تک کہ لوگ میری حقیقت کو پہچانیں

وما قلتُ حتّى قيل لي قل ولا تخف ۴۳ فأنت وليٌّ في مقامِ الولايةِ

اور میں نے نہیں کہا یہاں تک کہ مجھے کہا گیا کہ کہہ اور مت ڈر پس تو مقام ولایت میں میرا دوست ہے

وإن شحّت الميزانُ والله نالها ۴۴ بعيني عناياتي ولطفِ الحقيقةِ

اور اگر میزان جھکا ہوا ہے بخدا اسے پہنچی ہے میری عنایت کی نظر اور حقیقت کی مہربانی

حوائجُكم مقضيّةٌ غيرَ أنّني ۴۵ أريدُكمو تمشوا طريقَ الحقيقةِ

تمہاری حاجات پوری کی گئی ہیں سوائے اس کے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم حقیقت کی راہ چلو

نوصّيكمو كسرَ النفوسِ لأنّها ۴۶ مراتبُ عزٍّ عند أهلِ الطريقةِ

میں تم کو کسر نفسی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ اہل طریقت کے نزدیک کے مراتب ہیں ۔

ومن حدّثتهُ نفسُهُ بتكبّرٍ ۴۷ تجدهُ صغيرًا في العيونِ الأقلّةِ

اور جس کا نفس اس سے تکبر کے ساتھ بات کرے تو اس کو حقیر لوگوں کی نظروں میں ذلیل پائے گا

وَمَنْ كَانَ يَخْشَعُ فِي الصَّلٰوةِ تَوَاضُعًا ۴۸ مَعَ اللهِ عَزَّتْهُ جَمِيعُ الْبَرِيَّةِ

اور جو عاجزی کرے نماز میں اللہ کے ساتھ تواضع کرتے ہوئے سب مخلوق اس کی عزت کرتی ہے۔

فَجَدِّي رَسُولُ اللهِ طٰهٰ مُحَمَّدٌ

تو میرے نانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طٰہٰ محمد ہیں

أَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ شَيْخُ كُلِّ طَرِيقَةٍ

میں عبد القادر ہر طریقت کا شیخ ہوں،

۴۹

چوتھا قصیدہ

وہ عظیم الشان قصیدہ جس میں اللہ تعالےٰ کے ننانوے ناموں کے ساتھ استغاثہ کیا گیا ہے

شَرَعْتُ بِتَوْحِيْدِ الْإِلٰهِ مُبَسْمِلًا ۱ سَاَخْتِمُ بِالذِّكْرِ الْحَمِيْدِ مُجَمِّلًا

آغاز کیا میں نے توحید الٰہی کے ساتھ بسم اللہ پڑھ کر عنقریب اختتام کروں گا تعریف والے ذکر کے ساتھ خوبصورتی سے

وَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ ۲ تَنَزَّهَ عَنْ حَصْرِ الْعُقُوْلِ تَكَمُّلًا

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پروردگار نہیں عقلوں کے احاطے سے وہ مکمل طور پر پاک ہے

وَاَرْسَلَ فِيْنَا اَحْمَدَ الْحَقِّ قَيِّدًا ۳ نَبِيًّا بِهٖ قَامَ الْوُجُوْدُ قَدْ خَلَا

اور بھیجا ہم میں احمد مجتبےٰ کو حق کے ساتھ مرتبہ نبوت عطا کرکے جن کے سبب وجود کائنات قائم ہے اور وہ تشریف لے گئے

فَعَلَّمَنَا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ مُؤَيِّدٍ ۴ وَاَظْهَرَ فِيْنَا الْحِلْمَ وَالْعِلْمَ وَالْوَلَا

پس ہمیں ہر بھلائی سکھلائی جو تائید کی ہوئی ہے اور ہم میں بردباری، علم اور محبت کو ظاہر فرمایا

فَيَا طَالِبًا عِزًّا وَكَنْزًا وَرِفْعَةً ۵ مِنَ اللّٰهِ فَادْعُوْهُ بِاَسْمَائِهِ الْعُلَا

پس اللہ سے عزت، خزانے اور بلندی کے طالب اس کے بلند ناموں کے وسیلے سے دعا کر

فَقُلْ بِانْكِسَارٍ بَعْدَ طُهْرٍ وَقُرْبَةٍ ۶ فَاَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ نَصْرًا مُعَجَّلًا

پس تو کہہ عاجزی کے ساتھ پاکیزگی اور عبادت کے بعد کہ اے اللہ میں تجھ سے جلد مدد کا سوال کرتا ہوں

بِحَقِّكَ يَا رَحْمٰنُ بِالرَّحْمَةِ الَّتِيْ ۷ اَحَاطَتْ فَكُنْ لِيْ يَا رَحِيْمُ مُجَمِّلًا

بوسیلہ اپنے حق کے اے رحمٰن اس رحمت کے ساتھ جو احاطہ کیے ہوئے ہے اے رحیم مجھے اچھا کر دے

وَيَا مَلِكُ قُدُّوْسُ قَدِّسْ سَرِيْرَتِيْ ۸ وَسَلِّمْ وُجُوْدِيْ يَا سَلَامُ مِنَ الْبَلَا

اور اے بادشاہ نہایت پاک میرے باطن کو پاک کر دے اور اے سلامتی دینے والے میرے وجود کو بلاؤں سے سلامت رکھ

وَيَا مُؤْمِنُ هَبْ لِيْ اَمَانًا مُحَقَّقًا ۹ وَسِتْرًا جَمِيْلًا يَا مُهَيْمِنُ مُسْبِلًا

اور اے امان دینے والے مجھے سچی امان عطا فرما اور اچھا دراز پردہ اے نگہبان

عَزِيْزُ اَزِلْ عَنْ نَفْسِيَ الذُّلَّ وَالْجِنِيْ ۱۰ بِعِزِّكَ يَا جَبَّارُ مِنْ كُلِّ مُعْضِلَا

اے عزت والے میری ذات سے ذلت کو زائل کر دے اور اے عظمت والے بوسیلہ اپنی عزت کے ہر مشکل میں میری حمایت کر

وَضَعْ جُمْلَةَ الْاَعْدَاءِ يَا مُتَكَبِّرُ ۱۱ وَيَا خَالِقُ خُذْ لِيْ عَنِ الشَّرِّ مَعْزِلَا

اے بڑائی والے میرے تمام دشمنوں کو نیچا دکھا اور اے خالق مجھے ہر شر سے بچا،

وَيَا بَارِئَ النَّعْمَاءِ زِدْ فَيْضَ نِعْمَةٍ ۱۲ اَفَضْتَ عَلَيْنَا يَا مُصَوِّرُ اَوَّلَا

اے نعمتوں کے پیدا کرنے والے نعمتوں کا فیض زیادہ کر اے صورت بنانیوالے ہم پر پہلے اضافہ فرما

رَجَوْتُكَ يَا غَفَّارُ فَاقْبَلْ لِتَوْبَتِيْ ۱۳ بِقَهْرِكَ يَا قَهَّارُ شَيْطَانِيَ اخْذُلَا

اے مغفرت فرمانیوالے میں نے تجھ سے امید رکھی پس میری توبہ قبول فرما اور اے غلبے والے اپنے قہر سے میرے شیطان کو ذلیل کر

بِحَقِّكَ يَا وَهَّابُ عِلْمًا وَحِكْمَةً ۱۴ وَلِلرِّزْقِ يَا رَزَّاقُ كُنْ لِيْ مُسَهِّلَا

اے دینے والے بوسیلہ اپنے حق کے علم وحکمت عطا فرما اور اے روزی دینے والے میرے لیے روزی آسان فرما

وَبِالْفَتْحِ يَا فَتَّاحُ نَوِّرْ بَصِيْرَتِيْ ۱۵ وَبِالْعِلْمِ نِلْنِيْ يَا عَلِيْمُ تَفَضُّلَا

اے کھولنے والے کاموں کے فتح کے ساتھ میری بصیرت کو روشن کر اور اے علم والے مجھے اپنے فضل سے علم عطا کر

وَيَا قَابِضُ اقْبِضْ قَلْبَ كُلِّ مُعَانِدٍ ۱۶ وَيَا بَاسِطُ ابْسُطْنِيْ بِاَسْرَارِكَ الْعُلَا

اور اے بند کرنیوالے ہر دشمن کے دل کو بند کر دے اور اے کھولنے والے اپنے بلند بھیدوں کے ساتھ میرے سینے کو کھول دے

وَيَا خَافِضُ اخْفِضْ قَدْرَ كُلِّ مُنَافِقٍ ۱۷ وَيَا رَافِعُ ارْفَعْنِيْ بِرُوْحِكَ اَثْقَلَا

اور اے پست کرنیوالے ہر منافق کی قدر پست کر دے اور اے بلند کرنیوالے اپنی بھاری روح کے ساتھ مجھے بلند کر دے

سَاَلْتُكَ عِزًّا يَا مُعِزُّ لِاَهْلِهٖ ۱۸ مُذِلُّ فَذِلَّ الظَّالِمِيْنَ مُنَكِّلَا

اے عزت دینے والے اپنوں کو میں تجھ سے عزت کا طالب ہوں — اے ذلت دینے والے ظالموں کو عبرتناک طور پر ذلیل کر

فَعِلْمُكَ كَافٍ يَا سَمِيعُ فَكُنْ إِذَا ۱۹ بَصِيرًا بِحَالِي مُصْلِحًا مُتَقَبِّلَا

اے سننے والے تیرا علم کافی ہے جب تو میرے حال کا دیکھنے والا ہے پس ہو جا اس کو قبول کرنے والا اسنوارنے والا

فَيَا حَكَمُ عَدْلٌ لَطِيفٌ بِخَلْقِهِ ۲۰ خَبِيرٌ بِمَا يَخْفٰى وَمَا هُوَ مُجْتَلَا

پس اے فیصلہ کرنیوالے انصاف کرنیوالے اپنی مخلوق پر مہربان خبر رکھنے والا ہر پوشیدہ اور ظاہر کی ،

فَحِلْمُكَ قَصْدِي يَا حَلِيمُ وَعُمْدَتِي ۲۱ وَأَنْتَ عَظِيمٌ عِظَمُ جُودِكَ قَدْ عَلَا

اے بردبار پس تیری بردباری میرا قصد و ارادہ ہے اور تو عظیم ہے تیری جود و عطا کی عظمت بلند ہو گئی

غَفُورٌ وَسَتَّارٌ عَلٰى كُلِّ مُذْنِبٍ ۲۲ شَكُورٌ عَلٰى أَحْبَابِهِ وَمُوَصِّلَا

بخشنے والا پردہ پوش ہر گنہگار کا صلہ دینے والا اپنے دوستوں کا اور ملانے والا ،

عَلِيٌّ وَقَدْ أَعْلٰى مَقَامَ حَبِيبِهِ ۲۳ كَبِيرٌ كَثِيرُ الْخَيْرِ وَالْجُودِ مُجْزِلَا

بلند ہے اور اپنے حبیب کا مقام بلند کر دیا بڑا ہے بہت ہی خیر و بخشش والا بہت دینے والا ہے

حَفِيظٌ فَلَا شَيْءٌ يَفُوتُ لِعِلْمِهٖ ۲۴ مُقِيتٌ نَقِيبٌ لِلْخَلْقِ أَعْلٰى وَأَسْفَلَا

حفاظت فرمانیوالا ہے پس کوئی شے اس کے علم سے باہر نہیں قوت دینے والا نگہبان ہے بلند و پست مخلوق کا

فَحُكْمُكَ حَسْبِي يَا حَسِيبُ تَوَلَّنِي ۲۵ وَأَنْتَ جَلِيلٌ كُنْ لِغَمِّي مُنَكِّلَا

اے کفایت کرنیوالے پس تیرا فیصلہ میرے لیے کافی ہے میری مدد فرما اور بزرگ ہے ہو جا میرے غم کا مٹانے والا

إِلٰهِي كَرِيمٌ أَنْتَ فَأَكْرِمْ مَوَاهِبِي ۲۶ وَكُنْ لِعَدُوِّي يَا رَقِيبُ مُجَنْدِلَا

الٰہی تو کریم ہے پس مجھے عطیات بخش — اور اے نگہبان میرے دشمن کو پچھاڑنے والا ہو جا

دَعَوْتُكَ يَا مَوْلٰى مُجِيبًا لِمَنْ دَعَا ۲۷ قَدِيمَ الْعَطَايَا وَاسِعَ الْجُودِ فِي الْمَلَا

اے مالک قبول کرنیوالے جو کوئی پکارے میں نے تجھے پکارا ہے اے قدیم عطاؤں والے کھلی بخشش والے عطاؤں میں ،

اِلٰهِیْ حَکِیْمٌ اَنْتَ فَاحْکُمْ مَشَاهِدِیْ ۲۸ فُؤَادُكَ عِنْدِیْ یَا وَدُوْدُ تَنَزَّلَا

الٰہی تو حکمت والا ہے میری حاضری کی جگہوں کا فیصلہ فرما اے دوست تیری محبت میرے پاس نازل ہو گئی

مَجِیْدٌ فَهَبْ لِیَ الْمَجْدَ وَالسَّعْدَ وَالْوِلَا ۲۹ وَیَا بَاعِثُ ابْعَثْ نَصْرَ جَیْشِیْ مُهَرْوِلَا

بزرگی والے پس مجھے بزرگی و سعادت اور محبت عطا فرما اور اے بھیجنے والے میرے بھاگتے لشکر کی مدد بھیج،

شَهِیْدٌ عَلَی الْاَشْیَاءِ طَیِّبْ مَشَاهِدِیْ ۳۰ وَحَقِّقْ لِیْ حَقَّ الْمَوَارِدِ مَنْهَلَا

تو چیزوں پر گواہ ہے میرے حاضر ہونے کی جگہوں کو پاک کر دے اور میرے لیے پینے کے گھاٹوں کا حق ثابت کر دے

اِلٰهِیْ وَكِیْلٌ اَنْتَ فَاقْضِ حَوَائِجِیْ ۳۱ وَیَكْفِیْ اِذَا كَانَ الْقَوِیُّ مُوَكَّلَا

الٰہی تو کارساز ہے پس میری حاجات کو پوری فرما اور وکیل جب قوی ہو تو کافی ہوتا ہے،

مَتِیْنٌ فَمَتِّنْ ضُعْفَ حَوْلِیْ وَقُوَّتِیْ ۳۲ اَغِثْ یَا وَلِیْ عَبْدًا دَعَاكَ تَبَتُّلَا

مضبوط میری طاقت و قوت کے ضعف کو مضبوط کر دے اے دوست اپنے بندے کی مدد فرما اس نے تجھے پکارا ہے دنیا سے منقطع ہو کر

حَمِدْتُكَ یَا مَوْلٰی حَمِیْدًا مُوَحِّدًا ۳۳ وَمُحْصِیْ زَلَّاتِ الْوَرٰی وَمُعَدِّلَا

اے مالک سراہے ہوئے وحدانیت کا معتقد ہوتے ہوئے تیری تعریف کرتا ہوں اور مخلوق کی لغزشوں کو گھیرنے والے درست کرنے والے

اِلٰهِیْ مُبْدِیَ الْفَتْحِ لِیْ اَنْتَ وَالْهُدٰی ۳۴ مُعِیْدٌ لِمَا فِی الْكَوْنِ اِنْ بَادَ اَوْ خَلَا

الٰہی میرے لیے فتح اور ہدایت کے ظاہر فرمانے والے کائنات کی ہر موجود اور گزری چیز کے دوبارہ پیدا کرنے والے

سَاَلْتُكَ یَا مُحْیِیْ حَیَاةً هَنِیْئَةً ۳۵ اَمِتْ یَا مُمِیْتُ اَعْدَاءَ دِیْنِیْ مُعَجِّلَا

اے زندگی دینے والے میں تجھ سے خوشگوار زندگی مانگتا ہوں اے موت دینے والے میرے دینی دشمنوں کو جلد موت دے

یَا حَیُّ اَحْیِ مَیْتَ قَلْبِیْ بِذِكْرِكَ ۳۶ الْقَدِیْمِ فَكُنْ قَیُّوْمَ سِرِّیْ مُوَصِّلَا

اے زندہ میرے مردہ دل کو اپنے ذکر قدیم سے زندہ کر دے پس میرے بھید کو قائم کرنے والا ملانے والا ہو جا

وَیَا وَاجِدَ الْاَنْوَارِ اَوْجِدْ مَسَرَّتِیْ ۳۷ وَیَا مَاجِدَ الْاَنْوَازِ كُنْ لِیْ مُعَوَّلَا

اے انوار کے موجود کرنے والے میری خوشی کو موجود کر اور اے انوار کی بزرگی والے میرا مددگار ہوجا ،

وَيَا وَاحِدًا مَا ثَمَّ إِلَّا وُجُوْدُهٗ ۳۸ وَيَا صَمَدًا قَامَ الْوُجُوْدُ بِهٖ عَلَا

اور اے یکتا جس کے سوا یہاں کوئی موجود نہیں اور اے بے نیاز جس سے تمام موجودات کو قیام ہے وہ بلند ہے

وَيَا قَادِرًا ذَا الْبَطْشِ أَهْلِكْ عَدُوَّنَا ۳۹ وَمُقْتَدِرًا قَدِّرْ لِحُسَّادِنَا الْبَلَا

اور اے توانا گرفت فرمانیوالے ہمارے دشمن کو ہلاک کردے اور اے قدرت والے ہمارے حاسدوں کیلئے بلا مقدر کردے

وَقَدِّمْ لِسِرِّيْ يَا مُقَدِّمُ عَافِنِيْ ۴۰ مِنَ الضُّرِّ فَضْلًا يَا مُؤَخِّرُ ذَا الْعُلَا

اے آگے کرنے والے میرے بھید کو بڑھادے اور اے پیچھے کرنے والے بلندی والے اپنے فضل سے مجھے تکلیف سے بچا

وَأَسْبِقْ لَنَا الْخَيْرَاتِ أَوَّلُ أَوَّلَا ۴۱ وَيَا آخِرُ اخْتِمْ لِيْ أَمُوْتُ مُهَلِّلَا

اور اے اول پہلے ہماری نیکیوں کو سبقت دے اور اے آخر میرا خاتمہ کر کہ میں مروں تہلیل کرتے ہوئے۔

وَيَا ظَاهِرًا أَظْهِرْ لِيْ مَعَارِفَكَ الَّتِيْ ۴۲ بِبَاطِنِ غَيْبِ الْغَيْبِ يَا بَاطِنًا وَلَا

اور اے ظاہر اپنی معرفت کے مقامات ظاہر کر جو غیب الغیب کے باطن میں ہیں اور اے پوشیدہ دوستی والے

وَيَا وَالِيْ أَوْلِ أَمْرَنَا كُلَّ نَاصِحٍ ۴۳ وَيَا مُتَعَالِ ارْشُدْ وَأَصْلِحْ لَهُ الْوَلَا

اے کام بنانے والے ہر نصیحت کرنیوالے ہمارا کام بنادے اور اے بلند و برتر اس کیلئے دوستی سیدھی و درست کردے

وَيَا بَرُّ يَا رَبَّ الْبَرَايَا وَمُوْهِبَ ۴۴ الْعَطَايَا وَيَا تَوَّابُ تُبْ وَتَقَبَّلَا

اور اے نیک کار اے پروردگار مخلوق کے اور عطائیں بخشنے والے اور اے توبہ قبول کرنیوالے رجوع فرما اور قبول کر

وَمُنْتَقِمُ مِنْ ظَالِمِيْ نُفُوْسِهِمْ ۴۵ كَذَاكَ عَفُوٌّ أَنْتَ فَاعْطِفْ تَفَضُّلَا

اور انتقام لینے والے میرے ظالموں کی جانوں سے تو اسی طرح معاف فرمانیوالا ہے پس اپنے فضل سے مجھے معاف فرما

عَطُوْفٌ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ وَمُسْعِفٌ ۴۶ لِمَنْ قَدْ دَعَا يَا مَالِكَ الْمُلْكِ مَعْقِلَا

بندوں کے ساتھ شفیق مہربان اور پورا کرنیوالا اس کے لیے جس نے پکارا اے ملک کے مالک جائے پناہ

فَأَلْبِسْ لَنَا يَا ذَا الْجَلَالِ جَلَالَةً ۴۷ فَجُودُكَ وَالْإِكْرَامُ مَا زَالَ مُهْطِلَا

اے بزرگی والے ہمیں بزرگی کا لباس پہنا پس تیرا کرم موسلا دھار بارش کی طرح برسنے والا ہے ،

وَيَا مُقْسِطُ ثَبِّتْ عَلَى الْحَقِّ مُهْجَتِي ۴۸ وَيَا جَامِعُ اجْمَعْ لِيَ الْكَمَالَاتِ فِي الْمَلَا

اور اے انصاف کرنیوالے میری جان کو حق پر ثابت رکھ اور اے جمع فرمانیوالے میرے لیے اعلانیہ کمالات کو جمع فرما

إِلٰهِي غَنِيٌّ أَنْتَ فَاذْهَبْ لِفَاقَتِي ۴۹ وَمُغْنٍ فَاغْنِ فَقْرَ نَفْسِي لِمَا خَلَا

الٰہی تو بے پرواہ ہے میرے افلاس کو دور کردے اور تو بے پرواہ کرنیوالا ہے میرے نفس کو ہر خواہش کی احتیاج سے بے پرواہ کردے

وَيَا مَانِعُ امْنَعْنِي مِنَ الذَّنْبِ فَاشْفِنِي ۵۰ عَنِ السُّوْءِ مِمَّا قَدْ جَنَيْتُ تَعَمُّلَا

اور اے روکنے والے مجھے ہر گناہ سے روک لے پھر مجھے بچا برائی سے جو میں نے عمداً کی ہے ۔

وَيَا ضَارُّ كُنْ لِلْحَاسِدِيْنَ مُوَبِّخاً ۵۱ وَيَا نَافِعُ انْفَعْنِي بِرُوْحٍ مُحَصِّلَا

اور اے نقصان پہنچانیوالے حسد کرنیوالوں کا زجر و توبیخ کرنیوالا ہو اور اے نفع پہنچانیوالے تائید کی ہوئی روح کیساتھ مجھے نفع پہنچا

وَيَا نُوْرُ أَنْتَ النُّوْرُ فِي كُلِّ مَا بَدَا ۵۲ وَيَا هَادِ كُنْ لِلنُّوْرِ فِي الْقَلْبِ مُشْعِلَا

اور اے نور تمام موجودات میں تیرا ہی نور ہے اور اے ہدایت دینے والے ہو جا نورِ قلب کا چمکانے والا

بَدِيْعَ الْبَرَايَا أَرْجُوْا مِنْ فَيْضِ لُطْفِهٖ ۵۳ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْتَ بَاقٍ لَهُ الْوِلَا

انوکھا پیدا کرنیوالا مخلوق کا میں اس کے فیضِ لطف سے امید رکھتا ہوں اور تیرے سوا کوئی باقی نہیں اسی کیلئے ہے دوستی

وَيَا وَارِثُ اجْعَلْنِي لِعِلْمِكَ وَارِثًا ۵۴ وَرُشْدًا أَنِلْنِي يَا رَشِيْدُ تَجَمُّلَا

اور اے وارث مجھے اپنے علم کا وارث بنا اور اے راست تدبیر والے مجھے اچھی شان شوکت عطا فرما ،

صَبُوْرٌ وَسَتَّارٌ فَوَفِّقْ عَزِيْمَتِي ۵۵ عَلَى الصَّبْرِ وَاجْعَلْ لِي اخْتِيَارًا مُزَمِّلَا

تو تحمل والا اور پردہ پوش ہے پس توفیق دے میرے عزم کو صبر کی اور مجھے اختیار دے کھولنے اور بند کرنیوالا

بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى دَعَوْتُكَ سَيِّدِي ۵۶ وَآيَاتِكَ الْعُظْمٰى ابْتَهَلْتُ تَوَسُّلَا

میرے مالک میں نے تیرے پیارے ناموں کے ساتھ تجھ کو پکارا ہے اور میں نے تیری بہت بڑی نشانیوں کا وسیلہ پکڑا ہے

فَاَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ رَبِّیْ بِفَضْلِهَا ٥٧ فَهَبْ لَنَا مِنْكَ الْكَمَالَ مُكَمَّلَا

پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ میرے رب ان کی فضیلت سے اپنی طرف سے ہمیں مکمل کمال عطا فرما ،

وَقَابِلْ رَجَائِیْ بِالرِّضَا عَنْكَ وَاکْفِنِیْ ٥٨ صُرُوْفَ زَمَانٍ صِرْتُ فِیْهِ مُحَوَّلَا

اور میری امید کے مقابل اپنی رضا کو لا اور میری زمانے کے حوادث سے کفایت کر کہ میں ان میں گھرا ہوا ہوں

اَغِثْ وَاشْفِنِیْ مِنْ دَاءِ نَفْسِیْ وَاهْدِنِیْ ٥٩ اِلَی الْخَیْرِ وَاَصْلِحْ مَا بِعَقْلِیْ تَخَلَّلَا

میری مدد فرما اور مجھے میرے نفس کی بیماری سے شفا دے اور مجھے نیکی کی راہ دکھا اور میری عقل میں جو خلل پڑ گیا ہے اس کی اصلاح کر

اِلٰهِیْ فَارْحَمْ وَالِدَیَّ وَاِخْوَتِیْ ٦٠ وَمَنْ هٰذِهِ الْاَسْمَاءَ یَدْعُوْا مُرَتِّلَا

الٰہی رحم فرما میرے والدین اور بھائیوں اور اس پر جو ان ناموں کو عمدہ طریقے سے پڑھ کر دعا کرتے ،

اَنَا قَادِرِیُّ الْحَسَنِیُّ عَبْدُ الْقَادِرِ ٦١ دُعِیْتُ بِمُحْیِ الدِّیْنِ فِیْ دَوْحَةِ الْعُلَا

میں قادری حسنی عبدالقادر ہوں اور میں شجرہ عالیہ میں محی الدین کے لقب سے پکارا جاتا ہوں۔

وَصَلِّ عَلٰی جَدِّیْ الْحَبِیْبِ مُحَمَّدٍ ٦٢ بِاَحْلٰی سَلَامٍ فِی الْوُجُوْدِ وَاَکْمَلَا

اور رحمت نازل فرما میرے پیارے نانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کائنات میں شیریں ترین اور کامل ترین سلام کے ساتھ

مَعَ الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ جَمْعًا مُؤَیَّدًا ٦٣ وَبَعْدُ فَحَمْدُ اللّٰهِ خَتْمًا وَّاَوَّلَا

اور آپ کے آل و اصحاب پر جو تائید شدہ جماعت ہے اور پھر تعریف اللہ کے لیے ہے انتہا و ابتدا میں ،

پانچواں قصیدہ

عَلَى الْاَوْلِيَا اَلْقَيْتُ سِرِّيْ وَبُرْهَانِيْ ۱ فَهَامُوْا بِهٖ مِنْ سِرِّ سِرِّيْ وَاِعْلَانِيْ

اولیاء پر میں نے اپنے بھید اور برہان کو ڈالا تو وہ میرے خاص بھید اور اعلان سے حیران ہو گئے

فَاَسْكَرَهُمْ كَاْسِيْ فَبَاتُوْا بِخَمْرَتِيْ ۲ سُكَارٰى حَيَارٰى مِنْ شُهُوْدِيْ وَعِرْفَانِيْ

پس میرے پیالے نے ان کو مست کر دیا تو وہ میری شراب معرفت کی وجہ سے میرے مشاہدے اور عرفان بمست اور حیران رہ گئے

اَنَا كُنْتُ قَبْلَ الْقَبْلِ قُطْبًا مُسَجَّلًا ۳ وَطَافَتْ بِيَ الْاَمْلَاكُ وَالرَّبُّ سَمَّانِيْ

میں پہلے سے بھی پہلے قطب معظم تھا اور میرے سامنے ملکتیں گھومیں اور میرا نام میرے رب نے رکھا

خَرَقْتُ جَمِيْعَ الْحُجْبِ حِيْنَ وَصَلْتُ فِيْ ۴ مَكَانٍ بِهٖ قَدْ كَانَ جَدِّيْ لَهٗ دَانِيْ

میں نے تمام حجابات طے کر لیے تو اس جگہ پہنچا جہاں میرے نانا صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب ہوئے تھے

وَقَدْ كَشَفَ الْاَسْرَارَ عَنْ نُوْرِ وَجْهِهٖ ۵ وَمِنْ خَمْرَةِ التَّوْحِيْدِ بِالْكَاْسِ اَسْقَانِيْ

اور تحقیق اپنے چہرہ اقدس کے نور سے بھید کھول دیتے اور مجھ کو شراب توحید پیالے سے پلائی ،

اَنَا الدُّرَّةُ الْبَيْضَا اَنَا سِدْرَةُ الرِّضَا ۶ تَجَلَّتْ لِيَ الْاَنْوَارُ وَاللّٰهُ اَعْطَانِيْ

میں سفید موتی (لوح محفوظ) ہوں میں خوشنودی کا سدرہ ہوں میرے لیے انوار چمکے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عطا فرمائے

وَصَلْتُ اِلَى الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ بِحَضْرَةٍ ۷ فَنَادَمَنِيْ رَبِّيْ حَقِيْقًا وَنَاجَانِيْ

میں عرش مجید تک حضوری میں پہنچ گیا۔ اہلیت کی وجہ سے میرے رب نے مجھ سے ہمنشینی اور سرگوشی فرمائی

نَظَرْتُ لِعَرْشِ اللّٰهِ وَاللَّوْحِ نَظْرَةً ۸ فَلَاحَتْ لِيَ الْاَمْلَاكُ وَالرَّبُّ سَمَّانِيْ

میں نے ایک نظر عرش الٰہی اور لوح محفوظ پر ڈالی تو میرے لیے ملکتیں ظاہر ہوئیں اور میرا نام میرے رب نے رکھا

وَتَوَّجَنِيْ تَاجَ الْوِصَالِ بِنَظْرَةٍ ۹ وَمِنْ خِلَعِ التَّشْرِيْفِ وَالْقُرْبِ اَكْسَانِيْ

اور اس نے بریک نظر مجھے وصال کا تاج پہنایا اور مجھے بزرگی اور قرب کا لباس پہنایا ،

فَلَوْ اَنِّیْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ بِدَجْلَۃٍ ۱۰ لَغَارَتْ وَغِیْضَ الْمَاءُ مِنْ سِرِّ بُرْھَانِیْ

پس اگر میں اپنا بھید دریائے دجلہ پر ڈالوں تو میرے برہان کے بھید سے پانی ضرور دھنس جائے اور نیچے اتر جائے

وَلَوْ اَنِّیْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ عَلٰی لَظٰی ۱۱ لَاُخْمِدَتِ النِّیْرَانُ مِنْ عُظْمِ سُلْطَانِیْ

اور اگر میں اپنا بھید بھڑکتی ہوئی آگ پر ڈالوں تو میری عظمت سلطانی کی وجہ سے بجھ جائے ،

وَلَوْ اَنِّیْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ بِمَیِّتٍ ۱۲ لَقَامَ بِاِذْنِ اللّٰہِ حَیًّا وَّنَادَانِیْ

اور اگر میں اپنا بھید مردے پر ڈالوں تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو اٹھے اور مجھے پکارے ،

وَقَفْتُ عَلَی الْاِنْجِیْلِ حَتّٰی شَرَحْتُہٗ ۱۳ وَفَسَّرْتُ تَوْرَاۃً وَّاَسْطُرَ عِبْرَانِیْ

میں انجیل پر واقف ہوا یہاں تک کہ اس کی شرح کر دی اور میں نے توراۃ کی تفسیر کی اور میں عبرانی لکھ لیتا ہوں

کَذَا السَّبْعَۃَ الْاَلْوَاحَ جَمْعًا فَہِمْتُہَا ۱۴ وَبَیَّنْتُ اٰیَاتِ الزَّبُوْرِ وَقُرْاٰنٍ

یونہی سات الواح سب کو میں نے سمجھ لیا ہے اور زبور و قرآن کی آیات کو میں نے بیان کیا ،

وَفَکَّیْتُ رَمْزًا کَانَ عِیْسٰی یَحُلُّہٗ ۱۵ بِہٖ کَانَ یُحْیِ الْمَوْتَ وَالرَّمْزُ سُرْیَانِیْ

اور میں نے وہ رمز کھولی جسے عیسیٰ کھولتے تھے اور جس کے ساتھ وہ مردے زندہ کرتے تھے اور وہ رمز سریانی ہے

وَغُصْتُ بِحَارَ الْعِلْمِ مِنْ قَبْلِ نَشْأَتِیْ ۱۶ اَخِیْ وَرَفِیْقِیْ کَانَ مُوْسٰی بْنُ عِمْرَانِ

اور میں نے اپنی ولادت سے پہلے علم کے دریاؤں میں غوطے لگائے موسیٰ بن عمران میرے بھائی اور ساتھی تھے

فَمَنْ فِیْ رِجَالِ اللّٰہِ کَانَ مَکَانَتِیْ ۱۷ وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِی الْاَصْلِ رَبَّانِیْ

پس مردان خدا سے کون میرے مرتبے پر پہنچا ہے اور حقیقت میں میرے نانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی میری تربیت فرمائی ہے

اَنَا قَادِرِیُّ الْوَقْتِ عَبْدُ لِقَادِرٍ ۱۸ اُکَنّٰی بِمُحْیِ الدِّیْنِ وَالْاَصْلُ کِیْلَانِیْ

میں وقت کا قادری (ابو الوقت) عبد القادر ہوں میری کنیت محی الدین ہے اور در اصل میں جیلانی ہوں

چھٹا قصیدہ

لِی هِمَّةٌ بَعْضُهَا تَعْلُوْ عَلَی الْهِمَمِ ۱ وَلِی هَوًی قَبْلَ خَلْقِ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

میری ہمت کا بعض سب ہمتوں پر بلند ہے اور میرا عشق لوح وقلم کی تخلیق سے پہلے ہے ،

وَلِی حَبِیْبٌ بِلَا کَیْفٍ وَّلَا مَثَلٍ ۲ وَلِی مَقَامٌ وَّلِی رَبْعٌ وَّلِی حَرَمِی

اور میرا محبوب بے کیف اور بے مثل ہے اور میرا ایک مقام ہے اور میرا ایک گھر ہے اور میرا ایک حرم ہے

حُجُّوْا اِلَی فَدَارِیْ کَعْبَةٌ نُصِبَتْ ۳ وَصَاحِبُ الْبَیْتِ عِنْدِیْ وَالْحِمٰی حَرَمِی

تم میری طرف حج کرو کہ میرا گھر کعبہ مقرر کیا گیا ہے اور گھر والا میرے پاس ہے اور محفوظ چراگاہ میرا حرم ہے

لَا تَسْتَقِرُّ وَلَا تَضْحُوْ ضَمَائِرُهٗ ۴ مَا لَمْ یَلُوْحْ لَهُ الْمَحْبُوْبُ کَالْعَلَمِ

اسکے بھید ثابت اور واضح نہ ہونگے جب تک محبوب نشان کی طرح اس کیلئے واضح اشارہ نہ کرے ،

وَجَدْتُ حَوْلَ الْحِمٰی فُرْسَانَ مَعْرَکَةٍ ۵ سُیُوْفُهُمْ مُشْهَرَاتٌ قَصْدُهُمْ عَدَمِی

میں نے چراگاہ کے گرد جنگی گھوڑ سواروں کو پایا انہوں نے تلواریں سونت کر بلند کی ہوئی تھیں انکا ارادہ مجھے مٹانا تھا

فَجُلْتُ فِیْهِمْ وَفِیْ اَیْدِیْ لَهُمْ بَتَرٌ ۶ وَلَوْ هِزَامًا لِنَحْوِ الزَّعْمِ بِالْجُسُمِ

تو میں انہیں کو دوڑا اور میرے ہاتھوں میں ان کیلئے تیغ براں تھی وہ تیز تلواروں سمیت گمان کی جانب شکست کھاتے ہوئے پھر گئے

لِلْقَادِرِیَّةِ فُرْسَانٌ مُعَرْبِدَةٌ ۷ بَیْنَ الْاَنَامِ وَسِرٌّ شَاعَ فِی الْقِدَمِ ۔

لوگوں کے اندر قادریت کے تند مزاج گھوڑ سوار ہیں اور پرانے زمانے میں بھید مشہور ہیں ،

غُصْتُ الْبِحَارَ وَقَدْ اَظْهَرْتُ جَوْهَرَهَا ۸ فَلَمْ اَرَ قَدَمًا تَعْلُوْ عَلٰی قَدَمِی

میں نے حقیقت کے سمندروں میں غوطے لگائے ہیں اور انکے موتی ظاہر کیے اور میں نے کوئی قدم اپنے قدم سے اونچا نہیں دیکھا

هٰذِیْ عَصَایَ الَّتِیْ فِیْهَا مَآرِبُ لِیْ ۹ وَقَدْ اَهُشُّ بِهَا یَوْمًا عَلٰی غَنَمِی

یہ میری وہ لاٹھی ہے جس میں میرے کئی مقاصد ہیں اور کبھی کسی دن اس کے ساتھ میں اپنی بکریوں پر سے پتے جھاڑونگا[1]

۱۰

اِنْ اُلْقِهَا تَتَلَقَّفُ كُلَّ مَا صَنَعُوْا

اگر میں اس لاٹھی کو ڈال دوں تو جو کچھ انہوں نے بنایا

اِذَا اَتَيْتُوْا بِسِحْرٍ مِنْ كَلَامِهِمْ

ہے سب نگل جائیگی جبکہ وہ لائیں جادو کیساتھ اپنے کلام سے

---

[1] یعنی مریدوں کے گناہوں کا بوجھ اتارونگا قیامت کے روز

ساتواں قصیدہ

مَا فِي الْمَنَاهِلِ مَنْهَلٌ مُسْتَعْذَبٌ ۱ اِلَّا وَلِي فِيهِ الْاَلَذُّ الْاَطْيَبُ

عشق کے چشموں میں کوئی شیریں چشمہ نہیں مگر یہ کہ میرے لیے اس میں لذیذ اور پاکیزہ حصہ نہ ہو

اَوْ فِي الْمَكَانِ مَكَانَةٌ مَخْصُوصَةٌ ۲ اِلَّا وَمَنْزِلَتِي اَعَزُّ وَاَقْرَبُ

یا مراتب میں کوئی خاص مرتبہ مگر یہ کہ میرا مرتبہ اس سے بڑھ کر عزت والا اور قرب والا ہے

وَهَبَتْ لِيَ الْاَيَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِهَا ۳ فَحَلَتْ مَنَاهِلُهَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

اور دنوں نے اپنی صفائی کی رونق مجھے بخشی ہے تو انکے چشمے شیریں ہوگئے اور گھاٹ پاکیزہ ہوگئے

وَغَدَوْتُ مَخْطُوبًا لِكُلِّ كَرِيمَةٍ ۴ لَا يَهْتَدِي فِيهَا اللَّبِيبُ فَيَخْطُبُ

اور میں ہر بزرگی کے ساتھ مخاطب کیا گیا جس کی طرف دانا راہ نہیں پاتا کہ اس کو طلب کرے

اَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا يَخَافُ جَلِيسُهُمْ ۵ رَيْبَ الزَّمَانِ وَلَا يَرَى مَا يَرْهَبُ

میں ان مردان خدا سے ہوں جنکا ہمنشین زمانے کی گردش سے نہیں ڈرتا اور نہ ایسی چیز دیکھتا ہے جس سے کہ وہ خوف کرے

قَوْمٌ لَهُمْ فِي كُلِّ مَجْدٍ رُتْبَةٌ ۶ عُلْوِيَّةٌ وَبِكُلِّ جَيْشٍ مَوْكِبُ

یہ وہ قوم ہے کہ ہر بزرگی میں ان کا مرتبہ بلند ہے اور ہر لشکر کے ساتھ راہرو ہوا کرتا ہے۔

اَنَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاحِ اَمْلَاُ دَوْحَهَا ۷ طَرَبًا وَفِي الْعَلْيَاءِ بَازٌ اَشْهَبُ

میں بلبل ہوں خوشیوں کا جس نے اپنے جنگل کو خوشی سے بھر دیا اور بلندی میں باز اشہب ہوں

اَضْحَتْ جُيُوشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِيئَتِي ۸ طَوْعًا وَمَهْمَا رُمْتُهُ لَا يَعْزُبُ

محبت کے لشکر خوشی کے ساتھ میری مشیت کے تحت ہوگئے اور میں انہیں جہاں بلاؤں دور نہ ہونگے

اَصْبَحْتُ لَا اَمَلًا وَلَا اُمْنِيَّةً ۹ اَرْجُو وَلَا مَوْعُودَةً اَتَرَقَّبُ

ہوگیا میں کہ نہ کوئی امید ہے اور نہ کوئی آرزو کہ جس کی میں امید کرتا ہوں اور نہ کوئی وعدہ ہے جس کا میں منتظر ہوں

۱۰ مَازِلْتُ اَرْتَعُ فِی مَیَادِیْنِ الرِّضَا حَتّٰی وُھِبْتُ مَکَانَۃً لَا تُوْھَبُ

میں ہمیشہ رضا کے میدانوں میں چرتا رہا یہاں تک کہ مجھے وہ مرتبہ بخشا گیا جو کسی کو نہیں بخشا گیا ،

۱۱ اَضْحَی الزَّمَانُ کَحُلَّۃٍ مَرْقُوْمَۃٍ تَزْھُوْ وَنَحْنُ لَھَا الطِّرَازُ الْمُذْھَبُ

زمانہ منقش حلے کی طرح ہو گیا چمکتا ہے اور ہم اس کا سنہری نقش ہیں ،

۱۲

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا

اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج

اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ہمیشہ بلندی کے آسمان پر رہے گا غروب نہ ہوگا

آٹھواں قصیدہ

طُفْ بِحَانِیْ سَبْعًا وَ لُذْ بِذِمَامِیْ ۱ وَتَجَرَّدْ لِزَوْرَتِیْ كُلَّ عَامٍ

میری دکانِ شرابِ محبت کا سات بار طواف کر اور میرے ذمہ کرم کی پناہ لے اور میری زیارت کیلئے ہر سال گھر بار چھوڑ کر آ

اَنَا سِرُّ الْاَسْرَارِ مِنْ سِرِّ سِرِّیْ ۲ كَعْبَتِیْ رَاحَتِیْ وَبَسْطِیْ مُدَامِیْ

میں بھیدوں کا بھید اپنے بھید کے بھید سے میرا کعبہ میری راحت ہے اور انبساط میری شراب ہے

اَنَا نَشْرُ الْعُلُوْمِ وَالدَّرْسُ شُغْلِیْ ۳ اَنَا شَیْخُ الْوَرٰی لِكُلِّ اِمَامٍ

میں علوم کا پھیلانے والا ہوں اور درس میرا مشغلہ ہے میں پیشوا ہوں کل خلقت کا اور کل اماموں کا

اَنَا فِیْ مَجْلِسِیْ اَرَی الْعَرْشَ حَقًّا ۴ وَجَمِیْعُ الْمُلُوْكِ فِیْهِ قِیَامِیْ

میں اپنی مجلس میں درحقیقت عرش کو دیکھتا ہوں اور جملہ فرشتوں کو اس میں میرا قیام ہے

قَالَتِ الْاَوْلِیَاءُ جَمْعًا بِعَزْمٍ ۵ اَنْتَ قُطْبٌ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنَامِ

سارے ولیوں نے کہا کہ یقیناً آپ تمام لوگوں پر قطب ہیں

قُلْتُ كُفُّوْا ثُمَّ اسْمَعُوْا نَصَّ قَوْلِیْ ۶ اِنَّمَا الْقُطْبُ خَادِمِیْ وَغُلَامِیْ

میں نے کہا ٹھیرو اور میری صریح بات سنو بے شک قطب تو میرا خادم اور غلام ہے

كُلُّ قُطْبٍ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ سَبْعًا ۷ وَاَنَا الْبَیْتُ طَائِفٌ بِخِیَامِیْ

ہر قطب بیت اللہ کا سات بار طواف کرتا ہے اور میں وہ ہوں کہ بیت اللہ میرے خیموں کا طواف کرتا ہے

كَشَفَ الْحُجُبَ وَالسُّتُوْرَ لِعَیْنِیْ ۸ وَدَعَانِیْ لِحَضْرَةٍ وَمَقَامٍ

(اللہ تعالیٰ نے) میری آنکھ کیلئے حجاب اور پردے کھول دیئے اور مجھے مقام و حضوری کے لیے بلایا،

فَاخْتِرَاقُ السَّبْعِ السُّتُوْرِ جَمِیْعًا ۹ عِنْدَ عَرْشِ الْاِلٰهِ كَانَ مَقَامِیْ

پھر جب سب ساتوں پردے پھٹ گئے عرش الٰہی کے پاس میرا مقام تھا

وَكَسَانِيْ بِتَاجِ تَشْرِيْفِ عِزٍّ ۱۰ وَطِرَازٍ وَحُلَّةٍ بِاخْتِتَامِ

اور اس نے مجھے کامل طور پر بزرگی کا تاج اور زیور اور لباس پہنا دیا

فَرَسُ الْعِزِّ تَحْتَ سَرْجِ جَوَادِيْ ۱۱ وَرِكَابِيْ عَالٍ وَغِمْدِيْ مُحَامِيْ

میرے تیز رو گھوڑے کی کاٹھی کے نیچے عزت کا گھوڑا ہے اور میری رکاب بلند ہے اور میرا نیام حمایت کرنیوالا ہے

وَاِذَا مَا جَذَبْتُ قَوْسَ مَرَامِيْ ۱۲ كَاَنَّ نَارُ الْجَحِيْمِ مِنْهَا سِهَامِيْ

اور جب بھی میں اپنے مطلب کی کمان کھینچتا ہوں اس کمان سے جو تیر نکلتا ہے گویا جہنم کی آگ ہے

سَائِرُ الْاَرْضِ كُلِّهَا تَحْتَ حُكْمِيْ ۱۳ وَهِيَ فِيْ قَبْضَتِيْ كَفَرْخِ الْحَمَامِ

ساری کی ساری زمین میرے زیر فرمان ہے اور کبوتر کے بچے کی طرح میرے زیر قبضہ ہے

مَطْلَعُ الشَّمْسِ لِلْغُرُوْبِ سُفْلَا ۱۴ خُطْوَتِيْ قَدْ قَطَعْتُهُ بِاهْتِمَامِ

سورج کے طلوع کے مقام سے غروب کے مقام تک میرے ایک قدم کے فاصلے کے نیچے ہے میں نے اسے اہتمام کیا تو طے کیا ہے۔

يَا مُرِيْدِيْ لَكَ الْهَنَا بِدَوَامِيْ ۱۵ عَيْشُ عِزٍّ وَرِفْعَةٍ وَاحْتِرَامِ

اے میرے مرید میری ہمیشگی کے ساتھ تجھے عزت بلندی اور احترام کی زندگی مبارک ہو

وَمُرِيْدِيْ اِذَا دَعَانِيْ بِشَرْقٍ ۱۶ اَوْ بِغَرْبٍ اَوْ نَازِلٍ بَحْرِ طَامِيْ

اور میرا مرید مشرق یا مغرب یا چڑھے ہوئے دریا میں جب بھی مجھ کو پکارے

فَاَغِثْهُ اَوْ كَانَ فَوْقَ هَوَاءٍ ۱۷ اَنَا سَيْفُ الْقَضَا لِكُلِّ خِصَامِ

تو میں اس کی دستگیری کرتا ہوں خواہ وہ دوش ہوا پر ہو میں ہر خصومت کے واسطے قضا کی تلوار ہوں،

اَنَا فِي الْحَشْرِ شَافِعٌ لِمُرِيْدِيْ ۱۸ عِنْدَ رَبِّيْ فَلَا يُرَدُّ كَلَامِيْ

میں حشر میں اپنے مرید کی شفاعت کرنیوالا ہوں اپنے رب کے پاس پس میری بات رد نہ کی جائے گی،

۱۹ اَنَا شَیْخٌ وَصَالِحٌ وَوَلِیٌّ ‎ اَنَا قُطْبٌ وَقُدْوَةٌ لِلْاَنَامِ

میں بزرگ نیکوکار اور ولی ہوں ‎ میں قطب اور لوگوں کا پیشوا ہوں

۲۰ اَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ طَابَ وَقْتِیْ ‎ جَدِّی الْمُصْطَفٰی وَحَسْبِیْ اِمَامٌ

میں عبدالقادر ہوں میرا وقت خوش ہوا میرے نانا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور مجھے وہ پیشوا کافی ہیں

۲۱

فَعَلَیْهِ الصَّلَاةُ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ

تو ہر وقت ان پر خدا کی رحمت ہو

وَعَلٰی اٰلِهٖ بِطُوْلِ الدَّوَامِ

اور ان کی آل پر ہمیشہ ہمیشہ

نواں قصیدہ

سَقَانِی حَبِیْبِی مِنْ شَرَابِ ذَوِی الْمَجْدِ ۱ فَاَسْکَرَنِی حَقًّا فَغِبْتُ عَلٰی وَجْدِی

مجھے میرے دوست نے اصحاب فضیلت والی شراب پلائی بس اس نے مجھے درحقیقت مست کر دیا تو میں عشق میں گم ہو گیا

وَاَجْلَسَنِی فِی قَابِ قَوْسَیْنِ سَیِّدِی ۲ عَلٰی مِنْبَرِ التَّخْصِیْصِ فِی حُسْنِ مَقْعَدِی

اور میرے سردار نے مجھ کو قاب قوسین میں تخصیص کے منبر پر خوبصورت نشست میں بٹھا دیا ،

حَضَرْتُ مَعَ الْاَقْطَابِ فِی حَضْرَةِ اللِّقَا ۳ فَغِبْتُ بِهٖ عَنْهُمْ وَشَاهَدْتُهٗ وَحْدِی

میں قطبوں کے ہمراہ دیار محبوب حقیقی کے دربار میں حاضر ہوا تو میں ان سے جدا ہو گیا اور اکیلے میں نے اسکا مشاہدہ کیا

فَمَا شَرِبَ الْعُشَّاقُ اِلَّا بَقِیَّتِی ۴ وَفَضْلَةَ کَاسَاتِی بِهَا شَرِبُوْا بَعْدِی

پس جملہ عشاق نے میرا بچا کھچا ہی پیا اور میرے بعد انھوں نے میرے پیالوں کا پس ماندہ پیا !

وَلَوْ شَرِبُوْا مَا قَدْ شَرِبْتُ وَعَایَنُوْا ۵ مِنَ الْحَضْرَةِ الْعُلْیَاءِ صَافِی مَوْرِدِی

اور اگر وہ پی لیتے جو میں نے پیا ہے اور دربار عالی سے میرے صاف گھاٹ کو پی لیتے

لَاَمْسَوْا سُکَارٰی قَبْلَ اَنْ یَشْرَبُوا الْمُدَامَ ۶ وَاَمْسَوْا حَیَارٰی مِنْ صَادِمَةِ الْوَرْدِ

تو ضرور شراب پینے سے پہلے مست ہو جاتے اور گلاب (حسن محبوب) کی پچھاڑ سے حیران ہو جاتے ،

اَنَا الْبَدْرُ فِی الدُّنْیَا وَغَیْرِی کَوَاکِبُ ۷ وَکُلُّ فَتًی یَهْوِیْ فَذَا الْکُلُّ عَبْدِی

میں دنیا میں چودھویں کا چاند ہوں اور دوسرے تارے ہیں اور ہر جوان محبت کرنیوالا پس سب میرے غلام ہیں

وَبَحْرِی مُحِیْطٌ بِالْبِحَارِ بِاَسْرِهَا ۸ وَعِلْمِی حَوٰی مَا کَانَ قَبْلِی وَمَا بَعْدِی

اور میرا دریا محیط ہے سارے دریاؤں کو اور میرا علم حاوی ہے سب کو جو کچھ مجھ سے پہلے تھا اور جو میرے بعد ہو گا

وَسِرِّی فِی الْاَسْرَارِ یَزْجُرُ فِی الزَّجْرِ ۹ کَزَجْرِ سَحَابِ الْاُفُقِ مِنْ مَلَكِ الرَّعْدِ

اور میرا بھید بھیدوں میں زجر و توبیخ کرنیوالا ہے جیسا کہ رعد فرشتے کی طرف سے زجر و توبیخ آسمانی بادلوں کو

فَیَا مَادِحِی قُلْ مَا تَشَاءُ وَلَا تَخَفْ ۱۰ لَکَ الْاَمْنُ فِی الدُّنْیَا لَکَ الْاَمْنُ فِی غَدِ

پس اے میرے مدح خواں جو چاہے کہہ اور خوف کر تیرے لیے دنیا اور کل قیامت کے دن امن ہے

۱۱

فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَحْظٰی بِعِزٍّ وَقُرْبَةٍ

پس اگر تو عزت اور قربِ خداوندی چاہتا ہے

فَدَاوِمْ عَلٰی حُبِّی وَحَافِظْ عَلٰی عَهْدِی

تو میری محبت پر دائم رہ اور میرے وعدے کی حفاظت کر

(الفیوضات الربانیہ)

شرح قصائد شریفہ

پہلا قصیدہ (قصیدہ غوثیہ)

۱

یعنی خدائے بزرگ و برتر نے حضور غوث اعظم کو شراب وصل و معرفت کے پیالے بھر بھر کر پلاتے لیکن آپ کا ظرف اتنا عالی تھا کہ آپ یہی کہتے رہے کہ اے ساقی اور پلا۔ حضرت سلطان باہو رسالہ روحی میں فرماتے ہیں کہ سلطان الفقراء اور سید الکونین سات ہیں جن میں ایک محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی ہیں ہر لمحہ اور آنکھ جھپکتے میں ستر ہزار تجلیات ذاتی ان سلطان الفقرا پر وارد ہوتی ہیں وہ دم نہیں مارتے اور نہ آہ کھینچتے ہیں بلکہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (اور زیادہ) کا نعرہ لگاتے ہیں۔

۲

حضور غوث اعظم نے اپنے مریدوں عقیدت مندوں اور نسبت رکھنے والوں کو شراب وصل و معرفت سے محروم نہیں رکھا اور جو ساغر پہ ساغر ساقی کے پاس سے آتے رہے ان میں سے انہیں بھی حصہ عطا کیا۔

۴

بعض کتابوں میں لفظ هَمُّوْا لکھا ہے لیکن الفیوضات الربانیہ مطبوعہ لبنان اور مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی میں هِيْمُوْا لکھا ہے۔

۸

باز تمام پرندوں میں بلند پرواز ہوتا ہے اور نہایت مضبوط پرندہ ہے کہ پرواز سے تھکتا ہی نہیں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ آسمانِ معرفت کے شہباز ہیں اور تمام مشائخ میں بلند پرواز یعنی قرب و معرفت کے لحاظ سے آپ تمام مشائخ سے بہت بلند و بالا ہیں سب اولیاء کرام کے بادشاہ ہیں۔ آپ کا لقب زمین پر محی الدین اور آسمانوں میں باز اشہب ہے۔

۱۰

خدائے بزرگ و برتر نے حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے قدیم ہونے کے راز کی حقیقت سے آگاہ فرمایا۔ صوفیائے کرام نے اس کا مفہوم یوں بیان کیا ہے کہ حق تعالیٰ کا حدیثِ قدسی میں یہ فرمان كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا یعنی "میں چھپا ہوا خزانہ تھا" کے تحت خدا تعالےٰ نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اس چھپے ہوئے خزانے کی حقیقت آشکارا فرمادی۔ اب معلوم ہونا چاہیئے کہ جو ہستی حق تعالےٰ کے رازِ قدیم پر آگاہ ہے جو کہ رازوں کا راز، بھیدوں کا بھید ہے وہ دنیا وما فیہا کے غیب سے کس طرح بے خبر رہ سکتی ہے۔

۱۱

جیسا کہ حکم الٰہی کے مطابق آپ نے اعلان فرمایا :
قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ لہٰذا آپ تمام اقطاب و اولیاء پر حاکم ہوئے اور آپ کا حکم ہر حال میں جاری ہے۔

۱۴

حق تعالیٰ نے حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو وہ قدرت اور تصرف عطا فرمایا کہ جس کی بدولت اگر آپ قہر کی توجہ سمندروں پر ڈالیں تو پانی جذب ہو کر خشک ہو جائے، اللہ تعالےٰ نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر الہام فرمایا کہ اے غوث اعظم میری مراد فقر سے یہ نہیں ہے کہ کسی کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ میری مرادِ فقر سے یہ ہے کہ فقیر صاحبِ امر ہو کہ کسی چیز کو کہے ہو جا تو ہو جائے۔" چونکہ آپ سلطان الفقراء ہیں لہٰذا یہ تصرف آپ کو حاصل ہے کہ جس چیز کو کہیں ہو جا تو وہ ہو جائے۔

۱۵

مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات کرامات کے باب میں ملاحظہ کریں۔ بعض کتابوں میں لفظ مَتٰی لِی کے بعد تعالیٰ لکھا ہے لیکن لفظ مَتٰی لِی کتاب فیوضات الربانیہ مطبوعہ لبنان اور مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی میں موجود ہے جو زیادہ موزوں ہے

۱۶، ۱۷

مہینوں کا انسانی شکل میں آپ کی مجلس اقدس میں آنا اور گزرے ہوئے اور آنے والے واقعات کی خبر دینا کرامات کے باب میں ملاحظہ کریں۔

۱۸

آپ کے فرمان "جو چاہے کر" میں بظاہر کسی قسم کی پابندی نظر نہیں آتی لیکن جس کی نسبت حضور غوث پاک کے نام سے درست ہو جائے وہ شریعت کا کامل متبع ہوتا ہے اس طرح وہ خود شریعت کے حدود کی پابندی کرتا ہے۔ اسی لیے مرید سے خطاب کے ساتھ نسبت کا بھی ذکر فرما دیا۔ آپ کے اس فرمانِ عالی کا یہ معنےٰ ہے، کہ

شریعت کی حدود میں رہ کر مرید جو چاہے کرے اسے اختیار ہے۔

۲۲

حضور غوث پاکؒ بواسطہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مظہر ذات و صفات الٰہی ہیں لہٰذا آپ کا دیکھنا حق تعالیٰ کا دیکھنا ہے۔پس آپ کی نگاہ میں یہ ساری کائنات ایک رائی کے دانے کے برابر دکھائی دیتی ہے۔

۲۳

ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور حضور غوث پاکؒ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہیں اس کی مکمل تشریح فضائل و مناقب کے باب میں ملاحظہ کریں۔

۲۹

آپ کے اس فرمان کی کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے مکمل تشریح فضائل و مناقب کے باب میں بیان کی گئی ہے، یہاں صرف مقام مُخدعؔ کے بارے میں کچھ وضاحت کی جاتی ہے۔

مُخدعؔ اس پوشیدہ جگہ کو کہتے ہیں جہاں سامانِ حرب اور آلات جنگ رکھے جاتے ہیں جو دشمن کی نگاہ سے محفوظ ہوتی ہے۔

مُخدعؔ پوشیدہ اسرار کے خزانے کو بھی کہتے ہیں۔

مُخدعؔ دھوکے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں۔مقام مخدع سے یہ مراد ہوگی کہ ایسا مقام جس کو سمجھنے میں ہر شخص دھوکا کھا جائے

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مقام ہے جس کو بڑے بڑے اولیائے کرام

بھی نہ سمجھ سکے۔ جیسے شیخ صنعان اصفہانیؒ جنہوں نے آپ کے مقام و مرتبے سے ناواقفیت کی بنا پر آپ کے فرمان قَدَمِیْ هٰذِهٖ پر گردن خم کرنے سے انکار کیا۔ لہٰذا ولایت سے معزول کر دیئے گئے اور جیسے عبدالرحمٰن طفسونجیؒ جنہوں نے آپ کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کہا تھا کہ میں اولیائے کرام کے درمیان ایسا بلند مرتبہ ہوں جیسے پرندوں میں کلنگ بلند گردن' اور حضور غوث پاک کے ایک مرید سے کہا تھا کہ میں نے آپ کے شیخ کو چالیس برس سے درکات قدرت میں نہیں دیکھا۔ اسی وقت حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وفد عبدالرحمٰن طفسونجیؒ کے پاس روانہ کیا اور یہ پیغام دیا کہ تم درکات میں تھے اور جو درکات میں ہوتا ہے وہ درگاہ کو نہیں دیکھ سکتا اور جو درگاہ میں ہوتا ہے وہ مخدع' مقام والے کو نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ میرا خزانہ پوشیدہ ہے ہر ایک کی نگاہ سے اس بات کی تصدیق اس سے ہو گی کہ وہ سبز خلعت جو فلاں رات تم کو دی گئی تھی اور درکات میں بارہ ہزار اولیاء کو خلعت ولایت دی گئی تھی۔ وہ میرے ہی ہاتھ سے دی گئی تھی۔ تب عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ شرمندہ ہوئے اور حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم الشان مقام و مرتبے کے معترف ہوئے

دُوسرا قصیدہ

۴

جس طرح بیت اللہ (کعبہ) تجلیات الٰہی کے ورود کا مقام ہے اسی طرح حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا روضۂ پاک (قبرِ انور) تجلیات الٰہی کا مخزن ہے کیونکہ اس میں آپؒ جو کہ ذات وصفاتِ الٰہی کے مظہرِ کامل واتم ہیں جلوہ فرما ہیں۔ اسی واسطے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی میری قبرِ انور کی زیارت کو آئے گا خدا تعالےٰ اس کو عزت و بزرگی عطا فرمائے گا۔ کیونکہ میری قبرِ انور درحقیقت اللہ کا گھر ہے یعنی اللہ تعالےٰ کی تجلیات کے ظہور کا مقام۔

ایک اور قصیدے (قصیدہ نمبر ۶) میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم میری طرف حج کرو کہ میرا گھر کعبہ مقرر کیا گیا ہے اور گھر والا میرے پاس ہے۔ ایک منقبت میں حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے فرمایا ہے کہ میں بغداد شریف کا اور جیلان معلّٰے کا حاجی ہوں جناب کے شوقِ وصال سے کبھی جانب بغداد اور کبھی جیلان کی طرف جا رہا ہوں۔ (منقبت اسی کتاب میں ملاحظہ کریں) اعلیحضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حدائقِ بخشش میں فرمایا:

سارے اقطابِ جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف

کعبہ کرتا ہے طوافِ درِ والا تیرا

۶

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالےٰ نے الہام فرمایا (اسی کتاب میں ملاحظہ

کریں رسالہ غوثِ اعظمؒ کہ اے غوثِ اعظمؒ میرے نزدیک فقیر (صاحبِ فقر) وہ نہیں ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ میرے نزدیک فقیر وہ ہے جس کے لئے ہر شے میں امر ہے کہ جب اس شے کو کہے ہو جا تو وہ ہو جائے۔ آپ نے وضاحت فرمادی کہ میری یہ سب قدرت حق تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ یعنی اسی کی عطا کردہ ہے۔

۱۰

یعنی کوئی علم نہیں جو آپ کے علم سے باہر ہو اور کوئی روایت نہیں جو آپ کی صحیح روایات سے باہر ہو۔

۱۱

معراج کی شب جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مقام قَابَ قَوْسَیْنِ میں قربِ خاص حاصل ہوا تھا وہاں حضور غوث پاکؒ کی روحِ مبارک بھی جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سواری کی حیثیت سے تشریف لائی تھی موجود تھی۔ اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے یعنی حق تعالیٰ، حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کا قَابَ قَوْسَیْنِ پر ملاپ ہوا۔

۱۳

حق تعالیٰ نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو وہ قدرت اور تصرّف عطا فرمایا ہے کہ عرش و کرسی جو تمام کائنات کو گھیرے ہوتے ہیں آپ کے علم و تصرّف کی دسترس سے باہر نہیں ہیں اور وہاں بھی آپ کا حکم چلتا ہے اور وہ آپ کے قبضے کی لپیٹ میں ہیں۔

۲۳

چونکہ حق تعالےٰ غوث اعظمؒ کا اور غوثِ اعظمؒ اللہ تعالےٰ کے ہیں اور محبوب و محب میں میرا تیرا نہیں ہوتا لہٰذا اللہ تعالےٰ کے تمام شہر حقیقت میں اس کے محبوب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ہیں۔

۲۴

چونکہ روحانیت میں دوری و نزدیکی اور فاصلے کوئی وقعت نہیں رکھتے، لہٰذا آپ کی کمال روحانیت کے نزدیک مشرق سے مغرب اور دنیا کے تمام کونے آپ کے ایک قدم کے فاصلے کے اندر ہیں۔

۲۵

یعنی مشرق سے مغرب اور دنیا کے تمام کونے آپ کے دستِ تصرف میں ہیں جس طرح چاہیں تصرف فرما سکتے ہیں۔ یہاں سے آپ کے تصرف کے ساتھ آپ کے اختیار کا بھی پتہ چلا جو حق تعالےٰ نے آپ کو عطا کیا ہے۔

۲۷۔تا۔۳۰

ان اشعار میں سیدنا غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں کی ہر مشکل اور سختی کے وقت مدد اور دستگیری کی خوشخبری سنائی ہے۔ لہٰذا آپؒ کے مریدوں کو کسی قسم کا خوف یا غم نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ وہ لاوارث نہیں۔ ان کے سروں پر دستِ حمایت ہے سیدنا غوثِ اعظمؒ کا۔ ہر سختی وغم میں اللہ تعالےٰ کی بارگاہ وسیلہ پکڑنا چاہیئے اس کے محبوب ترین ولی سیدنا غوثِ اعظمؒ کا۔ جیسا کہ آپؒ نے خود شعر نمبر ۲۷ میں فرمایا۔

تیسرا قصیدہ

۳

خدائے بزرگ و برتر نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اتنا تصرف عطا فرمایا کہ لوگوں کے دل اور دلوں کے بھید آپ کے قبضے میں ہیں جس طرح چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔ دلوں کے آپ کے تصرف میں ہونے کے سلسلے میں کرامت اسی کتاب میں کرامات کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

۸

حضور غوث پاک خود ارشاد فرمارہے ہیں کہ میں دکھیوں کے لئے دستگیر و فریادرس اور رحمت والا ہو گیا لہٰذا جو شخص آپ کی دستگیری کا منکر ہے خود ہی محروم ہے۔

۱۱

یہاں تنہا سے مراد اکیلا نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ نفس، ارادہ، خواہش، اسباب، مخلوق، دنیا اور آخرت سے آزاد اور مجرد ہو چکے تھے۔ ایسی تنہائی کے ساتھ جب اللہ تعالےٰ کو حقیقی معنےٰ میں ایک جانتے ہوئے اس کے دروازے پر کھڑے ہوئے تو حق تعالےٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے جیلانی میری حضوری اور خاص قرب کے لئے داخل ہو جاؤ

۱۳

یعنی آپ کا علم، تصرف اور اختیار ساری کائنات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

۱۴

حق تعالیٰ نے آپ کو کائنات کی ہر شے کا علم عطا فرمایا، یہاں اختصاراً دو چیزوں کا ذکر فرمایا جن پر باقی اشیاء کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

۱۵

آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے علم کو جانتا ہوں مجھے اس کے حروف کا شمار ہے۔ حروف کا شمار فرما کر واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے لامتناہی علم سے جتنے علم کا ظہور رہا ہے وہ سب کا سب مجھے حاصل ہے کیونکہ جس علم کا ظہور نہیں ہوا وہ حروف اور شمار سے پاک ہے۔

۱۸

چونکہ آپ مظہرِ ذات و صفات الٰہی ہیں لہذا اگر آپ صفت قہر کے ساتھ لوگوں کو دیکھیں تو آنکھ جھپکنے کی دیر میں فنا ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ فقیر (صاحب فقر) صاحب امر ہوتا ہے کہ جس چیز کو کہے ہو جا تو وہ ہو جائے۔

۲۲

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی ایک نماز بھی نہیں چھوڑی، آپ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل ترین متبع تھے۔ آپ نے کوئی سنت اور مستحب تک ترک نہیں فرمایا چہ جائیکہ نماز جو دینِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا رکن ہے آپ کے اس فرمان کا یہ مفہوم ہے کہ اگر کوئی حقیقت کے خلاف کہے بھی کہ میں نے نماز چھوڑ دی ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ میری نماز تو مکہ شریف میں ہوتی ہے یعنی مشاہدہ الٰہی میں کیونکہ خانہ کعبہ جو مکہ شریف میں ہے تجلیات الٰہی کا مرکز ہے۔

۲۵

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو وہ مقامِ محبوبیت عطا فرمایا کہ جس کے سبب آپ جہنم کے دروازے مخلوق پر بند کردیں اور کوئی بھی جہنم میں نہ جائے لیکن چونکہ بخشش امت کا عہد پہلے ہی حضور نبیِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ سے لے لیا تھا لہٰذا یہ منصب آپ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے اس بات سے اندازہ ہونا چاہیئے کہ جب حضور غوث پاکؒ کے مقامِ محبوبیت کا یہ عالم ہے تو حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقامِ محبوبیت کا کیا عالم ہوگا۔

۳۰

حضرت سلطان باہو نے فرمایا کہ نور ذات محمدی سے حق تعالےٰ نے سات نور (ارواح) پیدا فرمائے جن میں سے ایک نور حضور غوث پاکؒ کا ہے۔ اس شعر میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

۳۱ تا ۳۸

حضور غوث پاک حق تعالےٰ کی صفت دستگیری و فریاد رسی کی علامت اور اس کے مظہر کامل ہیں۔ غَوْثَ الْاَعْظَمْ (یعنی بہت بڑے فریاد رس) کا لقب حق تعالےٰ ہی نے آپ کو عطا کیا ہے۔ اسی کتاب میں رسالہ غوث اعظم ملاحظہ کریں جو آپ کی تصنیف ہے جس میں چند الہامات کو آپ نے قلمبند فرمایا ہے۔ اِن الہامات سے واضح ہے کہ حق تعالیٰ آپ سے مخاطب نہیں ہوتا مگر یَا غَوْثَ الْاَعْظَمْ کے لقب سے۔ آپ کی یہ صفت دستگیری عالمگیر

ہے۔ آپ نے ایک قصیدے میں فرمایا کہ میرا بھید میری پیدائش سے بھی پہلے مخلوق میں سرایت کیے ہوئے ہے اور فرمایا میں عالمِ علیا۔ میں نورِ محمدی کے ساتھ تھا اور فرمایا ہمارا بھید علمِ الٰہی میں نبوت سے بھی پہلے تھا۔ پس معلوم ہوا کہ آپ کی صفتِ دستگیری ہر زمان اور ہر مکان کو شامل ہے۔

بعض انبیاء کے تعلق سے آپؒ کے یہ ارشادات چونکہ مقامِ حقیقت سے بیان کیے گئے ہیں اس لئے ان کے حقیقی معنیٰ عارفین اور مقربین ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ظاہری معنیٰ پر یقین رکھتے ہوئے توقف کرنا چاہیئے۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے علوِ مرتبت کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حضرت خضر علیہ السلام جنہوں نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی رہنمائی کی تھی کہا تھا کہ اے موسےٰ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ اور حضور غوث پاکؒ نے فرمایا کہ میرے پاس خضرؑ آئے تاکہ میرا امتحان لیں جس طرح کہ دیگر اولیائے کرام کا لیتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے موسےٰ سے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ نہیں ٹھہر سکتے۔ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں۔ اگر آپ میرے ساتھ ٹھہرنا چاہیں تو میں بھی حاضر ہوں، آپ بھی موجود ہیں اور یہ معرفت کی گیند ہے اور یہ میدان۔

۲۔ صرف حضور غوث پاکؒ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ معراج کی رات قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے مقام پر حضور پر نور سیّد عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی روح مبارک معشوقی صورت میں موجود تھی (تفصیل واقعہ فضائل و مناقب کے باب میں

ملاحظہ کریں) اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جناب غوث پاکؒ نے فرمایا :

وَفِي قَابَ قَوْسَيْنِ اجْتِمَاعُ الْاَحِبَّةِ

اور قاب قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا

۳۔ حضرت سلطان باہوؒ نے رسالہ روحی میں فرمایا کہ آنکھ جھپکتے میں ایسی ستر ہزار تجلیات ذاتی ان پر وارد ہوتی ہیں اور وہ دم نہیں مارتے اور آہ نہیں کھینچتے بلکہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کہتے ہیں۔ وہ سلطان الفقرا۔ اور سید الکونین ہیں (اس کے بعد سلطان باہو نے سات سلطان الفقرا۔ کا ذکر فرمایا جن میں سے ایک حضور غوث پاکؒ ہیں۔)

۴۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور ذاتی کے پَرتو ہیں جبکہ ہر نبی حق تعالیٰ کے نور صفاتی کا پَرتو ہے۔ حضور غوث پاکؒ حق تعالےٰ کے نور ذاتی کے پَرتو ہیں بواسطہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ حضرت سلطان باہو نے رسالہ روحی میں فرمایا کہ حق تعالےٰ نور ذات محمدی سے سات نور (ارواح) پیدا کئے جو سلطان الفقرا اور سید الکونین ہیں (جن میں ایک روح حضور غوث پاکؒ کی ہے)

۴۲-۴۳

پس معلوم ہوا کہ تمام قصائد شریفہ میں یا اس کے علاوہ جہاں کہیں بھی حضور غوث پاکؒ نے اپنے بلند مقامات و مراتب کا ذکر فرمایا ہے حق تعالیٰ کے حکم ہی سے فرمایا ہے نہ کہ اپنی خواہش سے۔ حکم بھی اس وجہ سے آیا تاکہ لوگ آپ کے عظیم الشان مرتبے کو جان جائیں۔

گیارہواں باب

رسالۂ غوثِ اعظم مع ترجمہ و تشریح

رسالہ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

یہ رسالہ حضور پرنور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف مبارک ہے۔ جس میں آپؒ نے اُن بے شمار الہامات میں سے جو حق تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وارد ہوئے ہیں بعض کو قلم بند فرمایا ہے۔ ہر الہام اسرار و رموز، علم و عرفان کے سمندر کا ایک موتی ہے۔ سالکانِ طریقت و معرفت کے لئے یہ ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ یہ حضور غوث پاکؒ کا احسانِ عظیم ہے کہ آپ نے طالبانِ حق کی بھلائی اور ان کی حقیقت کی طرف رہنمائی کے لئے یہ رسالہ تصنیف فرمایا۔ خوش نصیب ہے وہ جو اسے سمجھے اور غور کرے اور حقیقت کی راہ کو پالے۔

ایک بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ ہر الہام میں حق تعالےٰ نے آپ کو یَا غَوْثَ الْاَعْظَمُ کے خطاب سے مخاطب کیا۔ غوث الاعظم کا معنےٰ بہت بڑے فریادرس کا ہے اور حق تعالیٰ کا آپ کو اس خطاب سے نوازنا اور مخاطب ہونا آپ کے مرتبے کی نشاندہی کرتا ہے جو ہمارے فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔

سیدنا غوث اعظمؒ کی حقیقت حق تعالیٰ کی صفت دستگیری و فریادرسی ہے

یعنی سیدنا غوث اعظمؒ حق تعالیٰ کی صفتِ فریادرسی کی علامت ہیں اور آپ کی یہ حقیقت آپ کے جسمِ عنصری کے ظاہر ہونے سے بہت پہلے کی ہے جب سے کہ حق تعالےٰ کی صفت دستگیری کا عالم میں ظہور ہوا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کَاشِفِ الۡغُمَّۃِ ۰ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی خَیۡرِ الۡبَرِیَّۃِ

(۱)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا غَوۡثُ الۡاَعۡظَمِ اَلۡمُتَوَحِّشُ عَنۡ غَیۡرِ اللّٰہِ ۰ وَالۡمُتَاَنِّسُ بِاللّٰہِ ۰

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یا غوثِ اعظم تم غیر اللہ سے متوحش رہو اور اللہ سے مانوس ہو،

(۲)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا غَوۡثُ الۡاَعۡظَمِ قُلۡتُ لَبَّیۡکَ یَا رَبَّ الۡغَوۡثِ، قَالَ کُلُّ طَوۡرٍ بَیۡنَ النَّاسُوۡتِ وَالۡمَلَکُوۡتِ فَھُوَ شَرِیۡعَۃٌ ۰ وَکُلُّ طَوۡرٍ بَیۡنَ الۡمَلَکُوۡتِ وَ الۡجَبَرُوۡتِ فَھُوَ طَرِیۡقَۃٌ ۰ وَکُلَّ طَوۡرٍ بَیۡنَ الۡجَبَرُوۡتِ وَاللَّاھُوۡتِ فَھُوَ حَقِیۡقَۃٌ ۰

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے غوثِ اعظم میں نے عرض کیا اے رب میں حاضر ہوں فرمایا جو طور طریق ناسوت و ملکوت کے درمیان میں ہے وہ شریعت ہے۔ جو طور ملکوت اور جبروت کے درمیان ہے وہ طریقت ہے اور جو طور طریق جبروت اور لاہوت کے درمیان ہے وہ حقیقت ہے۔

(۳)

ثُمَّ قَالَ لِیۡ یَا غَوۡثُ الۡاَعۡظَمِ مَا ظَھَرۡتُ فِیۡ شَیۡءٍ کَظُھُوۡرِیۡ فِی الۡاِنۡسَانِ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظمؓ میں کسی شے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا جیسا کہ انسان میں۔

(۴)

ثُمَّ سَاَلۡتُ یَا رَبِّ ھَلۡ لَکَ مَکَانٌ، قَالَ لِیۡ یَا غَوۡثُ الۡاَعۡظَمِ اَنَا مُکَوِّنُ

الْمَكَانِ وَلَيْسَ لِيْ مَكَانٌ سِوَى الْإِنْسَانِ ۔

پھر میں نے سوال کیا اے رب تیرا کوئی مکان ہے۔ فرمایا اے غوث اعظم میں مکانوں کا پیدا کرنے والا ہوں اور انسان کے سوا کہیں میرا مکان نہیں؛

(۵)

ثُمَّ سَأَلْتُ يَا رَبِّ هَلْ لَكَ أَكْلٌ وَشُرْبٌ۔ قَالَ لِيْ يَا غَوْثَ الْأَعْظَمُ أَكْلُ الْفَقِيْرِ وَشُرْبُهُ أَكْلِيْ وَشُرْبِيْ۔

پھر میں نے دریافت کیا اے میرے رب کیا تیرے لئے کھانا پینا ہے۔ مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم فقیر کا کھانا اور اس کا پینا میرا کھانا اور پینا ہے۔

(۶)

ثُمَّ سَأَلْتُ يَا رَبِّ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقْتَ الْمَلَائِكَةَ قَالَ لِيْ يَا غَوْثَ الْأَعْظَمُ خَلَقْتُ الْمَلَائِكَةَ مِنْ نُوْرِ الْإِنْسَانِ وَخَلَقْتُ الْإِنْسَانَ مِنْ نُوْرِيْ

پھر میں نے دریافت کیا اے رب تو نے فرشتوں کو کس چیز سے پیدا کیا۔ فرمایا اے غوث اعظم میں نے فرشتوں کی تخلیق انسان کے نور سے کی اور انسان کو اپنے نور سے پیدا کیا۔

(۷)

ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ جَعَلْتُ الْإِنْسَانَ مَطِيَّتِيْ وَجَعَلْتُ سَائِرَ الْأَكْوَانِ مَطِيَّةً لَّهٗ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم میں نے انسان کو اپنی سواری اور سارے اکوان کو انسان کی سواری بنایا۔

(۸)

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ نِعْمَ الطَّالِبُ أَنَا وَ نِعْمَ الْمَطْلُوْبُ الْاِنْسَانُ وَنِعْمَ الرَّاکِبُ اَنَا وَنِعْمَ الْمَرْکُوْبُ الْاِنْسَانُ وَنِعْمَ الرَّاکِبُ الْاِنْسَانُ وَنِعْمَ الْمَرْکُوْبُ لَهٗ سَائِرُ الْاَکْوَانِ ـ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظمؒ کیا ہی اچھا طالب ہوں میں اور کیا ہی اچھا مطلوب ہے انسان۔ کیا ہی اچھا سوار ہوں میں اور کیا ہی اچھی سواری ہے انسان اور کیا ہی اچھا سوار ہے انسان کیا ہی اچھی سواری ہے جس کی سارا اکوان۔

(۹)

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّهٗ ـ لَوْعَرَفَ الْاِنْسَانُ مَنْزِلَتَهٗ عِنْدِیْ لَقَالَ فِیْ کُلِّ نَفْسٍ مِّنَ الْاَنْفَاسِ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ اِلَّا لِی ـ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔ اگر انسان جان لے جو اس کی منزلت میرے نزدیک ہے تو ہر ہر سانس میں کہے کہ آج کس کی بادشاہت ہے سوائے میرے۔

(۱۰)

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَا اَکَلَ الْاِنْسَانُ شَیْئًا وَمَا شَرِبَ وَ مَا قَامَ وَمَا قَعَدَ وَمَا نَطَقَ وَمَا صَمَتَ وَمَا فَعَلَ فِعْلًا وَمَا تَوَجَّهَ لِشَیْءٍ وَمَا غَابَ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا وَ اَنَا فِیْهِ سَاکِنُهٗ وَمُتَحَرِّکُهٗ ـ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ انسان کوئی چیز نہیں کھاتا نہ پیتا نہ کھڑا ہوتا نہ بیٹھتا نہ بولتا نہ سنتا نہ کوئی کام کرتا نہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتا نہ اس سے بے رُخ ہوتا ہے

مگر یہ کہ اس میں مَیں ہوتا ہوں میں ہی اس کو ساکن رکھتا ہوں اور متحرک رکھتا ہوں

(۱۱)

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمْ جِسْمُ الْاِنْسَانِ وَ نَفْسُهٗ وَ قَلْبُهٗ وَ رُوْحُهٗ وَ سَمْعُهٗ وَ بَصَرُهٗ وَ یَدُهٗ وَ رِجْلُهٗ وَ کُلُّ ذَالِكَ اَظْهَرْتُهٗ بِنَفْسِیْ لِنَفْسِیْ لَا هُوَ اِلَّا اَنَا وَلَا اَنَا غَیْرُهٗ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظمؒ انسان کا جسم اس کا نفس اس کا قلب اس کی روح اس کے کان اور آنکھ اس کے ہاتھ اور پاؤں اور زبان ہر ایک کو میں نے ظاہر کیا۔ اپنی ذات سے اپنے لیے۔ وہ نہیں ہے مگر میں ہی ہوں میں اس کا غیر نہیں ہوں۔

(۱۲)

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمْ اِذَا رَأَیْتَ الْفَقِیْرَ الْمُحْتَرِقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَالْمُنْکَسِرَ بِکَثْرَۃِ الْفَاقَۃِ فَتَقَرَّبْ اِلَیْهِ لِاَنَّهٗ لَا حِجَابَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظمؒ جب تم کسی فقیر کو دیکھو کہ وہ فقر کی آگ میں جل گیا ہے اور فاقے کے اثر سے شکستہ ہو گیا ہے تو اس کا تقرب ڈھونڈو کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

(۱۳)

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمْ لَا تَأْکُلْ طَعَامًا وَلَا تَشْرَبْ شَرَابًا وَلَا تَنَمْ نَوْمَۃً اِلَّا عِنْدَ قَلْبٍ حَاضِرٍ وَعَیْنٍ نَاظِرٍ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم تم نہ کھانا کھاؤ نہ کچھ پیو اور نہ سوؤ مگر میرے ہی پاس حضورِ قلب اور چشمِ بینا کے ساتھ۔

۱۴

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ مَنْ حُرِمَ عَنْ سَفَرِيْ فِي الْبَاطِنِ أُبْتُلِيَ بِسَفَرِ الظَّاهِرِ وَلَمْ يَزْدَدْ إِلَّا بُعْدًا فِي سَفَرِ الظَّاهِرِ،

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظمؒ جو باطن میں میری طرف سفر سے محروم رہا میں اس کو ظاہری سفر میں مبتلا کرتا ہوں اور اس کو میری طرف سے اور کچھ نہیں بجز اس کے کہ سفر ظاہری کے ذریعہ مزید دوری ہو۔

۱۵

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ الْإِتِّحَادُ حَالٌ لَا يُعَبَّرُ بِلِسَانِ الْمَقَالِ فَمَنْ آمَنَ بِهٖ قَبْلَ وُجُوْدِ الْحَالِ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ أَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ الْوُصُوْلِ فَقَدْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم (محبوب شے) یگانگت کی کیفیت ایسی ہے کہ زبانی باتوں سے بیان نہیں ہو سکتی۔ تو جس شخص نے حال کے وارد ہونے سے قبل اس کی تصدیق کر دی تو اس نے کفر کیا اور جس نے وصل کے بعد عبادت کا ارادہ کیا اس نے شرک کیا اللہ عظمت والے کے ساتھ۔

۱۶

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ مَنْ سَعِدَ بِالسَّعَادَةِ الْأَزَلِيَّةِ طُوْبٰى لَهٗ لَمْ يَكُنْ مَخْذُوْلًا أَبَدًا وَمَنْ شَقِيَ بِالشَّقَاوَةِ الْأَزَلِيَّةِ فَوَيْلٌ لَّهٗ لَمْ يَكُنْ مَقْبُوْلًا بَعْدَ ذَالِكَ قَطُّ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم جو کوئی ازلی سعادت سے سعید بن گیا تو اس کیلئے

طوبیٰ یعنی خوشی کا مقام ہے اس کے بعد وہ مردود نہیں ہو سکتا۔ اور جو کوئی ازلی شقاوت سے شقی بن گیا تو اس کے لیے ویل یعنی ہلاکت ہے اور اس کے بعد وہ کبھی مقبول نہیں ہو سکتا۔

۱۷

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثَ الْاَعْظَمِ جَعَلْتُ الْفَقْرَ وَالْفَاقَةَ مَطِیَّةَ الْاِنْسَانِ فَمَنْ رَکِبَهَا فَقَدْ بَلَغَ الْمَنْزِلَ قَبْلَ اَنْ یَّقْطَعَ الْمَنَازِلَ وَالْبَوَادِیْ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم میں نے فقر و فاقہ کی سواری بنائی ہے انسان کے لیے جو اس پر سوار ہوا منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔ قبل اس کے کہ وہ منازل اور جنگلوں کو قطع کرے۔

۱۸

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثَ الْاَعْظَمِ لَوْعَلِمَ الْاِنْسَانُ مَا کَانَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَا تَمَنّٰی الْحَیَاةَ فِی الدُّنْیَا وَیَقُوْلُ بَیْنَ یَدَیَّ کُلَّ لَحْظَةٍ وَلَمْحَةٍ یَا رَبِّ اَمِتْنِیْ،

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم اگر انسان جان لے کہ جو کچھ موت کے بعد ہوتا ہے تو ہرگز دنیوی زندگی کی تمنا نہ کرے اور ہر لحظہ اور ہر لمحہ یہ کہے کہ اے رب مجھ کو موت دے دے۔

۱۹

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاغَوْثَ الْاَعْظَمِ حُجَّةُ الْخَلَائِقِ عِنْدِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الْعُمْیُ ثُمَّ التَّحَسُّرُ وَالْبُکَاءِ وَفِی الْقَبْرِ کَذَالِکَ،

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم خلائق کی جنت میرے نزدیک بروز قیامت بہرا گونگا اور اندھا ہونا ہے پھر حسرت اور گریہ اور قبر میں بھی ایسا ہی ہے۔

۲۰

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ الْمَحَبَّةُ بَيْنِي وَبَيْنَ الْمُحِبِّ وَالْمَحْبُوْبِ فَإِذَا فَنَى الْمُحِبُّ عَنِ الْمَحَبَّةِ وَصَلَ بِالْمَحْبُوْبِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم محب اور محبوب کے درمیان محبت ایک پردہ ہے پس جب محب محبت سے فنا ہو جاتا ہے تو محبوب سے واصل ہو جاتا ہے۔

۲۱

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ رَأَيْتُ الْأَرْوَاحَ يَتَرَقَّصُوْنَ فِي قَوَالِبِهِمْ بَعْدَ قَوْلِي أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم میں نے تمام ارواح کو دیکھا کہ وہ اپنے قالبوں میں ناچتی ہیں میرے قول الست بربکم کے بعد سے روز قیامت تک۔

۲۲

ثُمَّ قَالَ الْغَوْثُ رَأَيْتُ الرَّبَّ تَعَالَى وَقَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ مَنْ سَأَلَنِي عَنِ الرُّؤْيَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ فَهُوَ مَحْجُوْبٌ بِعِلْمِ الرُّؤْيَةِ فَمَنْ ظَنَّ أَنَّ الرُّؤْيَةَ غَيْرُ الْعِلْمِ فَهُوَ مَغْرُوْرٌ بِرُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالَى

پھر حضرت غوث نے کہا میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا اس نے مجھ سے کہا اے غوث اعظم جو کوئی علم کے بعد میری رویت کے متعلق پوچھے تو وہ علم رویت سے محجوب ہے اور جس نے بغیر علم کے رویت کے متعلق صرف گمان و قیاس کیا تو وہ حق تعالیٰ کی رویت

کے بارے میں دھوکے میں ہے۔

۲۳

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَنْ رَاٰنِی اَسْتَغْنیٰ عَنِ السُّؤَالِ فِی کُلِّ حَالٍ وَمَنْ لَمْ یَرَنِی فَلَا یَنْفَعُهُ السُّؤَالِ وَهُوَ مَحْجُوْبٌ بِالْمَقَالِ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم جس نے مجھے دیکھا وہ سوال سے بے نیاز ہو گیا ہر حال میں اور جو مجھے نہیں دیکھتا سوال سے اس کو کوئی فائدہ نہیں وہ تو سوال کی وجہ سے محجوب ہے۔

۲۴

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَیْسَ الْفَقِیْرُ عِنْدِی لَیْسَ لَهٗ شَیْءٌ بَلِ الْفَقِیْرُ الَّذِی لَهٗ اَمْرٌ فِی کُلِّ شَیْءٍ اِذَا قَالَ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم میرے نزدیک فقیر وہ نہیں ہے جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کے لیے امر ہے ہر شے میں کہ جب اس شے کو کہے ہو جا تو وہ ہو جائے۔

۲۵

ثُمَّ قَالَ لِی لَا اُلْفَةَ وَلَا نِعْمَةَ فِی الْجِنَانِ بَعْدَ ظُهُوْرِی فِیْهَا وَلَا وَحْشَةَ وَلَا حَرْقَةَ فِی النَّارِ بَعْدَ خِطَابِی لِاَهْلِهَا۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم جنت میں میرے ظہور کے بعد الفت اور نعمت نہیں رہیگی۔ اسی طرح دوزخ میں اہلِ دوزخ سے میرے خطاب کے بعد وحشت اور جلن نہیں رہیگی۔

۲۶

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ أَنَا أَكْرَمُ مِنْ كُلِّ كَرِيْمٍ وَأَنَا أَرْحَمُ مِنْ كُلِّ رَحِيْمٍ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم میں کریم ہوں ہر کریم سے بڑھ کر اور رحیم ہوں ہر رحیم سے بڑھ کر۔

۲۷

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ نَمْ عِنْدِي لَا كَنُوْمِ الْعَوَامِ تَرَانِي، فَقُلْتُ يَا رَبِّ كَيْفَ أَنَامُ عِنْدَكَ قَالَ بِخُمُوْدِ الْجِسْمِ عَنِ اللَّذَّاتِ وَخُمُوْدِ النَّفْسِ عَنِ الشَّهَوَاتِ۔ وَخُمُوْدِ الْقَلْبِ عَنِ الْخَطَرَاتِ۔ وَخُمُوْدِ الرُّوْحِ عَنِ اللَّحَظَاتِ۔ فِي فَنَاءِ ذَاتِكَ فِي الذَّاتِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم تو میرے پاس سو جا۔ عوام کی نیند کی طرح نہیں۔ پھر تو مجھے دیکھے گا۔ تو میں نے عرض کی اے پروردگار میں تیرے پاس کیسے سوؤں، فرمایا جسم کو لذتوں سے بجھانے کے ساتھ اور نفس کو شہوتوں سے بجھانے کے ساتھ اور دل کو خطرات سے بجھانے کے ساتھ اور روح کو انتظار سے ٹھنڈا کرنے کے ساتھ۔ ذات میں تیری ذات کے فنا ہونے میں۔

۲۸

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ قُلْ لِأَصْحَابِكَ وَأَحْبَابِكَ مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ جَنَابِي فَعَلَيْهِ بِاخْتِيَارِ الْفَقْرِ فَإِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَلَا ثَمَّ إِلَّا أَنَا۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم اپنے دوست احباب سے کہدو کہ تم میں سے جو ارادہ کرے

میری حضوری کا تو وہ فقر اختیار کرے۔ فقر جب تمام ہوجاتا ہے تو وہ نہیں رہتے سوائے میرے

۲۹

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ طُوْبٰی لَکَ اِنْ کُنْتَ رَؤُفًا عَلٰی بَرِیَّتِیْ وَطُوْبٰی لَکَ اِنْ کُنْتَ غَفُوْرًا لِبَرِیَّتِیْ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم تیرے لیے طوبٰے یعنی خوشخبری ہے اگر تو میری مخلوق پر مہربانی کرے اور طوبٰے یعنی خوشخبری ہے اگر تو میری مخلوق کو معاف کرے۔

۳۰

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْ لِاَحْبَابِكَ وَاَصْحَابِكَ اِغْتَنِمُوْا دَعْوَةَ الْفُقَرَاءِ فَاِنَّهُمْ عِنْدِیْ وَاَنَا عِنْدَهُمْ،

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم اپنے احباب واصحاب کو کہدو فقراء کی دعا کو غنیمت سمجھو کیونکہ وہ میرے نزدیک ہیں اور میں ان کے نزدیک ہوں۔

۳۱

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَنَا مَاْوٰی کُلِّ شَیْءٍ وَمَسْکَنُهٗ وَمَنْظَرُهٗ وَاِلَیَّ الْمَصِیْرُ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم میں ہر چیز کا اصل ہوں اور اس کا مسکن اور اس کا منظر اور ہر چیز میری طرف لوٹنے والی ہے۔

۳۲

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَا تَنْظُرْ اِلَی الْجَنَّةِ وَمَا فِیْهَا تَرَانِیْ بِلَا وَاسِطَةٍ وَلَا تَنْظُرْ اِلَی النَّارِ وَمَا فِیْهَا تَرَانِیْ بِلَا وَاسِطَةٍ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم جنت اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف نہ دیکھو تو مجھے دیکھ لوگے بلا واسطہ۔ اور دوزخ اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف نہ دیکھو تو مجھے بلا واسطہ دیکھ لوگے۔

٣٣

ثُمَّ قَالَ لِی یَاغَوْثَ الاعظَمِ اَھْلُ الْجَنَّةِ مَشْغُوْلُوْنَ بِالْجَنَّةِ وَ اَھْلُ النَّارِ مَشْغُوْلُوْنَ بِیْ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم اہل جنت جنت سے مشغول ہیں اور اہل دوزخ مجھ سے مشغول ہیں۔

٣٤

ثُمَّ قَالَ لِی یَاغَوْثَ الْاَعْظَمِ بَعْضُ اَھْلِ الْجَنَّةِ یَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّعِیْمِ کَاَھْلِ النَّارِ یَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ الْجَحِیْمِ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم بعض اہل جنت جنت سے پناہ مانگیں گے جس طرح اہل دوزخ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔

٣٥

ثُمَّ قَالَ لِی یَاغَوْثَ الْاَعْظَمِ مَنْ شُغِلَ بِسِوَائِیْ کَانَ لِصَاحِبِہٖ زُنَّارًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم جو میرے سوا کسی شے کے ساتھ مشغول ہوا قیامت کے روز وہ شے اس کے لیے زنار ثابت ہوگی۔

۳۶

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَهْلُ الْقُرْبَةِ یَسْتَغِیْثُوْنَ مِنَ الْقُرْبَةِ كَمَا اَنَّ اَهْلُ الْبُعْدِ یَسْتَغِیْثُوْنَ مِنَ الْبُعْدِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم اہل قرب فریاد کرتے ہیں قربت سے جس طرح اہل بعد فریاد کرتے دوری سے۔

۳۷

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اِنَّ لِیْ عِبَادًا سِوَی الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ لَا یَطَّلِعُ عَلٰی اَحْوَالِهِمْ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الدُّنْیَا وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاٰخِرَةِ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ النَّارِ وَلَا مَالِكٌ وَلَا رِضْوَانُ وَلَا جَعَلْتُهُمْ لِلْجَنَّةِ وَلَا لِلنَّارِ وَلَا لِلثَّوَابِ وَلَا لِلْعِقَابِ وَلَا لِلْحُوْرِ وَلَا لِلْقُصُوْرِ وَلَا لِلْغِلْمَانِ فَطُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِهِمْ وَاِنْ لَّمْ یَعْرِفْهُمْ ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ وَاَنْتَ مِنْهُمْ وَمِنْ عَلَامَاتِهِمْ فِی الدُّنْیَا اَجْسَامُهُمْ مُحْتَرِقَةٌ مِّنْ قِلَّةِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَنُفُوْسُهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَقُلُوْبُهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الْخَطَرَاتِ وَاَرْوَاحُهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ اللَّحَظَاتِ وَهُمْ اَصْحَابُ الْبَقَاءِ الْمُحْتَرِقِیْنَ بِنُوْرِ اللِّقَاءِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم میرے بعض بندے سوائے انبیاء و مرسلین کے ایسے ہیں کہ ان کے احوال سے کوئی بھی واقف نہیں اہلِ دنیا سے اور نہ کوئی اہلِ جنت سے اور نہ کوئی اہلِ دوزخ سے اور نہ مالک اور نہ رضوان اور میں نے نہ ان کو جنت کے لیے پیدا کیا، اور نہ دوزخ کے لیے اور نہ ثواب کے لیے اور نہ عقاب کے لیے اور نہ حور کے لیے اور

قصور کے لیے اور نہ غلمان کے لیے۔ پس خوشی ہے ان کے لیے جو ان پر ایمان لائیں، اگرچہ وہ پہچانیں نہیں۔ پھر فرمایا اے غوث اعظم تم انہیں میں سے ہو اور ان کی علامات دنیا میں یہ ہیں کہ ان کے جسم کم کھانے پینے کی وجہ سے جلتے ہیں اور ان کے نفوس خواہشات کے پرہیز سے جلتے ہیں۔ اور ان کے قلوب خطرات سے احتراز سے جلتے ہیں اور ان کی ارواح لحظات سے جلتی ہیں وہ اصحابِ بقا ہیں جو نورِ بقا سے جلتے ہیں۔

۳۸

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اِذَا جَاءَ كَ عَطْشَانٌ فِی یَوْمٍ شَدِیْدِ الْحَرِّ وَاَنْتَ صَاحِبُ الْمَاءِ الْبَارِدِ وَلَیْسَ لَكَ حَاجَةٌ بِالْمَاءِ فَلَوْ كُنْتَ تَمْنَعُهُ فَاَنْتَ اَبْخَلُ الْبَاخِلِیْنَ۔ فَكَیْفَ اَمْنَعُهُمْ مِنْ رَحْمَتِیْ وَاَنَا تَجَلَّتْ عَلٰی نَفْسِیْ بِاَنِّیْ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔

پھر فرمایا اے غوث اعظم جب تمہارے پاس پیاسے آئیں ایسے دن کہ سخت گرمی ہو اور تمہارے پاس ٹھنڈا پانی ہو اور تم کو پانی کی ضرورت نہ ہو پس اگر تم نے پانی دینے سے انکار کیا تو تم بخیلوں کے بخیل ہو گے پس میں ان کو کس طرح محروم رکھ سکتا ہوں اپنی رحمت سے حالانکہ میں نے اپنی شہادت دی اپنے نفس پر کہ میں ارحم الراحمین ہوں۔

۳۹

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَا بَعُدَ عَنِّیْ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْمَعَاصِیْ وَمَا قَرُبَ اَحَدٌ مِنِّیْ مِنْ اَهْلِ الطَّاعَاتِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم گناہگاروں میں سے کوئی مجھ سے دور نہیں ہوتا، اور

فرمانبرداروں میں سے کوئی مجھ سے قریب نہیں ہوتا۔

۴۰

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَوْ قَرُبَ مِنِّیْ اَحَدٌ لَکَانَ مِنْ اَھْلِ الْمَعَاصِیْ لِاَنَّھُمْ اَصْحَابُ الْعِجْزِ وَالنَّدَمِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم اگر مجھ سے کوئی قریب ہوگا تو وہ گناہگاروں میں سے ہوگا۔ کیونکہ گناہگار عاجزی اور پشیمانی والے ہیں۔

۴۱

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَلْعِجْزُ مَنْبَعُ الْاَنْوَارِ وَالْعُجْبُ مَنْبَعُ الظُّلْمَۃِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم عاجزی انوار کا منبع ہے اور خود پسندی ظلمت (تاریکی) کا منبع ہے۔

۴۲

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَھْلُ الْمَعَاصِیْ مَحْجُوْبُوْنَ بِالْمَعَاصِیْ وَاَھْلُ الطَّاعَاتِ مَحْجُوْبُوْنَ بِالطَّاعَاتِ وَلِیْ وَرَاءَ ھُمْ قَوْمٌ آخَرُوْنَ لَیْسَ لَھُمْ غَمُّ الْمَعَاصِیْ وَلَا ھَمُّ الطَّاعَاتِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم اہلِ معاصی اپنے گناہوں کی وجہ سے محجوب ہیں اور اہلِ طاعت اپنی طاعت کی وجہ سے محجوب ہیں اور میرا ایک گروہ ہے ان کے علاوہ جن کو نہ معاصی کا غم ہے اور نہ طاعت کی فکر۔

۴۳

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ بَشِّرِ الْمُذْنِبِیْنَ بِالْفَضْلِ وَالْکَرَمِ وَبَشِّرِ الْمُعْجِبِیْنَ بِالْعَدْلِ وَالنِّقَمِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم گناہگاروں کو فضل و کرم کی خوشخبری سناؤ اور خود پسندوں کو انصاف اور عقاب کی خوشخبری سناؤ۔

۴۴

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَہْلُ الطَّاعَةِ یَذْکُرُوْنَ النَّعِیْمَ۔ اَہْلُ الْعِصْیَانِ یَذْکُرُوْنَ الرَّحِیْمَ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم طاعت والے یاد کرتے ہیں نعمتوں کو اور گنہگار یاد کرتے ہیں رحم فرمانے والے کو۔

۴۵

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَنَا قَرِیْبٌ اِلَی الْعَاصِی بَعْدَ مَا یَفْرِغُ مِنَ الْعِصْیَانِ وَاَنَا بَعِیْدٌ مِنَ الْمُطِیْعِ اِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّاعَاتِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم میں قریب ہوں عاصی کے جب وہ گناہوں سے فارغ ہو جائے اور میں دور ہوں طاعت گزار سے جب وہ طاعت سے فارغ ہو جائے۔

۴۶

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ خَلَقْتُ الْعَوَامَ فَلَمْ یُطِیْقُوْا نُوْرَ بَہَائِی فَجَعَلْتُ بَیْنِی وَبَیْنَہُمْ حِجَابَ الظُّلْمَةِ وَخَلَقْتُ الْخَوَاصَّ فَلَمْ یُطِیْقُوْا مُجَاوَرَتِی فَجَعَلْتُ الْاَنْوَارَ بَیْنِی وَبَیْنَہُمْ حِجَابًا۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم میں نے عوام کو پیدا فرمایا تو وہ میرے حسن کی چمک برداشت نہ کر سکے تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان ظلمت کا پردہ ڈال دیا اور میں نے خواص کو پیدا فرمایا تو وہ میرا قرب برداشت نہ کر سکے تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان انوار کا پردہ ڈال دیا۔

۴۷

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْ لِاَصْحَابِكَ مَنْ اَرَادَ مِنْهُمْ اَنْ یَصِلَ اِلَیَّ فَعَلَیْهِ بِالْخُرُوْجِ عَنْ كُلِّ شَیْءٍ سِوَائِیْ،

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم اپنے دوستوں سے کہہ دو جو ان میں سے میری طرف پہنچنے کا ارادہ کرتا ہے کہ وہ میرے سوا ہر چیز کو چھوڑ دے۔

۴۸

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اخْرُجْ عَنْ عُقْبَةِ الدُّنْیَا تَصِلُ بِالْاٰخِرَةِ وَاخْرُجْ عَنْ عُقْبَةِ الْاٰخِرَةِ تَصِلُ اِلَیَّ،

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم دنیا کی جزا چھوڑ دو آخرت کو پا لو گے اور آخرت کی جزا چھوڑ دو مجھ تک پہنچ جاؤ گے۔

۴۹

ثُمَّ قَالَ لِی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اخْرُجْ عَنِ الْاَجْسَامِ وَالنُّفُوْسِ ثُمَّ اخْرُجْ عَنِ الْقُلُوْبِ وَالْاَرْوَاحِ ثُمَّ اخْرُجْ مِنَ الْحُكْمِ وَالْاَمْرِ تَصِلُ اِلَیَّ فَقُلْتُ یَا رَبِّ اَیُّ صَلٰوةٍ اَقْرَبُ اِلَیْكَ قَالَ الصَّلٰوةُ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْهَا سِوَائِیْ وَالْمُصَلِّیْ عَنْهَا غَائِبٌ۔ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ صَوْمٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ الصَّوْمُ الَّذِیْ لَیْسَ

سِوَائِیْ وَالصَّائِمُ عَنْہُ غَائِبٌ۔ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ عَمَلٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ قَالَ الْعَمَلُ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ سِوَائِیْ مِنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ وَصَاحِبُہٗ عَنْہُ غَائِبٌ۔ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ بُکَاءٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ قَالَ بُکَاءُ الضَّاحِکِیْنَ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ ضِحْکٍ عِنْدَکَ اَفْضَلُ قَالَ ضِحْکُ الْبَاکِیْنَ۔ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ تَوْبَۃٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ قَالَ تَوْبَۃُ الْمَعْصُوْمِیْنَ۔ ثُمَّ قُلْتُ اَیُّ عِصْمَۃٍ اَفْضَلُ عِنْدَکَ قَالَ عِصْمَۃُ التَّائِبِیْنَ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم نکل جاؤ اجسام سے اور نفوس سے پھر نکل جاؤ قلوب سے اور ارواح سے پھر نکل جاؤ حکم سے اور امر سے تاکہ مجھ سے ملو پس میں نے کہا اے رب کونسی نماز تجھ سے بہت قریب ہے فرمایا کہ وہ نماز جس میں میرے سوا کوئی نہ ہو اور نمازی خود اس سے غائب ہو۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ کونسا روزہ تیرے نزدیک افضل ہے فرمایا وہ روزہ جس میں سوائے میرے کوئی نہ ہو اور روزہ دار خود بھی اس سے غائب ہو پھر میں نے عرض کیا کونسا عمل تیرے نزدیک افضل ہے فرمایا وہ عمل جس میں میرے سوا کوئی نہ ہو نہ جنت نہ دوزخ بلکہ صاحب عمل بھی اس سے غائب ہو۔ پھر میں نے عرض کیا تیرے نزدیک کونسا گریہ افضل ہے فرمایا کہ ہنسنے والوں کا رونا۔ پھر میں نے عرض کیا! کونسی ہنسی تیرے نزدیک افضل ہے فرمایا رونے والوں کی ہنسی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کونسی توبہ تیرے نزدیک افضل ہے فرمایا بے گناہ بندوں کی توبہ۔ پھر میں نے عرض کیا کونسی بے گناہی تیرے نزدیک افضل ہے۔ فرمایا کہ توبہ کرنے والوں کی بے گناہی۔

۵۰

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَیْسَ لِصَاحِبِ الْعِلْمِ عِنْدِیْ سَبِیْلٌ اِلَّا

بَعْدَ إِنْكَارِهٖ لِأَنَّهٗ لَوْ تَرَكَ الْعِلْمَ عِنْدَهٗ صَارَ شَيْطَانًا۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم صاحبِ علم کے لیے اس کے علم کے ذریعہ میری طرف کوئی راستہ نہیں مگر علم کے انکار کے بعد کیونکہ وہ جب علم کو اس کے پاس چھوڑ دیتا ہے تو وہ شیطان ہو جاتا ہے۔

۵۱

قَالَ الْغَوْثُ رَأَيْتُ عَزَّ سُلْطَانُهٗ فَسَأَلْتُهٗ يَا رَبِّ مَا مَعْنَى الْعِشْقِ قَالَ الْعِشْقُ حِجَابٌ بَيْنَ الْعَاشِقِ وَالْمَعْشُوْقِ،

حضرت غوث نے فرمایا کہ میں نے رب العزت کو دیکھا پس میں نے دریافت کیا۔ اے رب عشق کے کیا معنی ہیں، فرمایا عشق حجاب ہے عاشق و معشوق کے درمیان۔

۵۲

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ إِذَا أَرَدْتَ التَّوْبَةَ فَعَلَيْكَ بِإِخْرَاجِ هَمِّ الذَّنْبِ عَنِ النَّفْسِ ثُمَّ بِإِخْرَاجِ الْخَطَرَاتِ عَنِ الْقَلْبِ تَصِلُ إِلَيَّ وَ إِلَّا فَأَنْتَ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ،

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم جب تم نے ارادہ کر لیا توبہ کا تو تم پر لازم ہو گیا وساوس نفسانی اور خطراتِ قلبی سے باہر نکل جاؤ اور مجھ سے مل جاؤ ورنہ تم دل لگی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

۵۳

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَدْخُلَ حَرَمِي فَلَا تَلْتَفِتْ بِالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَلَا بِالْجَبَرُوْتِ لِأَنَّ الْمُلْكَ شَيْطَانُ الْعَالِمِ وَالْمَلَكُوْتَ

شَیْطَانُ الْعَارِفِ وَلْجَبْرُوْتَ شَیْطَانُ الْوَاقِفِ فَمَنْ رَضِیَ بِوَاحِدٍ مِّنْهَا فَهُوَ عِنْدِیْ مِنَ الْمَطْرُوْدِیْنَ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم جب تم نے ارادہ کر لیا میرے حرم میں داخل ہونے کا تو التفات نہ کرو ملک کی طرف اور نہ ملکوت کی طرف اور نہ جبروت کی طرف کیونکہ ملک شیطان ہے عالم کے لیے، اور ملکوت شیطان ہے عارف کے لیے اور جبروت شیطان ہے واقف کے لیے۔ پس جو راغب ہوا ان میں سے کسی کی طرف وہ میرے نزدیک مردودوں میں سے ہے۔

۵۴

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ الْمُجَاهَدَةُ بَحْرٌ مِّنَ الْمُشَاهَدَةِ وَحِیْتَانُهُ الْوَاقِفُوْنَ فَمَنْ اَرَادَ الدُّخُوْلَ فِیْ بَحْرِ الْمُشَاهِدَةِ فَعَلَیْهِ بِاخْتِیَارِ الْمُجَاهَدَةِ لِاَنَّ الْمُجَاهَدَةَ بَذْرُ الْمُشَاهَدَةِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم مجاہدہ مشاہدہ کے سمندروں کا ایک سمندر ہے اور واقفیت رکھنے والے اس کی مچھلیاں ہیں پس جس نے ارادہ کیا بحرِ مشاہدہ میں داخل ہونے کا اسے لازم ہے کہ مجاہدہ اختیار کرے کیونکہ مجاہدہ بیج ہے مشاہدے کا۔

۵۵

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَا بُدَّ لِلطَّالِبِیْنَ مِنَ الْمُجَاهَدَةِ كَمَا لَا بُدَّ لَهُمْ مِنِّیْ،

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم طالبوں کے لیے مجاہدہ اسی طرح ضروری ہے جیسے ان کے لیے میری ذات ضروری ہے۔

۵۶

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمِ إِنَّ أَحَبَّ الْعِبَادِ إِلَيَّ عَبْدِي الَّذِي كَانَ لَهُ وَالِدٌ وَوَلَدٌ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ مِنْهُمَا بِحَيْثُ لَوْ مَاتَ لَهُ الْوَالِدُ فَلَا يَكُونُ لَهُ حُزْنٌ بِمَوْتِ الْوَالِدِ وَلَوْ مَاتَ لَهُ الْوَلَدُ فَلَا يَكُونُ لَهُ هَمُّ الْوَلَدِ فَإِذَا بَلَغَ الْعَبْدُ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ فَهُوَ عِنْدِي بِلَا وَالِدٍ وَبَلَا وَلَدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم میرے نزدیک سب سے زیادہ محبت والا بندہ وہ ہے جس کا والد ہو اور اولاد ہو اور اس کا قلب ان دونوں سے فارغ ہو اس حیثیت میں اگر اس کا والد مرجائے تو اس کو والد کی موت کا غم نہ ہو اور اگر اس کی اولاد مرجائے تو اولاد کی موت کا اس کو غم نہ ہو جب اس درجہ پر بندہ پہنچے تو میرے پاس بغیر والد اور بغیر اولاد کے ہوگا جس کا کوئی قرابت دار نہیں۔

۵۷

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْأَعْظَمِ مَنْ يَذُقْ فَنَاءَ الْوَالِدِ بِمَحَبَّتِي وَفَنَاءَ الْوَلَدِ بِمَوَدَّتِي لَمْ يَجِدْ لَذَّةَ الْوَحْدَانِيَّةِ وَالْفَرْدَانِيَّةِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم جو شخص مزہ نہ چکھے والد کی فنا کا میری محبت میں اور اولاد کی فنا کا میری مودت یعنی دوستی میں تو اس کے لئے وحدانیت اور فردانیت کی کوئی لذت نہیں۔

۵۸

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَیَّ فِیْ مَحَلٍّ فَاخْتَرْ قَلْباً فَارِغاً عَنْ سِوَائِیْ۔ فَقُلْتُ یَا رَبِّ وَمَا عِلْمُ الْعِلْمِ۔ قَالَ عِلْمُ الْعِلْمِ هُوَ الْجَهْلُ عَنِ الْعِلْمِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم جب تم ارادہ کرو مجھے دیکھنے کا کسی مقام میں تو قلب کو منتخب کر لو جو میرے غیر سے پاک ہو۔ پس مَیں نے عرض کیا اے رب علم کا علم کیا ہے۔ فرمایا علم کا علم اس علم سے جاہل ہو جانا ہے۔

۵۹

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ طُوْبٰی لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهٗ اِلَی الْمُجَاهَدَةِ وَوَیْلٌ لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهٗ اِلَی الشَّهَوَاتِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم خوشی ہے اس بندے کے لیے جس کا قلب مجاہدے کی طرف مائل ہوا اور اُس بندے کے لیے ویل ہے جس کا قلب شہوات کی طرف مائل ہو گیا۔

۶۰

قَالَ الْغَوْثُ سَأَلْتُ الرَّبَّ تَعَالٰی عَنِ الْمِعْرَاجِ قَالَ هُوَ الْعُرُوْجُ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ سِوَائِیْ وَکَمَالُ الْمِعْرَاجِ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔

حضرت غوثؒ نے فرمایا کہ مَیں نے رب تعالیٰ سے معراج کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ وہ عروج ہے ہر شے سے سوائے میرے اور معراج کا کمال یہ ہے کہ نہ آنکھ جھپکے اور نہ بے راہ ہو۔

۶۱

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا مِعْرَاجَ لَهٗ عِنْدِیْ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم اس کی نماز ہی نہیں جس کی معراج نہ ہو میری طرف۔

۶۲

ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ الْمَحْرُوْمُ عَنِ الصَّلٰوۃِ هُوَ الْمَحْرُوْمُ عَنِ الْمِعْرَاجِ عِنْدِیْ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم جو نماز سے محروم ہے وہ میری طرف معراج سے محروم ہے۔

شرحِ رسالہ غوثیہ

ذیل میں صرف اُن الہامات کی تشریح بیان کی گئی ہے جن کا معنی اور مفہوم واضح کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

۲

یعنی عالمِ ناسوت سے ترقی کر کے عالمِ ملکوت تک پہنچنے کا طور طریقہ شریعت کی اتباع ہے۔ عالمِ ناسوت کی صفات صفاتِ بشری ہیں۔ عالمِ ملکوت کی صفات صفاتِ ملکوتی ہیں۔ لہٰذا بشری صفات کو فنا کر کے ملکوتی صفات کو اختیار کرنے کے لیے شریعت کی اتباع لازمی ہے۔ پھر عالمِ ملکوت سے مزید ترقی کر کے عالمِ جبروت یعنی عالمِ صفاتِ الٰہی کی طرف ترقی کا طور طریقہ طریقت کے اصولوں پر عمل یعنی مجاہدہ و ریاضت تقوٰنے ہے۔ جب بندہ اس مقام پر ترقی کر جاتا ہے تو صفاتِ الٰہی یعنی اخلاقِ الٰہی سے متصف ہو جاتا ہے۔ ملائکہ کو بھی پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور تخلّقوا باخلاق اللّٰہ کا مصداق بن جاتا ہے اور پھر مزید ترقی کر کے عالمِ لاہوت لامکان یعنی ذاتِ الٰہی سے واصل ہو جاتا ہے اور یہی طریقہ حقیقت کہلاتا ہے کیونکہ بندہ اس مقام پر پہنچ کر حقیقت الحقائق کو پا لیتا ہے۔

۳

اللہ تعالےٰ کی سات صفات امہات الصفات کہلاتی ہیں، حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر اور کلام، حق تعالےٰ نے انسان کو اپنی ان صفات کا کامل مظہر بنایا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق تعالےٰ

نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔"
آدم سے مراد انسان اور صورت سے مندرجہ بالا صفات کا مظہر اور آئینہ مراد ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ میں کسی شے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا جیسا کہ انسان میں۔

۴

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہی ایسا بنایا ہے کہ امانت الٰہی کے بار کو اٹھانے کے قابل ہوا جبکہ اس امانت کو اٹھانے سے زمین و آسمان اور پہاڑوں نے معذوری ظاہر کر دی۔ اور انسان میں قلب ہی وہ عجیب مکان ہے جس میں تجلیاتِ ربانی سما سکتی ہیں ورنہ طور جیسا پہاڑ بھی ایک پرتوِ تجلی سے ریزہ ریزہ ہو گیا، اسی لیے اللہ نے حضرت غوثؓ سے فرمایا کہ انسان کے سوا کہیں میرا مکان نہیں۔

۵

فقیر کے کھانے پینے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کھانے پینے سے تعبیر دی ہے۔ یہاں فقیر سے مراد وہ شخص ہے جو مقامِ فقر کا مالک ہو اور جو مقامِ فقر کا مالک ہے وہ واصل باللہ ہے اور جو واصل باللہ ہے اس کا ہر فعل فعلِ الٰہی ہے جیسا کہ فرمایا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی (وہ کنکریاں) آپ نے نہیں پھینکی جب کہ آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالٰی نے پھینکی اور حدیث قدسی میں فرمایا کہ بندہ جب نوافل کے ذریعہ میرا تقرب ڈھونڈتا ہے تو میں اس کو اپنا مقرب بنا لیتا ہوں اور جب اپنا مقرب بنا لیتا ہوں تو اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے

وہ سنتا ہے اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے بولتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

۶

جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری یعنی میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوقات میرے نور سے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان کامل ہیں اور آپ ہی کے نور سے ہر مخلوق پیدا ہوئی۔ جن میں فرشتے بھی شامل ہیں۔

۷

یعنی اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنے حسن وجمال اور انوار وتجلیات کا آئینہ بنایا اور تمام عالمین کو انسان کے حسن وجمال کا آئینہ بنایا کیونکہ حسن وجمالِ الٰہی جو کنزِ مخفی کی طرح پوشیدہ تھا انسانِ کامل نے اپنی ذات وصفات کے آئینے میں اس کو ظاہر کیا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے مَنْ رانی فقد راء الحق جس نے مجھ کو دیکھا بالتحقیق اس نے حق تعالیٰ کو دیکھا اور انسان کے حسن وجمال کو اکوان وعالمین کے آئینے میں ظاہر کیا کیونکہ انسان عالمِ صغیر ہے اور عالَم، عالم کبیر۔ اور محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا انسان، عالمِ صغیر ہے اور عالَم انسانِ کبیر ہے۔

۹

چونکہ انسان مظہر جمالِ الٰہی ہے لہٰذا وہ خدائے تعالیٰ کا بھید ہے اور خدائے تعالیٰ چونکہ مُظہِرِ جمالِ انسان ہے اس لیے وہ انسان کا بھید ہے اور انسانِ کامل جو واصل باللہ ہوتا ہے اپنی ذات سے فانی اور خدا کی ذات سے باقی ہوتا ہے اور تمام

عالمین کو اپنے زیرِ فرمان دیکھتا ہے اور کہہ اٹھتا ہے کہ آج کس کی بادشاہت ہے سوائے میرے۔ جیسے منصور حلاج نے انا الحق کہا اور بایزید بسطامی نے سبحانی ما اعظم شانی کہا اور جنید بغدادی نے لیس فی جبتی سوا اللہ کہا۔

۱۰

کیونکہ ہر فعل کا فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ اس نے فرمایا اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ بے شک ہم نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے اعمال کو اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ نے فرمایا کہ جب میرے پیر و مرشد نے مجھے یہ تلقین کی کہ ہر فعل کا فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے تو دنیا و مافیہا کے تمام غموں سے بے نیاز ہو گیا۔

۱۱

یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم نفس قلب رُوح کان آنکھ ہاتھ پاؤں اور زبان کی حقیقتوں کو اپنے ہی نور سے پیدا فرمایا اور انسان کو اپنے ہی حسن و جمال کے مشاہدے کے لیے آئینہ بنایا لہٰذا انسان کو اپنی ذات سے اور اپنے ہی لیے پیدا فرمایا۔ چونکہ انسان کے آئینے میں دراصل جمالِ الٰہی ہویدا ہے اس لیے فرمایا کہ وہ نہیں ہے مگر میں ہی ہوں اور میں اس کا غیر نہیں ہوں۔

۱۲

کیونکہ جو فقر کی آگ میں جل گیا وہ فقیر ہے جس کا فقر تمام ہو چکا اذا تم الفقر فھو اللہ کے مطابق وہ واصل باللہ ہو چکا۔ لہٰذا اب اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں مزید یہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں شکستہ دلوں کے قریب ہوں۔

۱۳

یعنی جو کام بھی کرو ہماری رضا کے مطابق حضور قلب اور چشمِ بینا کے ساتھ کرو جیسا کہ کہا گیا ہے کہ دست بہ کار، دل بہ یار، حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ قسم ہے اُس حق کی جو میرا تجھ پر ہے کھا اور پی اور بات کر، اُس وقت تک نہ میں کچھ کھاتا نہ پیتا اور نہ کوئی بات کرتا ہوں۔

۱۴

یعنی جو شخص ذکر فکر مراقبہ کے ذریعہ حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا اُس کو مشاہدہ حاصل نہیں ہو سکتا اور حق تعالےٰ ایسے شخص کو ظاہری اعمالِ بے روح میں مشغول کر دیتا ہے جس کی وجہ سے بجائے قرب کے دوری ہی ہوتی ہے۔

۱۵

جس نے وصل الٰہی کا دعوےٰ واصل ہونے سے پہلے کر دیا اُس نے کفر کیا، اور جس نے واصل باللہ ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کیا اُس نے دوئی کا اظہار کیا یعنی عابد و معبود کا لہٰذا اُس نے شرک کیا۔

۲۵

یعنی جنت میں اللہ تعالیٰ کے ظہور کے بعد جنت کی ہر الفت اور نعمت ہیچ معلوم ہوگی، کیونکہ اللہ تعالےٰ کے دیدار سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اسی طرح اہلِ دوزخ سے جب اللہ تعالیٰ خطاب فرمائے گا تو اُس خطاب کی ایسی لذت ہوگی، کہ اُس کے سامنے دوزخ کی ہر وحشت اور جلن ہیچ معلوم ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے دیدار

سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں جیسا کہ ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث سے فرمایا کہ میں نے تمام ارواح کو دیکھا کہ وہ اپنے قالبوں میں ناچتی ہیں میرے قول الست بربکم کے بعد سے روز قیامت تک (الست بربکم کے خطاب کی لذت و سرور کی وجہ سے)

۳۳

یعنی اہل جنت جنت کی نعمتوں میں مشغول ہیں اور اہل دوزخ مصیبت اور پریشانی کی وجہ سے میری ہی طرف متوجہ ہیں۔

۳۹

یعنی کوئی گنہگار حق تعالیٰ سے دور نہیں ہوتا اگر وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کیونکہ گناہوں پر ندامت ہی توبہ ہے، الندم التوبة اور کوئی فرمانبردار حق تعالیٰ سے قریب نہیں ہوتا بسبب اپنی خود پسندی کے۔

۴۵

یعنی حق تعالیٰ قریب ہے اس عاصی کے جو گناہ کے بعد توبہ و ندامت اختیار کرے، اور دور ہے اس طاعت گزار سے جو نیکیوں کے بعد نیکیوں کو دیکھے اور ان پر اترائے۔

۴۷

یعنی حق تعالیٰ کے سوا قلب کے ساتھ کسی شے میں مشغول نہ ہو۔

۴۸

یعنی حق تعالیٰ کی ذات ہی کو اپنا مقصود اصلی بناؤ اور دنیا و آخرت کی جزا کی تمنا ترک کر دو۔

۵۰

یعنی عالم کا علم اس کو حق تعالیٰ کے قرب تک نہیں پہنچا سکتا۔ صرف حق تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہو سکتا ہے۔ جب عالم یہ جان لیتا ہے کہ اس کا علم تو حجابِ اکبر ہے اور یہ کہ حقیقت کی رو سے وہ کچھ بھی نہیں جانتا اور جو کچھ وہ علم رکھتا ہے وہ تو کتابی علم ہے اور اس علم کے ذریعہ حقیقت تک پہنچنے سے عاجز ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے معرفت سے عاجزی کا اعتراف ہی معرفت ہے اسی طرح عالم جب اپنے علم کو قربِ الٰہی کے عظیم حصول کی راہ میں عاجز تسلیم کرتا ہے تب اسے علمِ لدنّی عطا ہوتا ہے، اب اس پر عمل لازمی ہو جاتا ہے۔ اگر اسے ترک کر دے تو اب حقیقت کو پانے کے بعد اس سے روگردانی اس کو شیطان بنا دیتی ہے۔

۵۱

یعنی جب تک درمیان میں عشق ہے تو عاشق کا بھی وجود ہے اور معشوق کا جب یہ حجابِ عشق اٹھ جائے تو عاشق کا معشوق سے وصل ہو جائے۔ اب نہ عاشق رہا نہ معشوق نہ عشق، بندہ جب واصل بحق ہو گیا تو اب اس کا اپنا وجود نہ رہا اور جب وجود ایک ہی کا رہ گیا اور دوسرا فنا ہو گیا تو اب کہاں رہا عاشق اور عشق۔ اور عاشق کے

فعلِ عشق کی وجہ سے ہی دوسری ہستی معشوق کہلائی لیکن جب عاشق رہا نہ عشق تو معشوق کا اطلاق بھی نہ رہا۔

۵۲

دراصل یہ فرمان الٰہی حضرتِ غوث کے ماننے والوں کے لئے ہے کہ جب وہ توبہ کا ارادہ کریں تو اب ایسی توبہ ہونی چاہیے جیسی کہ اس آیت میں بیان فرمائی گئی ہے کہ ان اللّٰہ یحب التوابین ویحب المتطھرین یعنی اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور پاکی اختیار کرنے والوں سے، یہ توبہ ایسی ہو کہ نہ صرف گناہوں سے بچے بلکہ وساوسِ نفسانی اور خطراتِ قلبی سے بھی بچے۔ یہی کامل ترین توبہ ہے جو واصل باللہ کرتی ہے۔ جو شخص توبہ کر کے بھی وساوسِ نفسانی اور خطراتِ قلبی سے نہیں بچتا گویا وہ وصول الی اللہ کے معاملے میں سنجیدہ نہیں ہے اور یہ کہ وہ اپنے آپ سے دل لگی کر رہا ہے۔

۵۳

یعنی جس طرح شیطان انسان کو راہِ راست سے ہٹا دیتا ہے اسی طرح عالم کے لئے ملک، عارف کے لئے ملکوت اور واقف کے لیے جبروت کی طرف راغب و متوجہ ہونا خدائے تعالیٰ کے قرب کی راہ سے ہٹا دیتا ہے۔ جو شخص قرب الٰہی کے حرم میں داخل ہونا چاہے اسے چاہیئے کہ ان چیزوں کی طرف راغب نہ ہو۔

۵۸

انسان کا قلب حق تعالیٰ کی تجلیات کا مقام ہے اور اللہ تعالیٰ صرف اس قلب پر متجلی ہوتا ہے جس میں اس کا غیر نہ ہو۔ کیونکہ قلب ایک ہی ہے اور اس میں خالق یا مخلوق دونوں میں سے کوئی ایک رہ سکتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں، علم سے جاہل ہونے سے مراد وہ علم ہے جو بندے کو اس کا عالم ہونا ظاہر کرے۔

۶۰

ہر شے سے عروج کا معنےٰ یہ ہے کہ قلب کو ماسوے اللہ سے فارغ کیا جائے۔

اور معراج کا کمال یہ ہے کہ مشاہدہ حاصل ہو اور غیر اللہ کی طرف بالکل التفات نہ ہو جیسا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمال معراج کے بارے میں فرمایا مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔ یعنی آنکھ نہ جھپکی نہ بے راہ ہوئی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم بالا کے عجائبات کی طرف بالکل التفات نہ فرمایا۔

اس باب میں دیئے گئے تمام الہامات مستند کتاب الفیوضات ربانیہ تالیف سید اسمٰعیل ابن سید محمد سعید قادری مطبوعہ لبنان سے اخذ کئے گئے ہیں۔

بارہواں باب

آپ کا فارسی حمدیہ کلام اور چہل کاف

آپؒ کا فارسی حمدیہ کلام

پہلی حمد

تا ابد یارب ز تو من لطفہا دارم امید ‏ ‏ ‏ از تو گر امید برم از کجا دارم امید

اے میرے رب کریم میں تجھ سے ہمیشہ لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں اگر تجھ سے امید نہ رکھوں تو پھر کس سے امید رکھوں

ہم فقیرم ہم غریبم بیکس و بیمار زار ‏ ‏ ‏ یک قدح زاں شربت دار الشفا دارم امید

میں فقیر ہوں میں غریب ہوں بیکس اور بیمار ناتواں ہوں میں تیرے شفا بخش شربت کے ایک جام کی امید رکھتا ہوں

نا امیدم از خود و ز جملۂ خلقِ جہاں ‏ ‏ ‏ از ہمہ نومیدم اما از تو می دارم امید

میں نا امید ہوں اپنی ذات سے اور جملہ مخلوقات سے سب سے نا امید ہوں لیکن تجھ سے ہی امید رکھتا ہوں

ہم بدم بد گفتہ ام بد ماندہ ام بد کردہ ام ‏ ‏ ‏ با وجود ایں خطا ہا من عطا دارم امید

مَیں برا ہوں بری باتیں کرتا ہوں برے انداز میں رہتا ہوں برے کام کرتا ہوں باوجود ان خطاؤں کے تیری بخشش کی امید رکھتا ہوں

منتہائے کارِ تو دانم کہ آمرزیدن است ‏ ‏ ‏ زانکہ من از رحمتِ بے منتہا دارم امید

اے مولا بالآخر تو نے بخشنا ہے تو اس وجہ سے ‏ ‏ ‏ میں بے انتہا رحمت کی امید رکھتا ہوں !

ہر کسے امید دارد از خدا و جز خدا ‏ ‏ ‏ لیک عمری شد کہ از تو من ترا دارم امید

ہر کوئی خدا سے خدا کے سوا کی امید رکھتا ہے لیکن عمر گزری ہے کہ مَیں تجھ سے تیری ہی (ذات کی) امید رکھتا ہوں

روشنیٔ چشم از گریہ کم شد اے حبیب ‏ ‏ ‏ ایں زماں از خاکِ کویت توتیا دارم امید

اے حبیب رونے کی وجہ سے آنکھ کی روشنی کم ہو گئی ‏ ‏ ‏ اس وقت تیری گلی کی خاک کے سرمے کی امید رکھتا ہوں

محیؔ میگوید کہ خونِ من حبیب من بریخت ‏ ‏ ‏ بعد ازیں کشتن از و من لطفہا دارم امید

محی کہتا ہے کہ میرا خون میرے حبیب نے بہایا ہے ‏ ‏ ‏ اس قتل کے بعد بھی اسی کے لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں

دوسری حمد

بے حجابانہ درآ از درِ کاشانۂ ما　　　　کہ کسے نیست بجز دردِ تو در خانۂ ما

بے حجابانہ آ میرے دل کے کاشانے میں کہ اس کے اندر تیرے درد کے سوا کچھ بھی نہیں،

فتنہ انگیز مشو کاکلِ مشکیں مکشائے　　　　تابِ زنجیر نہ دارد دلِ دیوانۂ ما

فتنہ انگیز زلف عنبریں کو نہ کھول کہ میرا دلِ دیوانہ اس کی زنجیر کی گرفت کی تاب نہیں رکھتا،

مرغِ باغِ ملکوتیم دریں دیرِ خراب　　　　میشود نورِ تجلائے خدا دانۂ ما

اس دنیائے بے ثبات میں میں باغ ملکوت کا پرندہ ہوں خدا کے نور کی تجلیات سے روشن و منور

گر نکیر آید و پرسد کہ بگو ربِ تو کیست　　　　گویم آں کس کہ ربود ایں دلِ دیوانۂ ما

اگر نکیر آئے اور پوچھے تمہارا رب کون ہے تو کہوں گا کہ وہ جس نے میرا دلِ دیوانہ چھین لیا ہے

با احد در لحدِ تنگ بگویم کہ دوست　　　　آشنائیم توئی غیرِ تو بیگانۂ ما

تنگ قبر میں خدائے واحد سے کہتا ہوں کہ اے دوست تو ہی میرا آشنا ہے باقی سب بیگانے ہیں،

منکرِ نعرۂ ما کو کہ بما عربدہ کرد　　　　تا بہ محشر شنود نعرۂ مستانۂ ما

ہمارے نعرے کا منکر جس نے ہم سے جھگڑا کیا قیامت تک ہمارا نعرہ مستانہ سنتا رہے گا

شکر للہ کہ نمردیم و رسیدیم بدوست　　　　آفریں باد بریں ہمتِ مردانۂ ما

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم مرنے سے پہلے محبوب تک پہنچ گئے ہیں ہماری ہمت مردانہ پر آفریں ہے

محی بر شمع تجلائے جمالش میسوخت　　　　دوست میگفت زہے ہمتِ مردانۂ ما

محی اس کے تجلی جمال کی شمع پر جلتا ہے کہ　دوست بھی پکار اٹھتا ہے میری ہمت مردانہ پر

تیسری حمد

اے ذکر ترا در دل ہر دم اثرے دیگر — وے از تو بملکِ جاں دارم خبرے دیگر

اے کہ تیرا ذکر ہر لحظہ دل میں نیا اثر کرتا ہے ، اور جان کے ملک میں تیرے متعلق عجیب خبر ملتی ہے

از تیرِ ملامتہا داریم دلِ مجروح — جز لطفِ تو مارا نیست واللہ سرے دیگر

تیرے ملامت کے تیر سے میرا دل زخمی رہتا ہے ۔ تیرے لطف کے سوا ہمارے لیے کوئی نیا بھید نہیں ہے

زاں مے کہ بما دادی در روزِ الست اے دوست — لطف و کن مارا دہ جامے قدرے دیگر

اے دوست اس شراب میں سے جو تو نے ہمیں روزِ الست دی تھی مہربانی کرکے ہمیں قدرے اور جام عطا کر

در خدمتِ حق گر تو مردانہ کمر بندی — بخشد بتو ہر لحظہ تاج و کمرے دیگر

اگر تو حق کی اطاعت میں مردانہ وار کمر بستہ ہوگیا ہے تو تجھے ہر لحظہ نیا تاج اور نئی کمر بند عطا ہوگی

در خانۂ بیروزن یعنی لحدِ تاریک — بر جانِ تو خواہد تافت شمس و قمرے دیگر

بغیر روزن کے گھر یعنی اندھیری قبر میں ، تیری جان پر کوئی اور ہی سورج اور چاند روشن ہونگے

عیش و تن و جان و دل از رہگزرے عشقت — عشرت نتواں کردن از رہگزرے دیگر

تیرے عشق کی راہ میں جسم و جان و دل کی راحت ہے دوسری راہ سے یہ راحت نہیں مل سکتی ،

بر دوخت دل و دیدہ از دیدنِ غیرِ حق — نبود دلِ مجنوں را جز ایں ہنرے دیگر

غیرِ حق کو دیکھنے سے دل اور آنکھ بند کرلی ہیں — مجنوں کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی کمال نہیں

ہر کس کہ درِ حق زد او ہمہ درہا تافت — زاں در نتواں رفتن ہرگز بہ درے دیگر

جس نے حق کا دروازہ کھٹکھایا وہ اور دروازوں سے لوٹ گیا ، وہ کسی اور دروازے پر نہیں جا سکتا ،

در آئینہ دل دیدہ محی رخِ یار و گفت — اے ذکر ترا در دل ہر دم اثرے دیگر

محی نے دل کے آئینے میں دوست کو دیکھ لیا ہے اور کہتا ہے کہ تیرا ذکر ہر لحظہ دل میں نیا اثر کرتا ہے

چہل کاف

کَفَاکَ رَبُّکَ کَمْ یَکْفِیْکَ وَاکِفَةٌ ۔۔۔ کِفْکَافُھَا کَکَمِیْنٍ کَانَ مِنْ لُکَکٍ

اے میرے دل تیرا رب پہلے بھی کئی مرتبہ تجھے سخت مصائب میں کفایت کرتا رہا اب بھی تجھے ایسی مصیبتوں میں کفایت کرے گا کہ جن کی واپسی یا رکا رہنا بھاری لشکر کے گھات لگانے کی مانند ہے۔

تَکِرُّ کَرًّا کَکَرِّ الْکَرِّ فِیْ کَبَدٍ ۔۔۔ تَحْکِیْ مُشَکْشِکَةً کَلُکْلُکٍ لُکَکٍ

وہ مصائب ایسا سخت حملہ کرتے ہیں جو ایک مضبوط رسی جو مختلف رسیوں سے مل کر یکجان ہوئی ہو کی مانند مضبوط اور یکجان ہو اور اپنی تیزی تندی اور سختی میں ایسے بھاری لشکر کی مانند ہیں جو اپنی قوت میں یکجان ہوتے ہیں ایک فربہ اونٹ کی مانند۔

کَفَاکَ مَا بِیْ کَفَاکَ الْکَافِ کُرْبَتَهٗ

یَا کَوْکَبًا کَانَ یَحْکِیْ کَوْکَبَ الْفَلَکِ

اے میرے دل جسے میں ستارہ تصور کرتا ہوں اور جو آسمانی ستارے کی مانند ہے خدا نے تجھے ان تمام مصائب سے کفایت کی۔ کفایت کرنے والے خدا نے تجھے تیرے رنج و تکلیف سے تیری کفایت کی۔

تیرھواں باب

آپ کا کلام عظیم الشان

پہلی فصل

آپ کا عارفانہ کلام

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (اللہ جسے چاہتا ہے اپنا منتخب بنالیتا ہے) کے جذبات کی فوجیں ولایتِ دل پر حملہ کرتی ہیں اور نفسِ امارہ کی خواہشات کو وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ (اللہ کی راہ میں مکمل طور پر جہاد کرو) کی ریاضت کی لگام سے مطیع ومسخر بنادے اور فرعونوں اور جابروں کو مجلسِ تقوٰی میں مجاہدے کی زنجیروں میں کشاں کشاں لے آتے اور اور آرزوں کو اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو) کے طوق میں جکڑ کر باہر کردے اور فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ (جو ذرہ برابر نیکی کرے گا تو اسے دیکھ لے گا) کے تازیانے سے افعالِ ارادی واختیاری کو سزادے اور رسوم وعادات کی تعمیروں کے ستونوں کو درمیان سے نکالدے اور زبانِ حال سے اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَآ اَذِلَّۃً (بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ وبرباد کر دیتے ہیں اور اس کے باعزت لوگوں کو ذلیل کردیتے ہیں) کی صداقت کا اعلان کرے اور صفائے دل کی پسندیدہ زمین شہوات کی کدورتوں سے گزرجائے اور وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ (جو اسلام کے علاوہ دوسرا دین چاہے وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا) سے صاف وشفاف ہوجائے۔ اور گلستانِ روح مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِ (جسے اللہ ہدایت دے وہی

ہدایات یافتہ ہے) کی نسیم الطاف سے سراسر معطر ہو جائے اور اوراقِ سرائر پر اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ (اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا ہے) کے نقوش لطائف تحریر ہوں تو شہود یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ (جس روز یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی) صفت حال ہو جائے، اور شوق کے پہاڑ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا کی طرح ہوا میں اڑ جائیں اور بزبان حال کہے وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ (تم پہاڑوں کو جما ہوا سمجھ رہے ہو حالانکہ وہ تو بادلوں کی طرح اڑ رہے ہیں) عشق کا اسرافیل صور پھونک رہا ہے اور فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ (تمام زمین و آسمان والے مدہوش ہو جائیں گے) کی بجلی کی تاثیر ظاہر ہو رہی ہے اور اقبال لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ (انہیں عظیم گھبراہٹ کا کوئی غم نہ ہوگا) کا نقیب آکر ان کو قرار دے رہا ہوگا اور فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ (قدرت والے بادشاہ کے پاس اچھے ٹھکانے ہیں) کے علیین کی طرف بلا رہا ہے اور رضوانِ جنت بُشْرٰکُمُ الْیَوْمَ (آج تمہارے لیے بشارت ہے) صدا لگا کر جنت نعیم کے دروازے کھول کر کہتا ہے۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِیْنَ (تم پر سلام، تم کو مبارک ہو، جنت میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ) اور وہ لوگ کہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ (اللہ تعالٰے کی حمد کہ اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں جنت عطا فرمائی کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سو عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے)

نیز آپ نے فرمایا کہ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِهٖ (خواہشات

نفسانی کے پیچھے نہ پڑو کہ راہِ حق سے بہک جاؤ گے) اپنی خواہشات سے اعراض کر اور وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (ان کی اطاعت نہ کیجیے جن کے دل ہمارے ذکر سے غافل ہیں) کے مطابق مواقعِ غفلت سے باز آ اور فاسق و فاجر کی صحبت اختیار نہ کر کہ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (جن کے دل اللہ کی یاد سے سخت ہیں ان کی ہلاکت ہے) اور اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ (اپنے پروردگار کی بات مانو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جو ٹل نہیں سکتا) کے منادی کی اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (کیا ابھی ایمان والوں کے لیے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکرِ اللہ کے لیے جھک جائیں) کی ندا گوشِ ہوش سے سنیں اور اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى (کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے بیکار چھوڑ دیا جائے گا) کی تنبیہ کی وجہ سے تمام رات خوابِ غرور سے بیدار رہ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اللہ سے دھوکہ بازی) اور اہلِ حضور کے مراتب کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں اللہ کے ذکر سے نہ تجارت غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت) معلوم کر تا رہ اور کعبۂ مقصود حاصل کرنے کے لیے وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (اس کی طرف یکسو ہو جا) اس کے بعد قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ (آپ کہہ دیجیے کہ اللہ پھر باقی کو چھوڑ دیجیے) کی تجرید کر کے وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْۤ اِلَى اللّٰهِ (میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں) کی تفویض کی سواری پر سوار ہو کر اہلِ صدق کہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سچوں کے ساتھ رہو) کے قافلے کے ساتھ مسافر ہو جا اور آرائشِ دنیا کے ساکن کو کہ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا (جو کچھ زمین پر ہے اسے ہم نے زمین

کی زینت بنایا) عبور کرتے ہوئے مہالک فتنہ کے اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (تمہارے مال واولاد فتنہ ہیں) راستوں میں سلامتی کے ساتھ ہدایت کی شاہراہوں کو اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (یعنی نصیحت ہے سو جو چاہے اپنے رب کا راستہ اختیار کرے) سامنے رکھ اور زبانِ اضطرار سے کہ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (کوئی ہے جو مضطر ومجبور کی دعا کو قبول کرے) تضرع اور زاری کے ساتھ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرما) کے دسترخوان پر عنایتِ قدیم اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے) کے مبشر کے ہمراہ تحیت سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (سلام ہو یہ بات پروردگار رحیم کی جانب سے ہے) کی بشارت کے ساتھ آگے بڑھتا رہ اور نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ (اللہ کی مدد اور فتح عنقریب حاصل ہوگی) کی سواری پر سوار ہو کر فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ (وہ اللہ کی نعمت اور فضل وکرم کو لیکر واپس آئے گی) بارگاہ خلد کا داعی ہو۔ ہر طرف سے عزت ووصال کی ہوائیں چلنے اور ساقیانِ غیب کے ہاتھوں سے شرابِ محبت کے جام چلنے کا مشاہدہ ہو اور اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا (یہ ہے تمہاری جزا، اور تمہاری کوشش بار آور ہوئی) کی صدائیں بلند ہوں اور اس مقامِ اُنس میں وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (اللہ تعالیٰ نے موسےٰ سے کلام فرمایا) کی فسانہ گوئی شروع ہو اور فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ (جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی) کا دیباچہ طولانی ہو اور چشمِ بصیرت کا نور وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا (موسےٰ بیہوش ہو کر گر پڑے) کی سکرات حالات کی خبر دے اور وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا

نَاظِرَةٌ (بہت سے چہرے اس روز تروتازہ اپنے رب کو دیکھ رہے ہونگے) کا مشاہدہ کرے اور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے زبان حال سے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (نگاہیں اسے نہیں پاسکتیں اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے) کہہ کہ بینا ہو جائے۔

نیز آپ نے فرمایا جب آسمانِ شہود پر ابرِ فیض کے چھٹ جانے سے يَهْدِى اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (جس کو اللہ تعالٰے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت دیتا ہے) چمکنے لگے اور عنایت يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کر لیتا ہے) کے رخ سے وصول کی ہوائیں چلنے لگیں اور گلشن قلب میں انس کے پھول کھلنے لگیں اور گلستانِ روح میں ذوق و شوق کی بلبلیں يٰاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ (ہائے یوسف) کے نغمات سے ہزار داستان کی طرح ترنم ریز ہوں اور اشتیاق کی آگ عالم سرائر میں مشتعل ہو کر اور طیور فکر فضائے عظمت میں انتہائی پرواز کے باعث بے بال و پر ہو جائیں اور بڑے بڑے اہل عقل وادی معرفت میں پیہم گم ہوتے رہیں اور عقل و خرد کے ستون ہیبت و جلال کے صدمے سے لرز جائیں، اور عزائم کی کشتیاں مَاقَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (انہوں نے اللہ کی وہ قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق ہے) کے سمندر دل میں وَهِىَ تَجْرِىْ بِهِمْ فِىْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ (وہ کشتی انہیں پہاڑ کی طرح لیکر تیر رہی تھی) کی ہواؤں کے ساتھ حیرت کی موجوں میں بیٹھنے لگے تو يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ کے دریائے عشق کی موجیں متلاطم ہوتی ہیں، ہر ایک بزبانِ حال یہ پکارنے لگتا ہے۔

رَبِّ اَنْزِلْنِىْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ (اے پروردگار ہمیں اتار مبارک اتارنا اور تو بہترین اتارنے والا ہے) اور اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى (جن

کے لیے ہماری جانب سے اچھائی پہلے ہی سے مقدر ہو چکی ہے) عنایت حاصل ہوتی ہے اور انہیں فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ (اچھے ٹھکانے میں) کے ساحل جودی پر اتارتا اور مستانِ بادہ الست کی مجلس میں پہنچاتا ہے اور لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ (یعنی نیکی کرنے والوں کے لیے نیک بدلہ اور اس سے زیادہ ہے) کے دسترخوانِ نعمت کو سامنے بچھاتا ہے اور خمخانۂ قرب بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ (پاکیزہ فرشتوں کے ہاتھوں سے) اور سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (ان کا پروردگار انہیں شرابِ طہور پلائے گا) کے جامِ وصال کا دور چلاتا ہے اور وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْکًا کَبِیْرًا (اور جب تم دیکھو گے تو دیکھو گے وہاں نعمتیں اور ملکِ عظیم) کی حکومتِ ابدی اور دولت دائمی کا مشاہدہ ہوگا۔

نیز آپ نے فرمایا کہ قلبِ سلیم پیدا کرتا کہ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ (اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو) کے رموز معلوم ہو سکیں اور کامل آخرت کو حاصل کرتا کہ سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْۤ اَنْفُسِهِمْ (ہم انہیں اپنی نشانیاں دنیا میں اور ان کے نفوس میں دکھائیں گے) کے دقائق کا ادراک کر سکے اور یقینِ صادق پیدا کرتا کہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (ہر چیز اللہ کی حمد و تسبیح کرتی ہے لیکن تم اس کو نہیں سمجھ سکتے) کے شواہد معرفت کو دل کی آنکھوں سے دیکھیے اور وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں دریافت کریں تو میں قریب ہوں ہر دعا مانگنے والے کی دعا کو جب وہ پکارے قبول کرتا ہوں) کے اسبابِ وصول سامنے آئیں اور اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا

وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تم کو بس یونہی بیکار وبے مقصد پیدا کر دیا ہے اور تم ہمارے پاس واپس نہ آؤ گے) کے تازیانے کے باعث وَیُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ (انہیں غافل کیا آرزوں نے سو عنقریب انہیں پتہ چل جائیگا) کی خوابِ غفلت سے بیدار ہو اور وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ (اللہ کے سوا۔ نہ تمہارا کوئی دوست ہے نہ مددگار) کے مضبوط قلعہ کو ہاتھ سے پکڑو اور فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو) کی کشتی میں سوار ہو اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا) کے دریائے معرفت میں مردانہ وار غوطہ زنی کرو۔ پھر اگر گوہر مطلوب ہاتھ آگیا تو فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا (زبردست کامیابی حاصل کی) اور اگر اسی طلب میں جان جاتی رہی تو فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ (تحقیق اس کا اجر اللہ کے ہاں واقع ہو گیا) (اخبار الاخیار)

نیز آپ نے فرمایا کہ بے شک صدق کے قدم جب طلب کرتے ہیں تو پا لیتے ہیں اور شوق کا ہاتھ جب جذب کرتا ہے تو مالک ہوتا ہے۔ محبت کا لشکر جب قید کرتا ہے تو قتل کر ڈالتا ہے۔ شریف کی صفات جب فنا ہوتی ہیں تو جاتی رہتی ہیں۔ وصل کے درخت جب ثابت رہتے ہیں تو اگتے ہیں۔ قرب کے اصول جب مضبوط ہوتے ہیں تو بزرگ ہوتے ہیں، قدس کے باغ جب ظاہر ہوتے ہیں تو تر و تازہ ہوتے ہیں، اُنس کی ہوائیں جب چلتی ہیں تو پھیلتی ہیں عقلمندوں کی آنکھیں جب دیکھتی ہیں تو مدہوش ہو جاتی ہیں۔ دوستوں کے دل جب دیکھتے ہیں تو عاشق ہو جاتے ہیں۔ ارواح کے کان جب قریب ہوتے ہیں تو سنتے ہیں۔ اسرار کی آنکھیں جب حاضر ہوتی ہیں تو دیکھتی ہیں۔ قوم کی زبانیں

جب حکم دی جاتی ہیں تو بولتی ہیں۔ پس ان بندوں کی خوبی اللہ کے لیے ہے جن کو ان کا مولا کرم کی زبان سے پہلے قدم میں پکارتا ہے اور فضل کا منادی ان کو وصل کی مجلس کی طرف بلاتا ہے۔ پھر ان پر محبت کے معانی ظاہر ہوتے ہیں اور ہُدی خوان ان کو قرب کی جانب لے جاتا ہے وہ ازل کے مطالعے سے جمال کی بزرگی کو مشاہدہ کرتے ہیں خطاب کے پھولوں سے ان کی ارواح خوش ہوتی ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی خاموش ہے تو حق الیقین کی وجہ سے۔ اور اگر ان میں سے کوئی بولتا ہے تو امر یقین وارد ہونے کی وجہ سے۔ اگر ان کی بزرگی کے فرمان پر نظر ڈالے تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا ہے۔ اگر ان کے مقام کی نسبت پوچھے تو وہ اللہ قادر کے پاس ہیں اگر ان کی تعریف کرنا چاہتا ہے تو وہ لوگ بڑے مرتبے والے ہیں۔ جو باتیں ان سے ظاہر ہوتی ہیں وہ اگر بڑی ہیں تو وہ جو ان کے سینے میں ہیں وہ بھی بڑی ہیں تو کوئی شخص ان نعمتوں کو جو ان کے لیے مخفی رکھی گئی ہیں نہیں جانتا۔ یہ باتیں کیسے نہ ہوں حالانکہ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بعض بندے ہیں کہ وہ مجھے دوست رکھتے ہیں میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ وہ میرے مشتاق ہیں میں ان کا مشتاق ہوں۔ وہ مجھے یاد کرتے ہیں میں ان کو یاد کرتا ہوں وہ میری طرف دیکھتے ہیں میں ان کی طرف دیکھتا ہوں۔ پس نبی نے کہا خداوندا ان کی علامت کیا ہے۔ کہا کہ آفتاب کے غروب کو وہ ایسا دوست رکھتے ہیں جیسے جانور اپنے گھونسلوں کو، جب رات پڑ جاتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے تو وہ مردانِ خدا اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اپنے چہروں کا فرش بناتے ہیں اور مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں بعض کھڑے ہوتے ہیں بعض بیٹھے۔ مجھے بصیر ہونے کی قسم کہ وہ میرے سبب سے

گراں خاطر نہیں ہوتے، مجھے اپنے سمیع ہونے کی قسم کہ وہ میری محبت کی شکایت نہیں کرتے۔ میں پہلے ان کے دلوں میں اپنا نور جلوہ فگن کرتا ہوں پھر وہ میری خبر دیتے ہیں جیسا کہ میں ان کو خبر دیتا ہوں۔ دوم یہ کہ آسمان اور زمین اگر ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور دوسرے میں ان میں سے ایک شخص تو میں اس کی خاطر ان سب کو ہلکا کر دوں۔ سوم یہ کہ میں اپنے وجہ کریم کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تم کیا سمجھتے ہو کہ میں جس کی طرف اپنے وجہ کریم سے متوجہ ہوتا ہوں تو کون شخص معلوم کر سکتا ہے کہ میں اس کو کیا کیا نعمتیں دینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اے مخاطب تم کو ان کی اتباع ضروری ہے کہ شاید تو ان کا متبع ہو جائے اور وہ سعادت اور مرتبہ پائے کہ جو اعلے درجہ کا ہو۔ میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ ہماری آنکھوں میں اپنی ہدایت کا سرمہ ڈال دے ہمارے عقائد کے ستونوں کو مضبوط کرنے اپنی عمدہ رعایت کے ساتھ۔

نیز آپ نے اس قول يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (وہ اس کو دوست رکھتے ہیں اور وہ ان کو دوست رکھتا ہے) کے بارے میں فرمایا کہ دل کی آنکھوں سے انہوں نے دیکھا۔ غفلت کے برقعوں کو بھیدوں کے چہروں سے اٹھا دیا۔ عالم غیب کے لوگوں کو دلوں کے شیشوں کی صفائی سے دیکھا۔ معانی کے جواہرات وحی کے کلمات کے پھولوں کے نچھاور کرنے سے چن لیا اور قضا و قدر کی حکمتوں کے ربیع کے باغوں میں اسرار کی عقلوں کے چشموں سے سیراب ہوتے ہیں۔ ازل کے اوصاف کی دلہنوں کو فکروں کی کنگھیوں سے رونق دار و آراستہ کیا اور ایسے دلوں سے حاضر کیے گئے کہ وہ قالبوں کی طرف متوجہ نہ تھے۔ قرآن کے باغ کی خوشبوؤں کے سونگھنے کے لیے اپنی ارواح کے دماغ سے میلان کیا۔ اس قول کے مطابق کہ پس عنقریب

اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا کہ وہ اس کو دوست رکھیں گے وہ ان کو دوست رکھیگا جبکہ وہ عدم کے بستروں پر غیب کے خواب گاہوں میں پڑے سوتے تھے، تب ان کی ذاتوں کے ذوات کو مٹی کے اجزاء سے پہلی تقدیر نے نکالا۔ صفائی کی آگ سے ان کی میل کچیل دور کی اور یُحِبُّھُمْ کی سطروں کو ازل کے خزانے میں بخشش کے نشار نے نقش کیا ان کی طرف سے جب کہ وہ عدم کے پردہ میں تھے کہا کہ یُحِبُّوْنَہٗ یعنی وہ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ جانوروں کی بولی سلیمان الوقت ہی سمجھے گا اور عاشقوں کے آنکھوں کے اشارات کو سوائے عاشق مجنون کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

نیز آپ نے فرمایا کہ جب ازل کے کاتب نے قدم کے دیوان میں ارواح کی صاف تختیوں پر محبت کی سیاہی سے برگزیدگی کے قلم سے یحبھم ویحبونہ کی سطروں کو لکھا ان وجودوں کے گرجوں کے رہبان عدم میں تھے۔ غیب کے پردوں کے سیپیوں میں ان کے وجود کے موتی چھپے ہوئے تھے اور کُن کے پردوں کے درختوں کے سایوں کے نیچے ان کی جانوں کے ہمنشیں سوئے پڑے تھے۔ تب تقدیر کے موذن نے نسیم سحر سے ان کو بیدار کیا پھر وہ موجود ہو گئے۔ دنیا کی تاریکی ان کے وجود کی شمعوں کی روشنی سے روشن ہو گئی۔ ان کی جانیں صورتوں کے محلوں میں رہنے لگیں، ان کی صفائی کدورت سے مل گئی۔ ان کے نور ظلمت عنصری سے مل گئے۔ ارواح مسافر کی طرح دور کے شہر میں جا اترے۔ پھر انہوں نے جناب قدم میں جو روشنی دیکھی تھی اس کے مشتاق ہوئے اور مواطن قدس میں جس سے مانوس تھے اس کا شوق ظاہر کیا اور جب وہ میدان قرب کی طرف نکلے تو مہربانی کے ہاتھ نے ان سب کو علے قدر مراتب محبت کی خلعتیں پہنا دیں اور ان کے خواص کو مجلس میں یحبھم ویحبونہ

کے جھنڈے دیدے۔ ان کے لیے عزت کے رتبے مَسارِعُوا کے سمندر کے کنارے پر لٹکا دے۔ ازل کی کچہری کے کاتب کو حکم دیا کہ ان کے لیے بڑی سعادت کا فرمان لکھ دے اور اس کی تحریر کو وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ کی مہر ثبت کر دی اور اس کے خطاب کا عنوان یہ رکھا فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور اس کو قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ کی سواری پر سوار کر کے بھیجا۔ اے مخاطب یہ اسرار کا تخت خاکی اطوار کے خیمے میں رکھا جاتا ہے اور یقین کی آنکھوں سے توحید کے خط کا نقطہ دیکھا جاتا ہے۔ وجود کا بنیادی قاعدہ یہ ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

نیز آپ نے فرمایا کہ عارفین کے دلوں کے آسمان میں حجابِ ازل سے ایک تجلی چمکی اور ہمیشگی کے باغ سے مکاشفین کی روحوں کے دماغ پر معطر ہوا چلی، طرح طرح کے قدس کے پھولوں کی خوشبوئیں مشاہدین کے اسرار کو معطر کیا۔ اگر تیری عقل کی آنکھ اس کے غیر کی نظر سے اندھی ہو جائے تو اس کی جزا آخرت میں یہ بنائی گئی ہے کہ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (بہت سے چہرے آج کے دن تروتازہ ہونگے۔ اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہونگے)

نیز آپ نے فرمایا اے مخاطب محبوب کے دیکھنے کے اشتیاق میں اپنی جان کو بیچ ڈال مطلوب کے پانے کے عشق اور محبوب کے دیکھنے کے شوق کے لیے ایسے پختہ ارادے سے منازل کے قطع کرنے میں جلدی کر، حرمت کے حرم میں داخل ہو۔ عبودیت کے مقام میں کھڑا ہو عشق و سوزش کی بزرگی کا قصد کر، پھر جلد تو ارواح کے برابر کھڑا ہوگا۔ دلوں کے یعقوب یوسف کے شہر کو دیکھ لیں گے۔ پھر اگر تیرے پاس اس کی طرف سے ایسی خوشبو آئے جو کہ اس کے جمال کے نور سے روح کے سانس

کو معطر کردے تو اس کی تیز خوشبو سے مست ہو جا اور اس کے وصل کے لوٹنے کی وجہ سے بحالت عشق اپنی جان بیچ ڈال واللہ اپنے نفس کو ایک نظر محبوب کے عوض بیچنے والا ناکام نہیں ہوتا۔

تنزیہہ باریتعالی کے بیان میں

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ذُوالْعَرْشِ الْمَجِیْدُ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ بزرگ و برتر عرش والا جو چاہتا ہے سو کرتا ہے وہ اپنی قدرت اور اعیان اور تغیر و تبدل احوال میں منفرد ہے كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ہر روز اس کی نئی شان ہے جو کچھ اس نے مقدر کر دیا وقت مقررہ پر اسے جاری کرتا ہے اس کی تدبیر مملکت میں کوئی اس کا معین و مددگار نہیں عالم الغیب ہے۔ متناہی اور محدود نہیں۔ قادر مطلق ہے۔ اس کی قدرت کی کوئی حد نہیں۔ مدبر ہے۔ اس کا کوئی ارادہ ناقص نہیں۔ یاد رکھتا ہے بھولتا نہیں۔ قیوم و ہوشیار ہے اور اسے غفلت وسہو نہیں۔ حلیم اور بردبار ہے کہ جلدی نہیں کرتا۔ گرفت کرتا ہے تو پھر مہلت نہیں دیتا کشائش کرتا ہے تنگی کرتا ہے غصہ ہوتا ہے نرمی بھی کرتا ہے وہ ایسا قادر ہے کہ اپنے بندوں کو کامل الوصف پیدا کیا ہے وہ ایسا پروردگار ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے افعال اپنے حسب ارادہ ان سے جاری کرائے۔ اس کا علم علم حقیقی ہے نہ کوئی اس سے مشابہ ہے نہ کوئی اس کی مثال۔ نہ کوئی اس کی ذات میں اس سے مشابہ ہے نہ صفات میں لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اس کی مثل کوئی شے نہیں وہ سمیع و بصیر ہے۔ ہر شے کا قیام اس کے قیام سے اور ہر ایک کی

زندگی اسی کی حیات سے مستفاد ہے۔ مگر فکر اس کی عظمت وجلال کے میدان میں تھک کر گر جائے اور نورِ تعظیم وجلال کی شعاعیں چمکنے لگیں جس سے نہ تو تنزیہہ کی کوئی مثال سمجھ میں آئے اور نہ توحید کے سوا کوئی راہ نظر آئے اور تقدیس وتنزیہہ کی عظمت کے سامنے ہو کر تقریر کو پست کر دے عقلیں اس کی ردائے معرفت میں پیچیدہ ہو کر رہ جاتی ہیں اور آگے نہیں بڑھ سکتیں کہ اس کی کنہہ ذات کو دریافت کر سکیں اور آنکھیں اس کے نورِ بقا کے سامنے بند ہو جاتی ہیں اور اس کی احدیت کی حقیقت کو معلوم کرنے کیلئے نہیں کھل سکتیں۔ علوم وحقائق ومعارف کی انتہا اور اس کی غایتیں ہاتھ باندھ کر کھڑی رہ جاتی ہیں۔ تمام قوائے بیکار رہ جاتے ہیں اور جناب حضرت القدس میں سے ہیبت طاری ہوتی ہے جو تمام علل کو معدوم کر دیتی ہے کیفیت اور شلیت کسی طرح سے اس کی تقدیس وتنزیہہ میں داخل نہیں ہو سکتیں وہ اپنی صفات سے خلق پر ظاہر ہے تاکہ اسے وہ ایک جانیں اور اس کے وجود کا اقرار کریں، نہ اس لیے کہ وہ کسی شے سے تشبیہ دیں۔ ایمان اس کی صفات کو یقیناً ثابت کرتا ہے اور عقل اس کے دریافت کرنے میں یا وہم فہم خیال وذہن اس اس کے متعلق تصور کرے اس کی عظمت وکبریائی اس سے برتر ہے اپنی قدرتوں سے ظاہر اور اپنی ذات وصفات سے پوشیدہ ہے۔

تخلیقِ انسان کے بیان میں

آپ نے فرمایا کہ اس خالق کون ومکان نے انسان کو کس عمدہ وبہترین صورت میں بنایا۔ اس نے اس ضعیف البنیان کے وجود میں اپنی کیا کیا حکمتیں دکھائی

ہیں۔ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ برکت والی ذات اللہ کی جو بہترین مخلوق بنانے والا ہے۔ اگر انسان میں اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے کی عادت نہ ہوتی تو وہ اپنی فضیلتِ عقل کی وجہ سے انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔ اگر اس میں کثافت طبعی نہ ہوتی تو وہ نہایت ہی لطیف ہوتا۔ وہ ایک ایسا خزانہ ہے جس میں غرائب اسرارِ غیب اور جمیع اصنافِ غیب رکھے گئے ہیں۔ اس کا وجود ایک مکان ہے جو کہ نور و ظلمت دونوں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ ایک ایسا پردہ ہے جس میں طرح طرح کے پردوں سے روح کو اغیار کی آنکھوں سے چھپایا گیا ہے۔ فرشتوں پر اس کی فضیلت نے اسے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کا لباس پہنایا اور فَضَّلْنٰھُمُ الْعَقْلَ کی مجلس میں بٹھا کر اس کے حسن و جمال کو دکھایا۔ جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ عالمِ غیب و شہادت سے ہے۔ اس کی سیپیاں ارواح کے موتیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ وجود کے دریا میں علم کی کشتیوں پر لدی ہوئی ہیں اور وہ کشتیاں ہوائے روح کے ذریعہ ریاضت و مجاہدے کی طرف جا رہی ہیں۔ اس کے میدانِ وجود میں سلطان ہوا (خواہش) کے روبرو کھڑا ہے۔ اور دونوں لشکر فضائے صدر میں بڑی جوانمردی سے ایک دوسرے کے مقابلے کے لیے تیار کھڑے ہیں۔ سلطانِ ہوا (خواہش) کے لشکر کا سردار نفس اور سلطانِ عقل کے لشکر کا سردار روح ہے۔ اِن دونوں شاہوں کے لشکروں کی تیاری کے بعد حکمِ الٰہی کے موذن نے پکار کر کہہ دیا کہ اے لشکرِ الٰہی کے جوانمردو آگے بڑھو اور اے لشکرِ ہوا کے بہادرو سامنے آؤ۔ یہ حکمِ الٰہی کے صادر ہونے کے بعد یہ دونوں لشکر لڑنے لگے اور جانبین سے ایک دوسرے پر فتح پانے کی غرض سے طرح طرح

کے حیلے کیے جانے لگے۔ اس وقت توفیقِ الٰہی نے بھی زبانِ غیب سے پکار کر دونوں لشکروں سے کہا کہ جس کی مدد کروں فتح کا میدان اسی کے ہاتھ ہوگا اور دنیا و آخرت میں وہی سعید کہلائے گا۔ میں جس کے ہمراہ ہو جاؤں پھر کبھی اس سے مفارقت نہ کروں اور اسے مقامِ اعلیٰ میں پہنچا کر رہوں اور توفیق توجہ الٰہی اور اس کے فضل وکرم کا نام ہے جس کو وہ اپنے اولیأ کے شاملِ حال رکھتا ہے۔ اے مخاطب! عقل کی پیروی کرتا کہ تجھے سعادتِ ابدی حاصل ہو اور نفس کی پیروی کو چھوڑ اور قدرت الٰہی پر غور کر کہ روح کو جو سماوی اور عالمِ غیب سے ہے اور نفس کو جو عالمِ شہود سے ہے اکٹھا کر دیا ہے چاہیئے کہ یہ طائرِ لطیف عنایتِ الٰہی کے بازو سے کثیف پنجرے کو چھوڑ کر شجرۂ حضرت القدس میں اپنا آشیانہ بنائے اور تقرب الٰہی کی شاخوں پر بیٹھ کر لسانِ شوق سے چہچہائے اور معارف کے میدان سے جواہراتِ حقائق چنے۔ پھر جب اجسامِ خاکی فنا ہو جائینگے اور اسرار قلوب باقی رہینگے اگر توفیقِ الٰہی ایک لمحہ بھر کے لیے بھی تیرے شاملِ حال ہو جائے تو اس کی ایک نظرِ توجہ ہی تجھے عرش تک پہنچا دے اور تیرے دل میں حقائق علوم بھر کر اسے اسرارِ معرفت کا خزینہ بنا دے اس وقت تجھے عقل کی آنکھوں سے جمالِ ازل نظر آئے گا اور تو ہر ایک شے سے جو کہ صفاتِ حادثہ سے متصف ہوگی اعراض کرے گا تقربِ الٰہی کے آئینہ میں مقامِ سِر کی آنکھوں سے عالمِ ملکوت تجھ کو نظر آئے گا اور مجلسِ کشفِ حقائق میں دل کی آنکھوں سے فتح کے جھنڈے نظر آنے لگیں گے اور آثارِ اکوانِ ظاہری تیرے لوحِ دل سے محو ہو جائینگے۔

اسمِ اعظم کا بیان

آپ نے فرمایا کہ اللہ، اسمِ اعظم ہے مگر اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے جبکہ پڑھنے والے کے دل میں بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ ہو۔ اللہ وہ کلمہ ہے جو ہر مہم کو آسان کر دیتا ہے ہر غم و فکر دور کر دیتا ہے۔ زہر کے اثر کو بھی کھو دیتا ہے۔ اللہ ہر غالب پر غالب ہے۔ اللہ مظہر العجائب ہے۔ اللہ کی سلطنت تمام سلطنتوں سے زبردست ہے۔ اللہ تمام بندوں کے حال سے مطلع اور ان کے دل کے راز سے واقف ہے۔ اللہ تمام سرکشوں کو پست کرنے والا اور تمام زبردستوں کو توڑنے والا ہے۔ اللہ عالم الغیب والشہادہ ہے۔ جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے وہ اس تک پہنچ جاتا ہے جو اللہ کا مشتاق ہوتا ہے وہ اسی سے انس رکھتا ہے اور اغیار کو چھوڑ دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ سے بھاگنے والے اب بھی اس کی طرف آ۔ تو اس کا نام سرائے فانی میں سن رہا ہے تو بقا میں اس کے جمال کا کیا کچھ شہرہ ہوگا۔ دارِ محنت میں تیرے لیے یہ کچھ ہے تو دار نعمت میں کیا کچھ ہوگا۔ دوست کی مثال اس پرندے کی سی ہے جو شاخوں پر بیٹھ کر صبح تک اپنے دوست کی یاد میں نغمہ سرا رہے اور شب بھر ذرا بھی آنکھ نہ لگائے اور اسی طرح سے اس کا شوقِ محبت روز افزوں ترقی پر ہو تو خدا تعالیٰ کو تسلیم و رضا سے یاد کر وہ تجھے اپنے قرب و وصال کے ساتھ یاد کرے گا۔ وہ فرماتا ہے وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ جو خدا پر بھروسہ کرے تو خدا اس کے لیے کافی ہے تو اسے شوق و اشتیاق سے یاد کر، وہ تجھے تقربِ وصال سے یاد کرے گا۔ تو اسے حمد و ثنا سے یاد کر وہ تجھے اپنے انعامات و احسانات سے یاد کریگا

تُو اسے توبہ سے یاد کر وہ تجھ کو بخشش و مغفرت سے یاد کرے گا تُو اسے ندامت سے یاد کر وہ تجھے کرامت و بزرگی سے یاد کرے گا تو اسے اخلاص سے یاد کر وہ تجھے خلاصی سے یاد کرے گا تو اسے تعظیم سے یاد کر وہ تجھے تکریم سے یاد کرے گا۔ تو اسے ہر جگہ یاد رکھ وہ بھی تجھے یاد رکھے گا۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی سب سے بڑا ہے۔

عِلم فقہ کے بارے میں

آپ نے فرمایا مخلوق سے کنارہ کشی سے قبل عِلم فقہ حاصل کرو کیونکہ جو شخص علم کے بغیر عبادت کرتا ہے وہ اصلاح سے زیادہ فساد میں مبتلا ہو جاتا ہے تجھے چاہیئے کہ شمع شریعت اپنے ساتھ لے کر علم کی روشنی میں عمل کرے پھر اللہ تعالےٰ تمہیں علم لدُنّی کا وارث بنا دے گا جس سے تو ناواقف ہے۔ جب تو چالیس روز کا چلہ اپنے رب کے لیے مخصوص کر دے گا تو تیرے قلب سے حکمت کے چشمے جاری ہو جائیں گے اور تو معرفت الہی کا مشاہدہ کرنے لگے گا جس طرح حضرت موسٰی نے اپنے شجر قلب پر محسوس کیا تھا۔

نبوت اور ولایت

آپ نے فرمایا ولایت نبوت کا سایہ ہے اور نبوت خدائی سایہ ہے نبوت شاہی وحی اور غیبِ ازل سے ہے اور ولایت روحِ کشف کا مطالعہ اسی صفائی کے ساتھ ملاحظہ ہے کہ بشریت کی کدورت کو دور کر دیتا ہے پس انبیا علیہ السلام حق کے مصدر رہیں اور اولیاء صدق کے مظہر۔ (بہجۃ الاسرار)

دوسری فصل

آپ کا واعظانہ کلام

تقدیر کی موافقت اور صبر و رضا

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نزولِ تقدیر کے وقت حق تعالیٰ عزّ و جل پر اعتراض کرنا موت ہے دین کی، موت ہے توحید کی، موت ہے توکل کی، موت ہے اخلاص کی۔ ایمان والا قلب کیوں اور کیسے اور بلکہ کو نہیں جانتا اس کا قول تو ہاں ہی ہوتا ہے۔ نفس کی عادت ہی ہے کہ نزاع کرے۔ پس جو شخص اس کی درستی چاہے وہ اس کو اتنا مجاہدے میں ڈالے کہ اس کے شر سے بے خطر بن جائے۔ نفس تو شر ہی شر ہے مگر جب مجاہدے میں پڑتا ہے تو مطمئنہ بن جاتا ہے تو خیر ہی خیر ہو جاتا ہے اور تمام طاعتوں کے بجا لانے اور معصیتوں کے چھوڑ دینے میں موافقت کرتا ہے پس اس وقت ارشاد ہوتا ہے یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔ یعنی اے نفسِ مطمئنہ لوٹ اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ اللہ پاک سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں اس کی نظر کے سامنے ہے جو کچھ بھی برداشت کرنے والے اس کی خاطر برداشت کرتے ہیں اس کے ساتھ ایک ساعت کے لیے صبر کر برس ہا برس اس کے لطف و انعام کو پائے گا۔ ایک ساعت کا صبر ہی تو شجاعت ہے بیشک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔ اس کے ساتھ بیدار ہو جاؤ اس سے غافل

مت ہو۔ اپنے بیدار ہونے کو موت کے بعد کے لئے نہ چھوڑو کہ اس وقت بیدار ہونا تم کو مفید نہ ہوگا۔ اپنے قلوب کی اصلاح کر لو کیونکہ قلوب ہی ایسی چیز ہیں کہ جب وہ سنور جاتے ہیں تو سارے حالات سنور جاتے ہیں اور اسی لیے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے کہ جب وہ سنور جاتا ہے تو اس کی وجہ سے سارا جسم سنور جاتا ہے اور جب وہی بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور وہ قلب ہے۔ قلب کا سنورنا پرہیزگاری، حق تعالےٰ پر توکل، اس کی توحید و اعمال میں اخلاص پیدا کرنے سے ہے اور اس کا بگڑنا ان خصلتوں کے معدوم ہونے سے ہے۔

پہلے نفس کی اصلاح پھر دوسروں کو نصیحت

صاحبزادے! اول اپنے نفس کو نصیحت کر اس کے بعد دوسرے کے نفس کو نصیحت کر۔ خاص اپنے نفس کی اصلاح اپنے ذمہ لازم سمجھ اور جب تک تیرے اندر کچھ بھی اصلاح کی ضرورت باقی رہے دوسروں کی طرف مت جھک تجھ پر افسوس ہے کہ خود ڈوب رہا ہے پھر دوسرے کو کیونکر بچائے گا، تو خود تو اندھا ہے دوسرے کا ہاتھ کس طرح تھامے گا۔ لوگوں کا ہاتھ وہی پکڑتا ہے جو سوانکھا ہو اور ان کو دریا سے وہی نکال سکتا ہے جو خوب تیرنا جانتا ہو۔ اللہ تعالیٰ تک لوگوں کو وہی پہنچا سکتا ہے جو اس کی معرفت حاصل کر چکا ہو، جو خود ہی اس سے جاہل ہے وہ کیونکر اس کا راستہ بتا سکتا ہے۔

تقدیر کی موافقت

صاحبزادے! صبر کا تکیہ رکھ موافقت کا پٹکا باندھ کر کشائش کے انتظار میں عبادت کرتا ہوا تقدیر کے پرنالے کے نیچے سو جا۔ جب تو ایسا ہو جائے گا تو مالک تقدیر اپنے فضل و انعامات تجھ پر اتنے برسائے گا جن کی طلب و آرزو بھی تو اچھی طرح نہ کر سکتا۔ صاحبو! تقدیر کی موافقت کرو اور عبدالقادر کی بات مانو جو تقدیر کی موافقت میں کوشاں ہے۔ تقدیر کے ساتھ میری موافقت نے ہی مجھ کو قادر کی طرف آگے بڑھایا صاحبو! آؤ ہم سب اللہ عزوجل اور اس کے فعل اور تقدیر کے سامنے جھکیں اور اپنے ظاہری و باطنی سروں کو جھکا دیں۔ تقدیر کی موافقت کریں اور اس کے ہم رکاب بن کر چلیں۔ اس لیے کہ وہ بادشاہ کی بھیجی ہوئی ہے۔ ہمیں اس کے بھیجنے والے کی وجہ سے اس کی عزت کرنی چاہیئے۔ پس جب ہم اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کرینگے تو وہ ہم کو اپنے ساتھ اٹھا کر قادر تک لے جائے گی اور اس جگہ ولایت اللہ سیچے ہی کی ہے۔ اس کے دریائے علم سے پینا اور اس کے خوان فضل سے کھانا اور اس کے انس سے مانوس ہونا اور اس کی رحمت میں چھپنا تجھ کو مبارک و خوشگوار ہوگا۔

تقوٰے اور مراقبے کی ضرورت

صاحبزادے! تجھ کو خلوت میں ایسے تقوٰے کی حاجت ہے جو تجھ کو معصیت اور لغزشوں سے باہر نکالے اور ایسے مراقبے کی ضرورت ہے جو تجھ کو حق تعالٰے

کا تیری طرف نظر رکھنا تجھ کو یاد دلاتا رہے۔ تو حاجتمند ہے کہ تیری خلوت میں یہ حالت تیری ساتھی ہو اس کے بعد تجھ کو حاجت ہے نفس اور خواہش اور شیطان کے ساتھ جنگ کرنے کی۔ عام لوگوں کی بربادی لغزشوں سے ہے اور زاہدوں کی تباہی خواہشات نفس سے اور ابدال کی ہلاکت خلوتوں میں خطرات سے اور صدیقین کی بربادی اِدھر اُدھر توجہ کرنے سے کہ ان کا شغل صرف اپنے قلوب کی حفاظت میں رہنا ہے۔ صاحبزادے ساتھ نہ دے نفس کا اور نہ خواہش کا اور نہ دنیا کا، اور نہ آخرت کا اور نہ پیچھے پڑ ما سوی اللہ کے پس ایسا خزانہ پائے گا جو کبھی فنا نہ ہوگا۔ اور حق تعالےٰ کی طرف سے وہ ہدایت آئے گی جس کے بعد گمراہی نہ ہوگی۔ توبہ کر اپنے گناہوں سے اور بھاگ اللہ عزوجل کی طرف۔ جب تو توبہ کر لے تو چاہیئے کہ تیرا ظاہر بھی توبہ کرے اور باطن بھی۔

صبر و شکر

جب تجھ کو کوئی مرض لاحق ہو تو صبر کے ہاتھ سے اس کا استقبال کر اور سکون سے رہ یہاں تک کہ اس کی دوا آجائے تو اس کا استقبال کر شکر کے ہاتھ سے کہ دنیا میں بھی تجھ کو عیش حاصل ہوگا۔

دنیا و آخرت کا ترک اور مولیٰ کی طلب

تیرا یہ فکر نہ ہونا چاہیئے کہ کیا کھائے گا کیا پیئے گا کیا پہنے گا۔ کس سے نکاح کرے گا کہاں آرام کرے گا اور کیا جمع کرے گا۔ یہ سب تو نفس اور طبیعت کا فکر

ہے پس کہاں ہے قلب اور باطن کا فکر یعنی حق تعالیٰ کی طلب ؛ تیرا فکر وہی ہے جو تجھ کو غمگین کرے پس مناسب ہے کہ تیرا فکر تیرا رب اور وہ چیز ہو جو رب کے پاس ہے دنیا کا بدل بھی موجود ہے یعنی آخرت، مخلوق کا بدل بھی موجود ہے یعنی خالق۔ پس اس دنیا میں جس چیز کو چھوڑے گا عقبیٰ میں اس کا عوض اور اس سے بہتر بدل پائے گا۔

امر و نہی کی پابندی

صاحبزادے! تو دنیا میں رہنے اور یہاں کے مزے اڑانے کے لیے پیدا نہیں ہوا۔ حق تعالیٰ کی ناراضیوں کی جس حالت میں تو مبتلا ہے اس کو بدل —— تو نے اللہ کی اطاعت میں صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لینے پر قناعت کر لی ہے۔ حالانکہ جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز یعنی عمل کو نہ ملائے گا یہ تجھ کو کچھ نفع نہ دے گا۔ ایمان مجموعہ ہے قول کا اور عمل کا۔ ایمان مقبول نہ ہو گا اور نہ مفید جبکہ تو معصیتوں لغزشوں اور حق تعالیٰ کی مخالفت کا مرتکب ہو گا اور اس پر اڑا رہیگا۔ اگر نماز روزہ اور صدقہ اور نیکو کاریاں چھوڑے گا تو وحدانیت اور رسالت کی محض گواہی کیا نفع دے گی جب تو نے لا الٰہ الا اللہ کہا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے تو تُو توحید کا مدعی بن گیا۔ اب کہا جائے گا کہ بتا تیرا کوئی گواہ بھی ہے ؛ وہ گواہ کیا ہے ؛ احکام کا ماننا اور ممنوعات سے باز رہنا۔ مصیبتوں پر صبر کرنا اور تقدیر کے سامنے گردن جھکانا یہ اس دعوے کے گواہ ہیں اور یہ بھی حق تعالیٰ کے لیے اخلاص کے بغیر مقبول نہ ہونگے۔ کیونکہ کوئی قول قبول نہیں بلا

عمل کے اور کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا بغیر اخلاص کے اور بغیر سنت کی موافقت کے

کسی بات کی تمنا نہ کر

اے فقیر! تو غنی بننے کی تمنا مت کر۔ کیا عجب ہے کہ وہ تیری بربادی کا سبب ہو اور اے مبتلائے مرض تو تندرستی کی آرزو مت کر، شاید یہ تیری ہلاکت کا باعث ہو۔ صاحب عقل بن اپنے ثمر کو محفوظ رکھ انجام محمود ہوگا۔ قناعت کر اس پر جو تجھے حاصل ہے اور اس پر زیادتی کا خواہاں مت ہو جو چیز تجھ کو حق تعالیٰ تیرے مانگنے پر دے گا وہ مکدر ہوگی، میں اس کو آزما چکا ہوں۔ البتہ اگر بندے کو قلب کے اعتبار سے مانگنے کا حکم کیا جائے تو سوال میں مضائقہ نہیں کہ حکم کے وقت جو مانگے گا اس میں برکت دی جائے گی اور گندگیاں اس سے دور کر دی جائینگی، اور مناسب ہے کہ عفوِ جرائم و عافیتِ دارین اور دنیا میں دائمی معافی تیرا اکثر سوال رہے فقط اس سوال پر قناعت کر۔

قناعت اختیار کر

صاحبزادے قناعت اختیار کر کیونکہ قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ ایسی چیز کا طالب کیوں ہوتا ہے جو تیرے لیے مقدر نہیں اور تجھ کو ملے گی نہیں، روک لے اپنے نفس کو اور اسی موجود پر راضی رہ اور اس کے ماسوا سے بے رغبت بن جا اسی پر جارہ یہاں تک کہ تو اللہ عزوجل کی معرفت والا بن جائے۔ پس اس وقت تو ہر شے سے بے نیاز ہو جائے گا۔ قلب تیرا اعتماد کرے گا اور باطن تیرا صاف

ہوگا اور تیرا رب عزوجل تجھ کو تعلیم فرمائے گا پس دنیا تیرے چہرے کی ظاہری آنکھوں میں حقیر بن جائے گی اور آخرت تیرے قلب کی دونوں آنکھوں میں حقیر دکھلائی دے گی۔ اور ماسوی اللہ تیرے باطن کی دونوں آنکھوں میں حقیر معلوم ہوں گے اور کوئی چیز بھی بجز اللہ تعالٰی کے تیرے نزدیک باعظمت نہ رہے گی۔ پس اس وقت ساری مخلوق کے نزدیک تو باعظمت بن جائے گا۔

وقت کی حفاظت

صاحبو! خوش ہو اور غنیمت سمجھو زندگی کے دروازے کو کہ جب تک وہ کھلا ہوا ہے وہ عنقریب بند کر دیا جائے گا۔ غنیمت سمجھو نیکو کاریوں کو جب تک کہ تم ان کے کرنے پر قادر ہو۔ غنیمت سمجھو، توبہ کے دروازے کو اور اس میں داخل ہو جاؤ جب تک کہ وہ تمہارے لیے کھلا ہوا ہے غنیمت سمجھو اپنے دیندار بھائیوں کی روک ٹوک کے دروازے کو کہ وہ تمہارے لیے کھلا ہوا ہے، لوگو بنا لو جو کچھ توڑ چکے ہو اور لوٹا دو جو کچھ لے چکے ہو اپنے فرار اور بھاگنے سے تائب ہو کر لوٹ آؤ اپنے مولا عزوجل کی طرف۔

صاحبزادے! یہاں کوئی نہیں بجز خالق عزوجل کے پس اگر تو خالق کے ساتھ رہے تب تو تُو اس کا بندہ ہے اور اگر تو مخلوق کے ساتھ رہے تب تُو ان کا بندہ ہے۔ تجھے واعظ بننا زیبا نہیں جب تک کہ اپنے قلب کی حیثیت سے بیابان اور جنگل و میدان قطع نہ کرے اور اپنے باطن کے اعتبار سے سب کو نہ چھوڑ دے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ حق تعالٰی کا طالب سب سے مفارقت اختیار کر لیتا ہے۔ یہ بات

یقینی ہے کہ مخلوقات میں سے ہر چیز بندے اور اس کے خدا کے درمیان حجاب ہے پس وہ جس شے پر بھی ٹھہرے گا وہ حجاب بن کر اس کو چھپا لے گی۔

حق تعالیٰ کی بندگی

صاحبزادے! حق تعالیٰ کی بندگی کہاں گئی۔ سچی بندگی کو اختیار کر اور اپنی تمام ضروریات میں کفایتِ خداوندی حاصل کر۔ تو اپنے آقا کا بھاگا ہوا غلام ہے لوٹ اس کی طرف اور اس کے حضور میں ذلت اختیار کر۔ تواضع اختیار کر اُس کے حکم کی تعمیل کر کے اور ممانعت سے باز رہ کر اور قضا و قدر پر صبر اور موافقت دکھا کر۔ جب تجھ کو یہ بات پوری طرح حاصل ہو جائے گی تب تیری غلامی تیرے مولا کے لیے کامل ہو گی اور وہ تیری ضروریات کا خود متکفل ہو جائے گا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔ جب تیری بندگی صحیح ہو جائے گی تو وہ تجھ سے محبت فرمائے گا اور اپنی محبت تیرے قلب میں قوی کر دے گا اور تجھ کو اس سے مانوس بنا دے گا اور تجھ کو بغیر مشقت اور بغیر اس کے کہ تیرے اندر غیر اللہ کی خواہش باقی رہے اپنا مقرب بنالے گا۔ پس تو ہر حال میں اس سے راضی رہیگا۔ پھر اگر وہ تیرے اوپر زمین کو باوجود اتنی وسعت کے تنگ اور دروازوں کو باوجود اتنی فراخی کے بند بھی کر دیگا تو نہ اس پر غصہ ہو گا اور نہ غیر کے دروازے کو طلب کریگا۔

اپنے عیوب کو پہچان اور انہیں دور کر

صاحبزادے مجھ کو اپنا آئینہ بنا، مجھ کو اپنے قلب اور باطن کا آئینہ بنا۔ اپنے اعمال کا آئینہ بنا۔ میرے قریب آکر تجھ کو اپنے وہ عیب نظر آئیں گے جو مجھ سے دور رہ کر نظر نہ آئینگے۔ اگر تجھ کو دین کے سنبھالنے کی ضرورت ہے تو میرے پاس آنا ضروری مجھ، میں اللہ تعالےٰ کے دین کے متعلق تیری رُو رعایت مطلق نہ کرونگا۔ دین کے بارے میں حیا کرنا میرا کام نہیں۔ میں ایسے سخت ہاتھوں سے پرورش کیا گیا ہوں جو نہ منافق تھے نہ طالب عوض۔ اپنی دنیا کو اپنے گھر میں چھوڑ اور میرے قریب آ۔ کیونکہ میں کھڑا ہوا ہوں آخرت کے دروازے پر۔ کھڑا ہو میرے پاس اور سُن میری بات کو اور اس پر عمل کر اس سے پہلے کہ عنقریب موت آجائے، دار و مدار اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیہ پر ہے۔ جب تجھ کو اس کا خوف نہ ہوگا تو نہ تیرے لیے دنیا میں امن ہے نہ آخرت میں۔ اللہ تعالےٰ کا خوف ہی اصل علم ہے اسی لیے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی اللہ تعالےٰ سے اہلِ علم ہی ڈرتے ہیں۔ یعنی اللہ سے نہیں ڈرتے مگر وہ علماء جو علم پر عمل کرنے والے اور کرتے ہیں جو کچھ جانتے ہیں، اور نہیں مانگتے اللہ تعالےٰ سے اپنے اعمال کی جزا بلکہ چاہتے ہیں اس کی ذات کو اور اس کے قرب کو، اس کی محبت کو اور اس کے بعد حجاب سے خلاصی کو اور چاہتے ہیں کہ دیدارِ حق کا دروازہ ان پر بند نہ کیا جائے۔ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ نہ ان کو رغبت ہے دنیا کی نہ آخرت کی اور نہ کسی مخلوق کی۔ وہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو نہیں چاہتے۔

اہل اللہ کی مثال

اہل اللہ کے قلوب صاف ہوتے ہیں پاک ہوتے ہیں۔ بھول جانے والے مخلوق کو، یاد رکھنے والے اللہ تعالیٰ کو۔ بھول جانے والے دنیا کو یاد رکھنے والے آخرت کو، بھول جانیوالے اس ناپائیدار کو جو تمہارے پاس ہے یاد رکھنے والے اس پائیدار کو جو اللہ تعالےٰ کے پاس ہے۔ تم ناواقف ہو ان سے اور ان کیفیات سے جن میں وہ مشغول ہیں۔ تم مشغول ہو اپنی دنیا میں آخرت کو چھوڑ کر۔ اپنے رب سے حیا کرنے کو چھوڑے ہوئے ہو۔ مومن بھائی کی نصیحت قبول کر اور اس کی مخالفت نہ کر کہ وہ تیری حالت دیکھتا ہے جو تو خود اپنی نہیں دیکھ سکتا۔ اسی لیے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن آئینہ ہے مومن کا۔ مومن اپنے بھائی کا سچا خیر خواہ ہوتا ہے۔ اس سے بیان کر دیتا ہے جو کچھ اس پر پوشیدہ رہتا ہے اس کے لئے نیکو کاریوں کو بدکاریوں سے جدا کر دیتا ہے اور اس کو پہچان کرا دیتا ہے نافع اور مضر کی۔ پاک ذات ہے جس نے میرے قلب میں مخلوق کی خیر خواہی کا مضمون ڈالا اور اس کو میرا مقصودِ اعظم بنایا۔ میں خیر خواہ ہوں اور اس پر معاوضہ نہیں چاہتا۔ میری آخرت مجھ کو مل چکی ہے میرے رب کے پاس۔ میں دنیا کا طالب نہیں ہوں۔ میں نہ بندہ ہوں دنیا کا نہ بندہ ہوں آخرت کا نہ ماسوے اللہ کا۔ میں بندہ ہوں صرف اس خالق کا جو یکتا اور یگانہ اور قدیم ہے۔ تمہاری فلاح میں میری خوشی ہے اور تمہاری ہلاکت میں میرا غم۔ جب میں اپنے پیچھے مرید کا منہ دیکھتا ہوں جس نے میرے ہاتھ پر فلاح حاصل کی تو خوش ہو جاتا ہوں۔

افکارِ دنیا سے فارغ ہو

صاحبزادے! اگر افکارِ دنیا سے فارغ ہونے کی تجھ میں طاقت ہے تو ضرور ایسا کر ورنہ بھاگ اپنے قلب سے حق تعالیٰ کی طرف اور اس کی رحمت کے دروازے سے چمٹ جا۔ یہاں تک کہ وہ دنیا کے تفکرات کو تیرے قلب سے نکال باہر کر دے کہ وہ قادر ہے ہر چیز پر، واقف ہے ہر چیز سے اور اس کے اختیار میں ہے ہر چیز۔ پس اس کے دروازے کو لازم پکڑ اور اس سے سوال کر کہ پاک کر دے تیرے قلب کو اپنے غیر سے اور اس کو بھر دے ایمان اور اپنی معرفت اپنے علم اور اپنی غنا سے کہ مخلوق کی تجھ کو پرواہ نہ رہے۔ اس سے سوال کر کہ تجھ کو عطا فرمائے، یقین اور تیرے قلب کو اپنے ساتھ مانوس بنائے اور تیرے اعضا کو اپنی طاعت میں مشغول رکھے۔ سب کچھ اس سے مانگ نہ کسی دوسرے سے۔ اپنی جیسی مخلوق کے سامنے ذلیل مت بن۔ بلکہ سوال بھی اسی سے ہو غیر سے نہ ہو، اور معاملہ بھی اسی سے ہو اور اسی کے واسطے رہے نہ غیر کے واسطے۔ زبانی علم قلب کے عمل کے بغیر تجھ کو حق کی طرف ایک قدم بھی نہ چلا سکے گا۔ رفتار قلب ہی کی رفتار ہے اور قرب باطن ہی کا قرب ہے اور عمل معانی ہی کا عمل ہے بشرطیکہ اعضاء سے شریعت کی حدود کی محافظت ہو اور اللہ کے بندوں کے سامنے اللہ واسطے کی تواضع۔ جس نے اپنے نفس کی منزلت سمجھی اس کی کوئی منزلت نہیں اور جس نے اعمال مخلوق کے لئے کیے اس کا کوئی عمل نہیں، اعمال خلوتوں ہی میں ہوتے ہیں جلوتوں میں نہیں ہوتے بجز فرائض کے کہ ان کا ظاہر کرنا ضروری ہے

مقسوم کا حاصل ہونا

صاحبزادے! جس وقت تو مرید ہونے کے درجہ میں ہے تو اپنا مقسوم حاصل کر شریعت کے ہاتھ سے اور جب تو خاص صدیق بن جائے تو اسرار الٰہی کے ہاتھ سے مقسوم حاصل کر اور جب تو مطیع اور واصل اور مقرب بن جائے تو فعل خداوندی کے ہاتھ سے لے کہ خود بخود تیرا مقسوم تیری جانب پہنچایا جائے گا اور حکم دینے والا تجھ کو حکم دے گا وہی تجھ کو روکے گا اور فعل حق تیرے اندر حرکت کرے گا۔

ہر شے حق تعالےٰ سے ملے گی

صاحبزادے! جب تو خادم بنے گا تو مخدوم بن جائیگا اور جب رکے گا تو روک دیا جائیگا۔ خدمت کر حق تعالےٰ کی اور اس کو چھوڑ کر ان بادشاہوں کی خدمت میں مشغول مت ہو جو تجھ کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع، وہ تجھ کو کیا دینگے۔ کیا تجھ کو ایسی چیز دیدیں گے جو تیرے مقسوم میں نہیں یا ان کو قدرت ہے کہ تیرے حصے میں لگادیں ایسی چیز جو حق تعالےٰ نے تیرے حصے میں نہیں لگائی۔ کوئی چیز ان کی طرف سے مستقل نہیں ہے اگر تو یوں کہے کہ ان کی عطا مستقل اور ابتداءً ان کی طرف سے ہے تو کافر ہو گیا کیا تجھے معلوم نہیں کوئی نہیں عطا کرنے والا اور نہ منع کرنے والا اور نہ آگے بڑھانے والا اور نہ پیچھے ہٹانے والا، مگر اللہ عزوجل پس اگر تو کہے کہ یہ تو مجھے معلوم ہے تو میں کہونگا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تجھ کو معلوم ہو اور پھر غیر کو اس پر مقدم رکھے۔

خاموشی اور گوشہ نشینی

صاحبزادے! چاہیئے کہ گونگا پن تیری عادت، گمنامی تیرا لباس اور مخلوق سے بھاگنا تیرا منتہائے مقصود بنا رہے اور اگر تجھ سے ہو سکے کہ زمین میں سرنگ کھود کر اس میں گھس بیٹھے تو ایسا کر، یہی عادت تیری اس وقت تک رہنی چاہیئے کہ تیرا ایمان جوان و بالغ ہو جائے تیرے ایقان کے پاؤں قوی ہو کر جمنے لگیں، تیرے صدق کے بازوؤں پر پر نگ آویں اور تیرے قلب کی آنکھیں کھل جائیں، اس وقت تو اپنے گھر کی زمین سے اٹھے اور علمِ خداوندی کے خُلد میں پرواز کرے اور گشت کرے مشرق و مغرب کا، خشکی و سمندر کا، نشیب اور پہاڑوں کا اور زمین اور آسمانوں کا، ہشیار رفیق و راہبر کو ساتھ لے کر۔ پس اس وقت اپنی زبان کو گفتگو میں کھول، گمنامی کے کپڑے اتار، مخلوق سے بھاگنا چھوڑ اور اپنی سرنگ سے نکل کر ان کی طرف آ کہ تو اب ان کے لیے دوا ہے کہ اپنے نفس میں نقصان نہیں پا سکتا۔ پس پرواہ مت کر ان کی قلت و کثرت کی، ان کے متوجہ ہونے اور روگرداں بننے کی اور ان کی مدح و مذمت کی۔ جہاں بھی تو گرے گا دانہ چگ لے گا۔ اس لیے کہ تو اپنے رب عزّ و جل کے ساتھ ہے۔ صاحبو! خالق کو پہچانو اور اس کے حضور باادب بنو۔ جب تک تمہارے قلوب اس سے دور رہیں گے اس وقت تک تم بے ادب کہلاؤ گے۔ اور جب وہ قریب ہو جائیں گے تو باادب ہو جاؤ گے۔ غلاموں کی بک بک دروازے پر بادشاہ کے تخت پر سوار ہونے سے پہلے ہی ہے اور جس وقت سوار ہو گیا تو سب گونگے، بے زبان اور باادب بن جاتے ہیں، کیونکہ وہ اب بادشاہ سے قریب ہیں

ہر ایک ان میں سے بھاگنے لگتا ہے گوشہ کی طرف۔ مخلوق کی طرف منہ کرنا بعینہ حق تعالےٰ کی طرف پشت کرنا ہے۔ تجھے کبھی فلاح نہ ہوگی جب تک کہ جھوٹے معبودوں کو نہیں نکالیگا اسباب کو قطع نہ کرے گا۔ نفع ونقصان کے متعلق مخلوق کو دیکھنا نہیں چھوڑے گا تو بظاہر تندرست ہے حقیقت میں بیمار۔ تونگر ہے مگر مفلس، زندہ ہے مگر مردہ۔ موجود ہے مگر معدوم۔ یہ حق تعالیٰ سے بھاگنا اور اس سے اعراض کرنا کب تک۔ تم میں سے ہر شخص کے پاس ایک ہی تو قلب ہے پھر اس سے دُنیا اور آخرت دونوں کے ساتھ کس طرح محبت کرسکتا ہے۔ خالق اور مخلوق اس میں ایک جگہ کیسے جمع ہوسکتے ہیں۔ اے منافق میں پسند نہیں کرتا کہ بجز طالبِ آخرت اور طالب حق کے کسی کو دیکھو جو شخص طالب ہے دنیا اور مخلوق اور نفس اور خواہش کا مجھے اس کا کیا کرنا بجز اس کے کہ اس کا علاج پسند کرتا ہوں کہ وہ بیمار ہے اور بیمار پر صبر نہیں کرسکتا مگر طبیب، تجھ پر افسوس ہے کہ اپنی حالت مجھ سے چھپاتا ہے حالانکہ وہ چھپ نہیں سکتی، تو مجھ پر ظاہر کرتا ہے کہ تو آخرت کا طالب ہے حالانکہ تو طالب ہے دنیا کا۔ یہ ہوس جو تیرے دل میں ہے تیری پیشانی پر لکھی ہوئی ہے۔ تیرا راز علانیہ ہے۔ جو دینار تیرے ہاتھ میں ہے وہ کھوٹا ہے جس میں سونا ایک دانگ وزن کا ہے اور باقی سب چاندی ہے۔ کھوٹا سکہ میرے سامنے پیش نہ کر کہ میں نے اس جیسے بہتیرے دیکھے ہیں۔ اس کو میرے حوالے کر اور مجھ کو اختیار دے کہ میں اس کو پگھلاؤں اور جتنا اس میں سونا ہے اس کو الگ کرکے باقی پھینک دوں کہ قلیل چیز جو عمدہ ہو اس کثیر سے بہتر ہے جو ردی ہو۔ اپنے دینار پر مجھ کو اختیار دے کہ میں سکہ گر ہوں اور میرے پاس اس کا آلہ موجود ہے۔ توبہ کر نیا اور نفاق سے اور اپنے نفس پر اس کا اقرار کرنے

سے مت شرما کہ اکثر اخلاص والے پہلے منافق ہی تھے اور اسی لیے ایک بزرگ نے کہا کہ اخلاص کی پہچان ریاکار ہی کو ہوتی ہے اور شاذ ونادر ہی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو شروع سے آخر تک مخلص ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے دوا اور بیماری دونوں پیدا کی ہیں۔ معصیتیں بیماری ہیں اور طاعت دَوا۔ ظلم بیماری ہے اور عدل دوا۔ خطا بیماری ہے ثواب دوا۔ حق تعالےٰ کی مخالفت بیماری ہے اور توبہ دوا۔ دوا کا پورا اثر اس وقت ہوگا جب کہ مخلوق کو اپنے قلب سے جدا کرے اور اپنے رب سے اس کو ملائے کہ قلب تیرا آسمان میں ہو اور بدن تیرا زمین میں۔ اگر تو ہزار سال تک بھی آگ کی چنگاری پر سجدہ کرتا رہیگا تو یہ تجھ کو کچھ نفع نہ دے گا جبکہ تیرا قلب اس کے غیر کی طرف متوجّہ ہوگا۔ حق تعالیٰ کی بُردباری سے دھوکہ مت کھا کیونکہ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ ان مولویوں سے جو حق تعالےٰ سے جاہل ہیں دھوکہ مت کھا کہ ان کا سارا علم ان کے اوپر وبال ہے نافع نہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کے صرف احکام کے عالم ہیں اور خدا کی ذات سے جاہل ہیں۔ لوگوں کو ایک کام کا حکم دیتے ہیں مگر خود اس کو نہیں کرتے۔ ان کو ایک کام سے منع کرتے ہیں مگر خود باز نہیں آتے۔ دوسروں کو حق تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور خود اس سے بھاگتے ہیں۔ معصیتوں اور لغزشوں کے ارتکاب سے اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ان کے نام میرے پاس لکھے ہوئے موجود ہیں۔

حق تعالےٰ کی سچی طلب

صاحبزادے حق تعالےٰ کے لیے تیری ارادت صحیح نہیں ہوئی اور نہ تو اس کا طالب ہے۔ کیونکہ جو شخص دعوےٰ کرے حق تعالےٰ کو مطلوب سمجھنے کا اور طلب کرے

غیر کو اس کا دعوے باطل ہے۔ طالبانِ دنیا کی کثرت ہے اور طالبانِ آخرت کی قلت ہے اور طالبانِ حق اور اس کی ارادت میں سچے تو بہت ہی کم ہیں کہ کمیابی اور نایابی میں کبریت احمر جیسے ہیں۔ اس درجہ شاذ و نادر ہیں کہ کنبوں اور قبیلوں میں سے ایک ایک دو دو ہیں۔ وہ معدن ہیں زمین میں۔ بادشاہ ہیں زمین کے کوتوال ہیں شہروں اور باشندوں کے۔ ان کے طفیل مخلوق سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور ان پر بارشیں برستی ہیں۔ ان کی برکت سے حق تعالیٰ آسمانوں سے پانی برساتا ہے ان کی وجہ سے زمین روئیدگی لاتی ہے۔ وہ اپنے ابتدائے حال میں بھاگتے پھرتے ہیں ایک پہاڑ کی چوٹی سے دوسری چوٹی پر۔ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف اور ایک ویرانے سے دوسرے ویرانے کی جانب۔ جب کسی جگہ پر پہچان لیے جاتے ہیں تو وہاں سے چل دیتے ہیں سب کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینکے۔ دنیا کی کنجیاں اہلِ دنیا کے حوالے کرتے اور برابر اسی حالت پر قائم رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے گرد قلعے تعمیر کر دیئے جاتے ہیں۔ نہریں ان کے قلوب کی طرف بہنے لگتی ہیں، حق تعالیٰ کی طرف سے لشکر ان کے گرد پھیل جاتا ہے اور ہر ایک کی جدا حفاظت کی جاتی ہے سب کا اعزاز کیا جاتا اور نگہبانی ہوتی ہے اور ان کو مخلوق پر حاکم بنایا جاتا ہے۔ یہ ساری باتیں عام عقلوں سے باہر ہیں۔ پس اس وقت ان کو مخلوق پر توجہ کرنا فرض بن جاتا ہے، وہ طبیبوں جیسے ہوتے ہیں اور ساری مخلوق بیماروں جیسی۔ تجھ پر افسوس کہ دعوے کرتا ہے کہ تو بھی ان میں سے ہے پس بتا ان کی کونسی علامت تجھ میں موجود ہے۔ حق تعالیٰ کے قرب اور اس کے لطف کی کیا نشانی ہے۔ تو خدا کے نزدیک کس مرتبہ اور کس مقام میں ہے۔ ملکوت اعلیٰ میں تیرا نام اور لقب کیا

ہے۔ ہر شب کو تیرا دروازہ کس حالت پر بند کیا جاتا ہے۔ تیرا کھانا پینا مباح ہے یا حلال خالص۔ تیری خواب گاہ دنیا ہے یا آخرت یا قرب حق تعالیٰ۔ تنہائی میں تیرا انیس کون ہے، خلوت میں تیرا ہمنشین کون ہے۔ اے دروغ گو! تنہائی میں تو تیرا انیس تیرا نفس، شیطان، خواہش اور دنیا کے تفکرات ہیں اور جلوت میں شیاطین الانس ہیں جو بدترین ہم نشین ہیں۔ یہ بات محض بکواس اور دعوے سے نہیں آتی۔

مخلوق سے کنارہ کشی

صاحبزادے! عافیت اسی میں ہے کہ عافیت کی طلب چھوٹ جائے اور تونگری یہی ہے کہ تونگری کی طلب ترک ہو جائے اور دوا یہی ہے کہ دوا کی طلب جاتی رہے۔ ساری دوا دل سے اسباب کو قطع، ارباب کو ترک اور جملہ معاملات کو حق تعالیٰ کے حوالے کر دینے میں ہے وہ حق تعالیٰ کو دل سے یکتا جاننے میں ہے نہ کہ فقط زبان سے۔ توحید اور زہد زبان پر نہیں ہوتی۔ توحید بھی قلب میں ہوتی ہے۔ زہد بھی قلب میں۔ تقویٰ بھی قلب میں۔ معرفت بھی قلب میں۔ حق تعالیٰ کا علم بھی قلب میں اور اللہ عزوجل کی محبت بھی قلب میں اور اس کا قرب بھی قلب میں۔ سمجھدار بن بوالہوس مت بن۔ نہ تصنع کر نہ بناوٹ۔ تو ہوس اور تصنع و تکلف اور کذب اور ریا و نفاق میں مبتلا ہے۔ تیرا سارا فکر مخلوق کو اپنی طرف کھینچنا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب کبھی تو مخلوق کی طرف ایک قدم چلے گا تو حق سے دور جا پڑے گا۔ دعوےٰ تو تیرا یہ ہے کہ تو طالبِ حق ہے حالانکہ تو مخلوق کا طالب ہے تیری مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ میں مکے جا رہا ہوں اور سمت اختیار کرے خراسان

کی یپس گے سے دور ہوتا چلا جائے گا۔

خوف اور ندامت

اے علم کا دعوٰے کرنیوالے مولوی! حق تعالٰے کے خوف سے تیرا رونا کہاں ہے۔ تیرا ڈر اور عذر کہاں ہے۔ تیرا اپنے گناہوں کا اقرار کرنا کہاں ہے۔ تیرا اللہ کی اطاعت میں روشنی کو تاریکی سے ملانا کہاں ہے۔ تیرا اپنے نفس کو ادب دینا اور حق تعالٰے کے متعلق اس کو مجاہدے میں ڈالنا اور اس کی وجہ سے اس کے دشمنوں کو بُرا سمجھنا کہاں ہے۔ تیری ساری ہمت کرتہ، عمامہ کھانے پینے اور نکاح مکانات، دکانوں مخلوق کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور انہیں کے ساتھ مانوس رہنے میں مصروف ہے۔
اپنی ہمت کو ان تمام چیزوں سے علیحدہ کرلے پھر اگر ان میں سے کوئی شے تیرے نصیب میں ہوگی تو وہ اپنے وقت میں خود تیرے پاس آجائے گی۔ تیرا قلب انتظار کی تکلیف اور حرص کی گرانی سے آرام میں اور حق تعالٰی کے ساتھ قائم رہے گا پھر ایسی چیز میں جس سے روزِ ازل ہی فراغت ہو چکی مشقت اٹھانے سے تجھ کو کیا حاصل۔

جھوٹے معبودوں کو چھوڑ حق تعالٰی کو پکڑ

صاحبزادے! تو کچھ بھی نہیں۔ نہ تیرا اسلام ہی صحیح ہوا جو بنیاد ہے اور جس پر تعمیر ہوتی ہے اور نہ تیری شہادت (توحید و رسالت) کامل ہوئی تو کہتا ہے کہ نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے مگر جھوٹ کہتا ہے کیونکہ معبودوں کا ایک بڑا گروہ تیرے قلب

میں موجود ہے۔ اپنے بادشاہ اپنے میر محلہ سے تیرا ڈرنا تیرے معبود بنے ہوئے ہیں اپنی کمائی اپنے نفع اپنی طاقت اپنی قوت اپنی سماعت اپنی بصارت اور اپنی گرفت پر تیرا اعتماد کرنا تیرے معبود بنے ہوئے ہیں۔ مخلوق میں بہتیرے لوگ ہیں جو اپنے قلوب سے ان چیزوں پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ان کا بھروسہ خدا پر ہے۔ ان کا حق تعالیٰ کو یاد کرنا محض عادت ہے اور وہ بھی صرف زبانوں سے اور جب اس کی جانچ کی جاتی ہے تو بھڑک اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ایسا کیوں کہا جاتا ہے کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ کل کو ساری فضیحتیں کھل جائیں گی اور مخفیات ظاہر ہو جائیں گے۔ تجھ پر افسوس جب تو کہتا ہے تو اپنی بات کی پیچ کرتا ہے لَآ اِلٰہَ کلی نفی ہے اور اِلَّا اللّٰہُ کلی اثبات ہے کہ معبودیت صرف حق اللہ کے لیے ہے کسی غیر کے لیے نہیں پس جس وقت بھی تیرے قلب نے حق تعالیٰ کے سوا کسی شے پر اعتماد کیا تو معبودیت کو حق تعالیٰ کے لیے مخصوص کرنے میں تو جھوٹا بن گیا اور وہی تیرا معبود بنا جس پر تو نے اعتماد کیا۔ ظاہر کا کچھ اعتبار نہیں۔ قلب ہی ہے جس کے ساتھ ایمان کا تعلق ہے وہی موحد ہے وہی مخلص وہی متقی وہی پرہیزگار وہی زاہد وہی صاحبِ یقین وہی عارف عامل اور سردار۔ باقی سب اس کے لشکر اور ماتحت ہیں۔

ندامت اور توبہ

صاحبو! قیامت کا دن قلوب اور ابصار الٹ پلٹ دے گا۔ وہ ایسا دن ہے جس میں بہتیرے پاؤں پھسلیں گے۔ مومنین میں سے ہر شخص اپنے ایمان

اور تقوٰے کے قدم پر کھڑا ہوگا اور قدموں کا جماؤ ایمان کی مقدار کے موافق ہوگا۔ اس دن ستمگار اپنے ہاتھوں کو کاٹ کھائے گا کہ آہ کیسا ستم کیا اور مفسد اپنے ہاتھوں کو کاٹ کھائیگا کہ کیسا فساد مچایا اور اصلاح نہ کی۔ اپنے آقا سے کیسے بھاگا پھرا اور توبہ نہ کی۔ صاحبزادے! کسی عمل پر مغرور مت ہو کیونکہ اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے حق تعالےٰ سے یہ درخواست لازمی سمجھ کہ وہ تیرا خاتمہ بخیر فرمادے اور اس عمل پر تیری روح قبض فرمادے جو اس کو سب سے زیادہ پیارا ہو۔ جب تو توبہ کرے تو بچ اور بہت بچ کہ اس کو توڑ بیٹھے اور پھر معصیت کی طرف لوٹ جائے۔ کوئی بھی کہے تو اپنی توبہ سے ہرگز رجوع مت کر۔ اپنے نفس اپنی خواہش اپنی طبیعت کی موافقت میں اللہ عزوجل کی مخالفت مت کر۔ پس معصیت آج تک تھی اور توبہ کے بعد کل تو معصیت کرے گا تو حق تعالےٰ تجھ کو رسوا کرے گا اور تیری مدد نہ کرے گا۔ اے ہمارے اللہ ہماری مدد فرما اپنی اطاعت کی توفیق دے کر اور ہم کو رسوا نہ کر، اپنی معصیت سے اور عطا فرما ہم کو دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

صاحبِ نظر کی مثال

صاحبزادے! جس شخص کا ایمان قوی ہوجاتا ہے اور یقین جم جاتا ہے، وہ قیامت کے سارے معاملات جن کی حق تعالےٰ نے خبر دی ہے قلب کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ جنت اور دوزخ کو اور جو کچھ راحتیں اور تکلیفیں ان میں ہیں ان سب کو دیکھتا ہے۔ صور کو اور اس فرشتہ کو جو اس پر متعین ہے دیکھتا ہے۔

وہ دیکھتا ہے تمام چیزوں کو جیسی کہ حقیقت میں وہ ہیں وہ دنیا کا زوال اور اہلِ دنیا کی دولت وحکومت کے انقلاب کو دیکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے مخلوق کو گویا کہ وہ قبروں کے مدفون مردے ہیں جو چل پھر رہے ہیں۔ جب قبروں پر اس کا گذر ہوتا ہے تو اس کو محسوس ہوتا ہے وہ عذاب وثواب جو اس کے اندر ہو رہا ہے وہ دیکھتا ہے قیامت کو اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے یعنی

مخلوق کا ایک جگہ ٹھہرنا وغیرہ وہ دیکھتا ہے حق تعالیٰ کی رحمت کو اور اس کے عذاب کو اور فرشتوں کو کھڑا ہوا اور انبیاء ومرسلین اور ابدال واولیاء کو اپنے اپنے مرتبوں پر، جنیتوں کو کہ ایک دوسرے کے پاس ملنے جلنے آجا رہے ہیں اور دیکھتا ہے دوزخیوں کو کہ آگ کے اندر ایک دوسرے سے دشمنی کر رہے ہیں جس شخص کی نظر صحیح ہو جاتی ہے وہ اپنی سر کی آنکھوں سے اللہ عزوجل کے فعل کو جو مخلوق میں صادر ہو رہا ہے اس کو نظر آتا ہے حق تعالےٰ کا مخلوق کو حرکت دینا اور سکون دینا پس یہ نگاہِ عزت ہے۔ حضرات اولیاء اللہ ہی ایسے ہیں کہ جب کسی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں اس کے ظاہر کو سر کی آنکھ سے اور اس کے اندرون کو قلب کی آنکھ سے اور اپنے مولا عزوجل کو اپنی باطن کی آنکھ سے جو خدمت کرتا ہے مخدوم بنتا ہے۔ ان کی یہ حالت تھی کہ جب تقدیر خداوندی ان کے متعلق آتی تو یہ اس کی موافقت کرتے تھے۔ خواہ وہ ان کو خشکی میں لے جائے یا سمندر میں۔ نرم زمین میں پہنچا دے یا پتھریلی زمین میں، اور میٹھا کھلائے یا کڑوا۔ یہ اس کی موافقت کرتے تھے۔ عزت کے متعلق بھی، ذلت کے متعلق بھی، تونگری کے متعلق بھی اور افلاس کے متعلق بھی۔ تندرستی کے متعلق بھی اور بیماری کے متعلق بھی، یہ تقدیر کے ساتھ ساتھ چلتا

رہا۔ یہاں تک کہ جب تقدیر نے جان لیا کہ یہ تھک گیا تو خدا کے نزدیک اس کے محترم ہونے اور مقرب ہونے کی وجہ سے وہ اتر پڑی اور اپنی جگہ اس کو سوار کر دیا۔ خود اس کے ہمرکاب بن کر چلی۔ اس کی خادم بن گئی اور اس کے سامنے تواضع سے جھک گئی۔ یہ سب کچھ اپنے نفس، اپنی خواہش، اپنی طبیعت، اپنی عادت، اپنے شیطان اور برے ہم نشینوں کی مخالفت کی بدولت نصیب ہوا۔

ایقان و وحدانیت کی منزل

جس وقت بندہ بلاؤں اور مصائب میں گرفتار ہو جاتا ہے تو ابتدا میں اس سے رستگاری حاصل کرنے کے لیے اپنی ذاتی سعی سے کام لیتا رہتا ہے لیکن جب اس سے چھٹکارا نصیب نہیں ہوتا تو پھر مخلوق سے طلب اعانت کرتا ہے۔ مثلاً بادشاہ سے، عہدیداران سے اور دوسرے اہل دنیا سے اور امراض کے سلسلے میں ماہر فن اطباء کی خدمات حاصل کرتا ہے لیکن جب تک اس میں ذاتی سکت باقی رہتی ہے اس وقت تک مخلوق کی جانب ہرگز رجوع نہیں ہوتا۔ پھر جب تک مخلوق سے بھی اعانت کی امید منقطع نہیں ہو جاتی اس وقت تک کسی طرح بھی اپنے خالق کی جانب متوجہ نہیں ہوتا لیکن جب خالق کی جانب سے بھی اعانت کا حصول نہیں ہوتا تو پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہ صورت سوال بن کر دعا و تضرع اور حمد و ثنا میں مشغول ہو جاتا ہے اور بیم و رجا کے اس عالم میں محتاج دعا بن کر رہ جاتا ہے۔ پھر جب خدا تعالیٰ اس کو اس درجہ عاجز کر دیتا ہے کہ اس کی دعائیں بھی قبول نہیں فرماتا اور اس کے تمام وسائل و ذرائع بھی مسدود ہو کر رہ جاتے ہیں تو اس پر قضا و قدر کے احکامات

کا نفوذ شروع ہو جاتا ہے اور وہ جب اپنے وسائل سے فنا ہو کر صرف روح کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو پھر اس کو احکامِ خداوندی کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ اور وہ ایقان و وحدانیت کی اس منزل میں داخل ہو جاتا ہے جہاں اس کو کامل یقین ہو جاتا ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی فاعلِ حقیقی نہیں ہے اور نہ کوئی اس کے سوا حرکت و سکون کا خالق ہے نہ کوئی خیر و شر کا مالک ہے نہ کوئی سود و زیاں پہنچا سکتا ہے۔ نہ کوئی عطا کرنے والا ہے نہ کوئی عطا و بخشش سے روکنے والا۔ نہ حیات و موت کسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور نہ عزت و ذلت۔ اس مقام پر پہنچ کر وہ قضا و قدر کی اس منزل میں داخل ہو جاتا ہے جس طرح دائی کے ہاتھوں میں بچہ یا غسل دینے والے کے ہاتھوں میں میت یا چوگان کھیلنے والے کے سامنے گیند ہوا کرتی ہے، جس کا تغیر و تبدل الٹنا پلٹنا اور اس کی حرکت و سکون۔ جو نہ تو ذاتی ہوتے ہیں نہ غیر ذاتی۔ اسی طرح بندہ بھی اپنے مولٰے کے احکام و افعال میں اس درجہ گم ہو جاتا ہے کہ اس کو خدا کی ذات کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا اور اس کی عقل و سماعت اور بصارت اپنے مولٰے کے لیے اس طرح وقف ہو کر رہ جاتی ہے کہ اسی کی عقل سے سمجھنے لگتا ہے اور اسی کے کانوں سے سننے لگتا ہے اور خدا کے علم و کلام کے علاوہ وہ کوئی اور بات سننا گوارا نہیں کرتا پھر اس کی نعمتوں سے سرفراز ہو کر اس کے قرب سے سعادت حاصل کرتے ہوئے مزین و مشرف ہو جاتا ہے اور اس کے وعدوں سے سکون و طمانیت حاصل کرنے لگتا ہے۔ اسی کے تذکرے سے اس کو اس درجہ انس ہو جاتا ہے کہ دوسرے لوگوں کا ذکر اس کے لیے وحشت و تنفر کا باعث ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ نور و معرفت کے

ذریعہ ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے تو اس کو پیراہنِ معرفت میں اس طرح ملبوس کر دیا جاتا ہے کہ وہ علومِ اسرارِ خداوندی سے مشرف ہونے لگتا ہے اور ان تمام نعمت ہائے گوناگوں پر اس کا شکر ادا کرتے ہوئے ہمہ تن حمد و ثنا میں مصروف ہو کر رہ جاتا ہے۔

غیر اللہ پر اعتماد کا نتیجہ

تم خدا کے فضل و رحمت سے اس لیے محروم کر دیئے گئے ہو کہ تم نے مخلوق و وسائل پر صنعت و کسب پر اور دوسرے طریقوں پر اعتماد کر لیا ہوا ہے اور یہ مخلوق تمہارے مابین اس لیے سدِ راہ بن گئی ہے کہ تم نے اکلِ حلال اور مسنون طریقے سے کسب کرنے کو ترک کر دیا ہے لہٰذا جب تک تم مخلوق سے منسلک رہتے ہوئے لوگوں کے در پر سائل بن کر ان کی جود و عطا کے چکر میں پڑے رہو گے۔ اس وقت تک تمہارا شمار خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں میں ہوتا رہے گا اور تمہیں اِس چیز کی سزا دی جائے گی کہ تم نے مسنون طریقے سے اکلِ حلال کیوں حاصل نہیں کیا جو کہ تمہارے اوپر واجب تھا۔ پھر جب تم مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اور شرک سے تائب ہوتے ہوئے کسب کی جانب رجوع کر کے اس پر توکل و طمانیت اختیار کر لو گے اور فضلِ خداوندی کو فراموش کر دو گے تو اس وقت بھی تم مشرک کہلاؤ گے فرق صرف اتنا ہو گا کہ یہ شرک پہلے شرک سے زیادہ خفی ہو گا اور اس پر بھی تم خدا تعالےٰ کے ہاں مستوجب عقوبت ہو گے اور تمہیں خدا کے فضل اور بلا واسطہ نعمتوں سے محروم کر دیا جائے گا۔ پھر جب تم اس شرک خفی سے بھی تائب ہو کر اپنے درمیان سے

اس کو خارج کر دو گے تو اس وقت تم مشاہدہ کر سکو گے کہ خدا کی ذات کے سوا، کوئی رازق نہیں اور صرف وہی مسبب الاسباب ہے اور قوتِ کسب عطا کرنے والا ہے۔ وہی نیکیوں کی توفیق دینے والا ہے اور اس کے دستِ قدرت میں ہمیشہ رزق رہتا ہے وہ کبھی تو مخلوق کے ذریعہ ابتلائے کے طور پر رزق پہنچاتا ہے تاکہ تم ریاضت کی حالت میں بھی دوسروں کے دستِ نگر رہو اور کبھی کسب کے ذریعہ معاوضہ کے طور پر عطا کرتا ہے اور محض کبھی اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے تاکہ تمہاری نظریں وسائل و اسباب پر نہ پڑ سکیں۔ ایسی حالت میں اس کی جانب رجوع کرتے ہوئے تمہیں جھک جانا چاہیئے۔ تاکہ تمہارے اور اس کے فضل و کرم کے مابین جو حجاب حائل ہوں وہ رفع ہو جائیں، پھر تمہیں تمہارے حال و حاجت کے مطابق ہی غذا مہیا ہوتی رہے گی جس طرح ایک محبوب و رفیق طبیب اپنے مریض کے لیے غذا تجویز کیا کرتا ہے اور یہ صرف خدا ہی کا فضل ہے کہ وہ تمہیں اپنے سوا کسی کا بھی محتاج تو جہ نہیں بناتا تاکہ تم اس کے فضل پر راضی برضا رہ سکو۔

حق تعالٰی پر مکمل اعتماد

تمہاری ہرگز یہ شان نہیں ہے کہ تم اپنے رب سے ناراض ہو کر اس پر بہتان طرازی اختیار کرو۔ یا اس پر معترض ہو کر اس کی جانب رزق و غنا اور کرب و بلا کے سلسلے میں ظلم کو منسوب کرو۔ کیونکہ تمہیں اس چیز کا اچھی طرح علم ہے کہ ہر شے کا ایک وقت معین ہے اور ہر بلا و مصیبت کی ایک انتہا ہے اور جس میں تقدیم و تاخیر کی قطعاً گنجائش نہیں ہے اور نہ کبھی مصائب کا وقت تبدیل ہو سکتا ہے

لہٰذا نہ تکلیفیں راحتوں میں تبدیل ہو سکتی ہیں اور نہ فقر و احتیاج تونگری سے بدل سکتے ہیں۔ لہٰذا خاموشی کے ساتھ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے صبر و رضا سے کام لے کر اپنے رب کی موافقت اختیار کرو اور اس کے افعال میں بہتان طرازی اور ناراضی سے توبہ کرو۔ کیونکہ بارگاہِ خداوندی میں بندوں کی طرح ایک دوسرے سے بدلہ لینے اور اور بغیر کسی گناہ کے انتقام لینے کا جذبہ رائج نہیں ہے اس لیے کہ صفاتِ باری ازل ہی سے منفرد ہے اور اس نے تمام اشیاء کو بعد میں تخلیق فرمایا اور ان کے سود و زیاں کی تخلیق بھی بعد ہی فرمائی۔ اور اس کو ابتدا اور انتہا کا علم ہے۔ وہ اپنے افعال میں اس درجہ صاحبِ حکمت ہے کہ نہ تو اس کے افعال میں کسی قسم کا تناقض ہوتا ہے اور نہ وہ عبث و بے سود ہوتے ہیں اور نہ وہ کسی شے کو باطل و لغو تخلیق کرتا ہے۔ لہٰذا تمہارے لیے یہ کسی طرح جائز نہیں ہے کہ اس کے افعال میں نقص نکال کر ان کو قبیح کہنے لگو، فراخی کا اس وقت تک انتظار کرتے رہو جب تک تم اس کی موافقت و رضا کے لیے عاجز نہ ہو جاؤ اور مقررہ میعاد پوری نہ ہو جائے کیونکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہونا یا زمانہ کا گزرنا اور مدت کی تکمیل خود تبدیلیٔ حالات کے آئینہ دار ہیں جس طرح گرمیوں کے خاتمے سے سردیوں کا افتتاح ہوتا ہے یا رات کا اختتام نمودِ سحر کا پتہ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر تم دن کی روشنی کو مغرب اور عشاء کے مابین تلاش کرو گے تو اس کا حصول ناممکن ہو گا۔ بلکہ رات کی تاریکیوں میں مزید اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ حتیٰ کہ اس وقت تاریکیاں دم توڑ دیں گی تو نمودِ سحر کے ہمراہ دن کی روشنی میں بھی تاریکی شب کی تمنا کرو گے تو وہ بھی تمہیں حاصل نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ تمہاری یہ طلب غیر وقت میں ہو گی اور تم اپنی بیجا خواہش کی وجہ

سے نادم و ناراض ہو کر رہ جاؤ گے۔ لہٰذا تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ ایسی چیزوں کا تصور اپنے قلب سے نکال کر اپنے رب سے توافق و حسن ظن کا طریقہ اختیار کر لو اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو چیز تمہارے نصیب کی ہے وہ تم سے ہرگز سلب نہیں کی جائے گی اور جو چیز تمہارے مقدر کی نہیں ہے وہ تمہیں کبھی دستیاب نہ ہو گی۔

اولیائے کرام کا مقابلہ نہ کرو

اے خواہشات کے بندو تم صاحب حال لوگوں کا ہرگز مقابلہ نہ کرو، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں اور تمہارے دھیان کا مرکز خالص دنیا ہے وہ عقبیٰ کی جانب ملتفت ہیں اور تمہاری نظریں دنیا پر لگی ہوئی ہیں۔ وہ ارض وسما کے رب سے رشتہ قائم کیے ہوئے ہیں اور تمہاری محبت کا مرکز مخلوق اور انسان ہیں۔ ان کے قلوب عرش کے مالک سے جڑے ہوئے ہیں اور تم جس شے پر بھی نظر ڈالتے ہو اسی کا شکار ہو کر رہ جاتے ہو۔ لہٰذا تم ان سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کرو اور ان کی راہوں سے ہٹ جاؤ۔ اس لیے کہ ان کی راہوں میں تو ان کے والدین اور اولاد بھی حائل نہ ہو سکے یہی وہ لوگ ہیں جن کو سب لوگوں پر فوقیت حاصل ہے جن کو میرے رب نے پیدا کر کے زمین میں پھیلا دیا ہے اور جب تک زمین و آسمان قائم ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت و سلام ان پر نازل ہوتا رہے گا۔ (فتوح الغیب، الفتح الربانی)

تیسری فصل

آپ کے فرمودات مقاماتِ تصوّف کے بارے میں

عِلم

آپ نے فرمایا پہلے عِلم پڑھ اس کے بعد گوشہ نشین بن۔ جو شخص بغیرِ علم کے عباداتِ الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے اس کے جملہ کام بہ نسبت سدھرنے کے زیادہ بگڑتے ہیں۔ پہلے اپنے ساتھ شریعتِ الٰہی کا چراغ لے پھر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو جا، جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا اور علم لدنی جو اسے حاصل نہیں ہوتا عطا کرتا ہے، تو اسباب اور خلق سے منقطع ہو جا وہ تیرے دل کو مضبوط اور عبادت اور پرہیزگاری کی طرف اس کا میلان کر دے گا۔ ماسوائے اللہ سے جدا رہ۔ اپنا چراغِ شریعت گل ہونے سے ڈر، خدا تعالیٰ سے نیک نیتی رکھ، چالیس روز تو اگر اس کی یاد میں بیٹھے تو تیرے دل سے زبان کی راہ حکمت کے چشمے پھوٹیں گے۔ اور تیرا دل اس وقت موسیٰ کی طرح محبت الٰہی کی آگ دیکھنے لگے گا اور آتشِ محبت دیکھ کر تیرا نفس تیری خواہش تیرا شیطان تیری طبیعت تیرے اسباب اور وجود سے کہنے لگے گا کہ ذرا ٹھہر جاؤ میں نے آگ دیکھی ہے اور مقام سِر سے اس کی ندا ہو گی کہ مَیں ہوں تیرا رب تو میرے غیر سے تعلق نہ رکھ، مجھے پہچان لے اور میرے ماسوا کو بھول جا۔ مجھ ہی سے علاقہ رکھ اور سب سے علاقہ توڑ دے۔ میرا طالب بنا رہ اور باقی سب سے اعراض کر۔ میرے علم سے میرا تقرب حاصل کر۔ پھر جب تقا تمام

ہوگی تو تجھے حاصل ہوگا جو کچھ حاصل ہوگا اور حجاب زائل ہونگے۔

عملِ صالح

آپ نے فرمایا جو شخص اپنے مالک حقیقی سے سچائی اور راستبازی اختیار کرکے تقوے اور پرہیزگاری اختیار کرتا ہے وہ شب و روز اس کے ماسوائے سے بیزار رہتا ہے۔ اے مخاطب تو ایسی بات کا دعوٰے نہ کر جو تجھ میں نہ ہو۔ خدا کو ایک جان کسی کو اس کا شریک نہ کر جس کا خدا تعالےٰ کی راہ میں کچھ بھی تلف ہوتا ہے خدا تعالےٰ ضرور اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ یاد رکھ کہ دل کی کدورت نہیں بجھ سکتی تاوقتیکہ نفس کی کدورت نہ جائے۔ جب تک نفس اصحاب کہف کے کتے کی طرح رضا کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے اس وقت تک دل میں صفائی پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس وقت یہ خطاب بھی ملے گا۔ یٰۤاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً یعنی اے نفسِ مطمئنہ نہایت راضی خوشی اپنے رب کی طرف لوٹ' اس وقت وہ حضرت اقدس میں باریابی حاصل کرسکے گا اور توجہات و نظرِ رحمت کا کعبہ بنے گا۔ اس کا عظمت وجلال اس پر منکشف ہوگا اور مقامِ اعلےٰ سے ندائی دے گا یَا عَبْدِیْ اَنْتَ لِیْ وَاَنَا لَکَ اے میرے بندے تو میرے لیے ہے اور میں تیرے لیے ہوں۔ جب اس حال میں مدت تک اسے تقربِ الٰہی حاصل رہیگا تو اب وہ خاصانِ خدا سے ہو جائے گا۔ اور خلیفۃ اللہ علے الارض کہلانے کا مستحق اور اس کے اسرار پر مطلع ہو سکے گا اور اب یہ خدا کا امین ہوگا اور اب اسے اللہ تعالےٰ نے دنیا میں اس لیے بھیجا ہے کہ معصیت کے دریا میں ڈوبنے والوں کو غرق ہونے سے بچالے اور گمراہی

کے بیابانوں میں راہِ حق سے گم گشتہ لوگوں کو راہِ حق پر لائے۔ پھر اگر کسی مردہ دل پر اس کی گذر ہوتی ہے تو وہ اسے زندہ کر دیتا ہے اور اگر گنہگار پر گزر ہوتی ہے تو وہ اسے نصیحت کرتا ہے اور بدبخت کو نیک بخت بنا دیتا ہے۔

توبہ

آپ نے فرمایا کہ توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی پہلی عنایت و توجہ اپنے بندے پر مبذول فرما کر اس کے دل پر اس کا اشارہ کرے اور اپنی شفقت و محبت کے ساتھ خاص کر کے اسے اپنی طرف کھینچ لے، اس وقت بندے کا دل اپنے مولا کی طرف کھنچ جاتا ہے اور روح و قلب اور عقل اس کے تابع ہو جاتی ہے اور اب وجود میں امرِ الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا۔ یہی صحتِ توبہ کی دلیل ہے۔

انابت (توجہ الی اللہ)

آپ نے فرمایا انابت درجات کو چھوڑ کر مقامات کی طرف رجوع کر کے مقاماتِ اعلےٰ میں ترقی کرنا اور مجلسِ حضرت القدس میں جا ٹھہرنا اور اس مشاہدے کے بعد کُل کو چھوڑ کر حق تعالیٰ کی طرف رجُوع کرنا ہے۔

خوف

آپ نے فرمایا خوف کے کئی مقام ہیں۔ گنہگاروں کا خوف عذاب کے سبب سے ہوتا ہے۔ عابدین کا خوف عبادت کا ثواب کم ملنے یا نہ ملنے کے

سبب ہوتا ہے عاشقانِ الٰہی کا خوف لقائے الٰہی کے فوت ہو جانے کے سبب ہوتا ہے اور عارفین کا خوف عظمت و ہیبت الٰہی کے سبب ہوتا ہے۔ یہی اعلےٰ درجہ کا خوف ہے کیونکہ یہ زائل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ رہتا ہے۔

رجاء (اُمیدِ رحمت)

آپ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کے حق میں رجاء یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن ہو مگر نہ کسی نفع یا دفع ضرر کی امید پر کیونکہ اہلِ ولایت جانتے ہیں کہ ان کو ان کی تمام ضروریات سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ مستغنی رہتے ہیں اور پھر خدا تعالےٰ سے ڈرتا بھی رہے محض اس کی عظمت و جلال کی وجہ سے نہ اس وجہ سے کہ وہ رؤف و رحیم ہے۔ رجاء بلا خوفِ امن بے خوفی ہے اور خوف بلا رجاء نا امیدی ہے اور یہ دونوں مذموم ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ وُزِنَ خَوْفَ الْمُؤْمِنِ وَرِجَاءُہٗ لَاعْتَدَلَا اگر مسلمان کا خوف اور رجا وزن کیا جائے تو دونوں برابر نکلیں۔

حیا

آپ نے فرمایا حیا یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے حق میں وہ بات نہ کہے جس کا وہ اہل نہ ہو محارم الٰہیہ کو چھوڑ دے۔ چاہیئے کہ تمام گناہوں کو صرف حیا کی وجہ سے چھوڑ دے نہ کہ خوف کی وجہ سے اور اس کی عبادت و اطاعت کرتا رہے اور جانے کہ خدا تعالیٰ اس کی ہر بات پر مطلع ہے، اسی لیے اس سے شرماتا رہے۔ قلب اور

ہیبت کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتا ہے تو حیا پیدا ہوتی ہے

وفا

آپ نے فرمایا کہ وفا حقوقِ الٰہی کی رعایت اور قولاً و فعلاً اس کے حدود کی حفاظت اور ظاہراً و باطناً اس کی رضامندی کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے

صبر

آپ نے فرمایا کہ صبر، مصیبت اور بلا میں استقلال سے رہنا ہے اور نہایت خوش دلی اور خندہ پیشانی سے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ پر قائم رہنا ہے۔ صبر کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک صبر للہ ہے وہ یہ کہ اس کے اوامر کو بجا لاتا رہے اور اس کے نواہی سے بچتا رہے اور صبر مع اللہ یہ ہے کہ قضائے الٰہی پر راضی اور ثابت قدم رہے اور ذرا بھی چون وچرا نہ کرے اور فقر سے نہ گھبرائے اور بغیر کسی قسم کی ترش روئی کے اظہارِ غنیٰ کرتا رہے اور صبر علے اللہ یہ ہے کہ ہر امر میں وعدہ و وعید الٰہی کو مدنظر رکھ کر ہر وقت اس پر ثابت قدم رہے۔ دنیا سے آخرت کی طرف رجوع کرنا سہل ہے، مگر مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع کرنا مشکل ہے اور خلق کو چھوڑ کر حق سے محبت اس سے بھی زیادہ مشکل ہے اور صبر مع اللہ سب سے زیادہ مشکل ہے۔

شکر

آپ نے فرمایا کہ حقیقتِ شکر یہ ہے کہ نہایت عاجزی و انکساری سے نعمت کا اعتراف اور ادائے شکر کی عاجزی کو مدِ نظر رکھ کر منت و احسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت و حرمت باقی رکھی جائے۔ شکر کے کئی اقسام ہیں۔ شکر لسانی یہ ہے کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے اور شکر بالارکان یہ ہے کہ خدمت و وقار سے موصوف رہے اور شکر بالقلب یہ ہے کہ بساطِ شہود پر معتکف ہو کر حرمت و عزت کا نگہبان رہے پھر اس مشاہدے کی نعمت کو دیکھ کر دیدارِ منعم کی طرف ترقی کرے۔ شاکر وہ ہے جو موجود پر شکر کرے۔ شکور وہ ہے جو مفقود پر شکر کرے اور حامد وہ ہے کہ منع کو عطا، اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے اور ان دونوں وصفوں کو برابر جانے۔ اور حمد یہ ہے کہ بساطِ قرب پر پہنچ کر معرفت کی آنکھوں سے تمام محامد و اوصافِ جمالی و جلالی کا مشاہدہ کرے اور اس کا اعتراف کرے۔

ہمّت

آپ نے فرمایا کہ ہمت یہ ہے کہ نفس کو حبِ دنیا سے اور روح کو تعلقِ عقبیٰ سے دور رکھا جائے اور ارادۂ مولا سے تبدیل کیا جائے اور مقامِ سِر کو اشارۂ کون سے خواہ ایک لمحہ کے لیے ہی ہو خالی کیا جائے۔

توکّل

آپ نے فرمایا کہ توکل اغیار کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ سے لو لگانا اور ایک ذات پر بھروسہ کر کے ماسوا اللہ سے بے پرواہ ہو جانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متوکل مقامِ فنا سے آگے بڑھ جاتا ہے۔

توحید

آپ نے فرمایا توحید مقام حضرت القدس کے اشارات سرِ ضمائر و خفائے سرّ سرائر کا نام ہے۔ وہ قلب کا منتہائے افکار سے گزر جانے اعلیٰ درجاتِ وصال میں پہنچنے اور اقدامِ تجرید سے تقرب الٰہی میں جانے کا نام ہے۔

معرفت

آپ نے فرمایا معرفت یہ ہے کہ مشیاتِ الٰہی میں سے ہر شے کے اشارے سے جو کہ اس کی توحید کی طرف کر رہی ہے خفایائے مکنونات و شواہد حق پر مطلع ہو، اور ہر فانی کی فنا سے علمِ حقیقت کا ادراک کرے اور اس میں ہیبت ربوبیت اور تاثیرِ بقا کو دل کی آنکھ سے معائنہ کرے۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہشیار
ہر ورق دفتریست معرفتِ کردگار

(یعنی ہوشیار آدمی کی نظر میں سبز درختوں کا ہر پتہ پروردگار کی معرفت کا دفتر

ہے)

تصوف

آپ نے فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو اپنے مقصد کی ناکامی کو خدا تعالیٰ کا مقصد جانے اور دنیا کو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ خادم بنے اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں وہ فائز المرام ہو جائے تو ایسے شخص پر خدا کی طرف سے سلامتی نازل ہوتی ہے۔

حُسنِ خُلق

آپ نے فرمایا کہ حُسنِ خُلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خَلق اثر نہ کرے خصوصاً جبکہ تم حق سے خبردار ہو گئے ہو۔ اور عیوب پر نظر کرکے نفس کو اور جو کچھ نفس سے سرزد ہو حقیر جانو اور جو کچھ کہ خدا تعالیٰ نے خلق کے دلوں کو ایمان اور اپنے احکام ودیعت کیے ہیں اس پر نظر کرکے جو کچھ ان سے تمہارے حق میں صادر ہو عزت کرو۔ یہی انسانی جوہر ہے اور اسی سے لوگوں کو پرکھا جاتا ہے۔

صدق

آپؒ نے فرمایا کہ اقوال اور اعمال میں صدق یہ ہے کہ اس کے ذریعہ رویتِ خداوندی حاصل رہے۔ اور احوال میں صدق یہ ہے کہ بندے کے قلب میں اللہ تعالےٰ کی توجہ اور خیال کے علاوہ کوئی شے باقی نہ رہے۔

فنا

آپ نے فرمایا کہ توحکمِ الٰہی کو مدِ نظر رکھ کر مخلوقات سے اپنے نفس سے اور اس کے ارادے کو مدنظر رکھ کر اپنے فعل سے درگزر کر۔ اس وقت توحکم الٰہی کے لائق ہو سکے گا۔ مخلوق سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ ان سے تیرا تعلق ختم ہو جائے۔ ان کے نفع سے ناامید اور ان کے ضرر سے بےخوف ہو جائے خود اپنی ہستی اور اپنے نفس اور خواہش سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دور کرنے میں اسبابِ ظاہری سے نظر اٹھالے اور اپنے سبب سے خود کچھ نہ کر، نہ اپنے آپ پر بھروسہ کر۔ بلکہ تمام امور اسی کو سونپ دے۔ وہ جس نے اولاً اس میں تصرف کیا ہے وہی اب بھی اس میں تصرف کرے گا اور اپنے ارادے سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ مشیتِ الٰہی کے سامنے تیرا کوئی ارادہ نہ ہو بلکہ اس کا فعل تمہارے اندر جاری رہے اور تمہارے اعضاء اس کے فعل سے خاموش ہوں اور دل مطمئن اور خوش رہے۔ ذرا بھی منقبض نہ ہو۔ تمہارا باطن تمام چیزوں سے مستغنی رہے اور تو خود قدرت الٰہی کے ہاتھ میں ہو جائے، وہ کچھ بھی تجھ پر اپنا تصرف کرے زبانِ ازلی اس وقت تجھے پکارے گی۔ علم لدنی تجھ کو حاصل ہوگا اور نورِ جمال الٰہی کا لباس پہنے گا۔ پھر ارادہ الٰہی کے سوا تیرے اندر کچھ نہ رہے گا تو اس وقت تصرفات وخرقِ عادات تیری طرف منسوب ہونگے مگر بظاہر اور درحقیقت وہ فعل الٰہی ہوگا پھر جب تو اپنے دل میں کوئی ارادہ پائے تو خدا تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی کا خیال کر اور اپنے وجود کو حقیر جان یہاں تک کہ تیرے وجود پر قضائے الٰہی وارد ہو۔ اس

وقت تجھے بقا حاصل ہوگی، کیونکہ فنا حد ہے وہ یہ کہ اکیلا خدا تعالےٰ ہی باقی رہے جیسا کہ خلق کے پیدا کرنے سے پہلے اکیلا تھا۔ یہی حالت فنا کی ہے۔ جب تو خلق سے علیحدہ ہوجائے گا تو کہا جائے گا کہ خدا تجھ پر رحمت کرے اور حقیقی زندگی نصیب کرے۔ اس وقت تجھے حقیقی زندگی حاصل ہوگی اور غنےٰ کہ جس کے بعد فقر نہیں اور وہ عطا کہ جس کے بعد رکاوٹ نہیں اور وہ امن جس کے بعد کوئی خوف نہیں اور وہ نیک بختی جس کے بعد بدبختی نہیں اور وہ عزت کہ جس کے بعد ذلت نہیں اور وہ قرب کہ جس کے بعد بُعد نہیں اور وہ بزرگی کہ جس کے بعد حقارت نہیں اور وہ پاکی کہ جس کے بعد ناپاکی کا تصور نہیں ہوسکتا۔

بقا

آپ نے فرمایا کہ بقا حاصل نہیں ہوتی مگر اسی بقا سے کہ جس کے ساتھ فنا نہ ہو اور نہ انقطاع ہو۔ اور وہ نہیں ہوتی مگر صرف ایک لمحہ کے لیے بلکہ اس سے بھی کم۔ اہلِ بقا کی علامت یہ ہے کہ ان کے اس وصفِ بقا میں کوئی فانی شے ان کے ساتھ نہ رہ سکے کیونکہ وہ دونوں آپس میں ضد ہیں۔

رضا

آپ نے فرمایا کہ محبت الہی میں بڑھنا اور علمِ الہی کو کافی جان کر قضا و قدر پر راضی رہنا رضائے الٰہی ہے۔

قرب

آپ نے فرمایا مسافتوں کو لطف کے ساتھ طے کرنے کو قرب کہتے ہیں۔

شوق

آپ نے فرمایا بہترین شوق یہ ہے جو مشاہدے سے پیدا ہو۔ ملاقات سے سُست نہ پڑ جائے۔ دیکھنے سے ساکن نہ ہو، قرب سے چلا نہ جائے۔ محبت سے زائل نہ ہو بلکہ جوں جوں ملاقات بڑھتی جائے شوق بھی بڑھتا جائے۔ شوق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اسباب یعنی موافقت روح مطابقت ہمت یا حظِ نفس سے خالی ہو۔ اس وقت مشاہدہ دائمی ہوتا ہے اور مشاہدے سے مشاہدے کا شوق پیدا ہوا کرتا ہے۔

محبت

آپ نے فرمایا محبت دل کی تشویش کا نام ہے جو کہ محبوب کے فراق سے حاصل ہوتی ہے اس وقت دنیا اسے انگوٹھی کے حلقے یا مجلسِ ماتم کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ محبت وہ شراب ہے جس کا نشہ کبھی نہیں اتر سکتا۔ محبت محبوب سے خواہ ظاہر ہو خواہ باطن ہر حال میں خلوص نیت کرنے کا نام ہے محبت جز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کر لینے کا نام ہے۔ عاشق محبت کے نشے میں ایسے مست ہوتے ہیں کہ انہیں بجز مشاہدۂ محبوب کے کبھی ہوش نہیں آتا۔ وہ ایسے مریض ہیں کہ بغیر دیدار محبوب صحت نہیں پاتے۔ انہیں اغیار سے حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے محبوب کے سوا

انہیں کسی سے انسیت نہیں ہوتی۔

وجد

آپ نے فرمایا کہ وجد یہ ہے کہ روح ذکر کی حلاوت میں اور نفس لذتِ طرب میں مشغول ہوجائے اور بہتر سب سے فارغ ہوکر صرف خدا تعالیٰ کی ہی طرف متوجہ ہو۔ نیز وجد محبتِ الٰہی کی شراب ہے جب مولا اپنے بندے کو پلاتا ہے تو اس کا وجود سبک اور ہلکا ہوجاتا ہے اور اس کا دل محبت کے بازوؤں پر اڑکر مقام حضرت القدس میں پہنچ کر دریائے ہیبت میں جا گرتا ہے۔ اسی لیے واجد گر جاتا ہے اور اس پر غشی طاری ہوتی ہے۔

کشف

آپ نے فرمایا کشف افعال و مشاہدہ میں خدا کے افعال سے اولیاء و ابدال کے لیے وہ امر ظاہر ہوتے ہیں کہ جن سے عقلیں حیران ہوتی ہیں۔ عادات و رسوم کے خلاف ہوجاتا ہے۔ وہ دو قسم پر ہے جلال و جمال۔ جلال و عظمت سے ایسا خوف پیدا ہوتا ہے جس سے اضطراب پیدا ہوتا ہے اور اعضا پر اس کا ظہور ہوتا ہے لیکن جمال کا مشاہدہ جو ہے وہ دلوں پر انوار و سرور و لطافت اور لذیذ کلام، بخشش و مراتب اور قرب الٰہی کی بشارت کی تجلی ہے۔ یہ ان پر خدا کی رحمت و فضل ہے۔

(قلائد الجواہر، بہجۃ الاسرار)

چوتھی فصل

طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج

(طریقت کی روشنی میں)

طریقت کی طہارت

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ طہارت دو قسم کی ہے ایک ظاہری دوسری باطنی، طہارت ظاہری کے لیے پانی کی ضرورت ہے طہارت باطنی کے لیے توبہ، تلقین، صفائی قلب اور اہلِ طریقت کی راہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ جب نجاست وغیرہ کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جائے تو پانی سے تازہ وضو کرنا لازمی ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تازہ وضو کیا اللہ تعالٰے نے اس کے ایمان کو تازہ کیا۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ وضو پر وضو نورٌ علےٰ نور ہے۔ لہٰذا جب برے افعال اور اخلاقِ رذیلہ مثلاً تکبر، غرور، حسد، کینہ، غیبت، بہتان، جھوٹ وغیرہ کے باعث باطنی وضو فاسد ہو جائے تو اس کی تجدید کا طریقہ یہ ہے کہ ان مفسدات باطنی وضو یعنی مذکورہ گناہوں سے سچی توبہ کرے اور اپنی معصیت پر نادم ہو کر حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ ہر دن اور رات کے لیے ظاہری وضو کا وقت ہے باطنی وضو دائمی انتہائے عمر تک ہے

طریقت کی نماز

نمازِ شریعت کے لیے دن اور رات میں پانچ اوقات مقرر ہیں اور سنت طریقہ یہ ہے کہ یہ نماز بغیر ریا اور تصنع مسجد میں قبلہ رُخ ہو کر امام کے پیچھے باجماعت ادا کی جائے اور نمازِ طریقت دائمی نماز ہے۔ اس کے لیے تمام عمر درکار ہے اِس کی مسجد قلب ہے اور اس کی جماعت تمام قوائے باطنی کا مِل کر باطنی زبان سے اسمائے توحید کے ذکر میں مشغول ہونا ہے۔ اس کا امام قلب کے اندر جذبۂ شوق ہے اور اس کا قبلہ حضرتِ احدیت اور جمالِ صمدیت یعنی قبلۂ حقیقت ہے۔ قلب و روح دونوں ہمیشہ اس نماز میں مشغول رہیں۔ عارف کی حجابی کیفیت اٹھ جاتی ہے اور بارگاہِ احدیت میں اس کو حضوری کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ پھر وہ ان مقربانِ الٰہی کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے جن کے حق میں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء اور اولیاء اپنی قبروں میں ایسے ہی نماز پڑھتے ہیں جیسے اپنے گھروں میں یعنی اپنے زندہ دلوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی مناجات میں مشغول رہتے ہیں۔ جب ظاہری اور باطنی نمازیں جمع ہو جائیں تو نماز مکمل ہو جاتی ہے اور اس کا اجرِ عظیم اللہ تعالےٰ کی جناب میں رُوحانی قرب اور جنّت میں درجاتِ جسمانی کی شکل میں ملتا ہے۔ اس قسم کا نمازی ظاہراً عابد ہوتا ہے اور باطناً عارف اور اگر حیاتِ قلب حاصل نہ ہونے کے باعث نمازِ طریقت اور نمازِ شریعت کی یکجائی کسی نمازی کو نصیب نہ ہو تو وہ ناقص ہے۔ اس کا اجر درجات ہے قربات نہیں۔ (یعنی قربِ الٰہی کے مقامات سے وہ محروم ہے)

طریقت کا روزہ

شریعت کا روزہ یہ ہے کہ دن میں کھانے پینے وغیرہ سے پرہیز کیا جائے، اور طریقت کا روزہ یہ ہے کہ انسان ظاہر اور باطن میں اپنے اعضا کو شب و روز محرمات اور ممنوعات سے اور دیگر برائیوں سے مثلاً تکبر وغیرہ سے باز رکھے۔ اگر وہ افعالِ ذمیمہ میں سے کسی ایک کا مرتکب ہوگا تو اس کا روزۂ طریقت باطل ہو جائیگا۔ شریعت کے روزے کا وقت مقرر ہے لیکن طریقت کا روزہ دائمی تمام عمر کے لیے ہے۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اسی واسطے کہا گیا ہے کہ کتنے ہی روزے دار ہیں جو افطار کرنے والے ہیں اور کتنے ہی افطار کرنے والے ہیں جو روزے دار ہیں۔ یعنی اپنے اعضاء کو برائیوں اور لوگوں کو ایذا پہنچانے سے باز رکھتے ہیں جیسا کہ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دونگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری بوقت دیدار جمالِ الٰہی۔ خدائے تعالیٰ ہمیں اور تمہیں نصیب کرے رویت سے مراد قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے جمال کا دیدار اس آنکھ سے کرنا ہے جو مقامِ سِر میں ہے۔ اور روزۂ حقیقت سے مراد دل کا ماسوی اللہ کو ترک کر دینا ہے اور سِر کا غیر اللہ کے مشاہدے کی محبت سے پاک ہونا ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ہے۔ انسان میرا سِر (راز) ہے اور میں اس کا سِر ہوں،

پس سِرّ جو اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے اس کا میلان کسی غیر اللہ کی طرف نہیں ہوتا اس کے لیے دنیا اور آخرت میں سوائے ذاتِ باری تعالےٰ کے کوئی محبوب مرغوب اور مطلوب نہیں ہوتا۔ اگر غیر اللہ کی محبت میں مبتلا ہو جائے تو روزہ حقیقت فاسد ہو جاتا ہے اس روزے کی قضا یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں پھر اسی ذات باری تعالیٰ کی محبت اور شوق کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے حدیثِ قدسی میں فرمایا ہے۔ "روزہ میرے لیے ہے میں ہی اس کی جزا ہوں"۔

طریقت کی زکوٰۃ

شریعت کی زکوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیا میں جو کمائی کرے جب وہ نصاب کو پہنچے تو اس میں سے ہر سال وقتِ مقررپر جو مال ازروئے شرع نصاب جمع ہو اس کو شریعت کے احکام کے مطابق مستحق لوگوں میں تقسیم کرے، زکوٰۃِ طریقت یہ ہے کہ اخروی کمائی سے فقرائے دین اور مساکینِ اخروی (جن کے پاس آخرت کے لیے عمل نہیں ہے) میں تقسیم کیا جائے۔ قرآن مجید میں اس زکوٰۃ کو صدقہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ یعنی صدقات تو فقراء کے لیے ہی ہیں۔ کیونکہ وہ فقیر کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں پہنچ جاتے ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کو قبولیت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے اور یہ زکوٰۃ دائمی ہے اور اس سے مراد ایصالِ ثواب کرنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے گنہگاروں کو اخروی کمائی کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور اس کی اپنی نیکیوں

سے اس کی ذات کے لیے کوئی ثواب باقی نہیں رہتا، چنانچہ نیکیوں کے لحاظ سے وہ بالکل مفلس ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سخاوت اور افلاس کو پسند فرماتا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا؛ مفلس دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے۔

اور حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نے عرض کیا۔ الٰہی دنیا سے جو میرا حصہ ہے وہ کافروں کو عطا کر دے اور عاقبت کا جو حصہ ہے وہ مومنین کو عطا کر دے۔ مَیں دنیا سے سوائے تیرے ذکر کچھ نہیں چاہتی اور عاقبت سے صرف تیرے دیدار کی طلبگار ہوں۔

طریقت کا حج

شریعت کا حج یہ ہے کہ شرائط و فرائض کے ساتھ حجِ بیت اللہ کیا جائے حتےٰ کہ حج کا ثواب حاصل ہو جائے۔ اگر شرائط کی ادائیگی میں کوئی نقص واقع ہو جائے تو ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اور حج فاسد ہو جاتا ہے۔ اس حج کی شرائط یہ ہیں:

احرام باندھنا، مکہ معظمہ میں داخلہ، طوافِ قدوم، وقوفِ عرفات، مزدلفہ میں رات گزارنا، مِنٰے میں قربانی کرنا، بیت الحرام میں داخلہ، طوافِ کعبہ سات چکر، آبِ زمزم پینا، مقامِ ابراہیمؑ پہ دو رکعت پڑھنا۔ اِن شرائط کے ساتھ حج ادا کرنے بعد وہ باتیں حلال ہو جاتی ہیں جو احرام کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہیں۔ اس حج کی جزا دوزخ سے رہائی اور اللہ کے قہر سے امان پاناہے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا کہ جو اس میں داخل ہوا

امان میں ہوا۔ سب سے آخر میں طوافِ صدر ہے (جس کو طوافِ وداع بھی کہتے ہیں) اور پھر وطن کو واپسی ہے۔

طریقت کے حج کے لیے زادِ راہ اور سامانِ سفر یہ ہے کہ سب سے پہلے کسی صاحبِ تلقین (پیرِ کامل) کے ساتھ نسبت پیدا کر کے اس سے تلقین حاصل کرے پھر زبان کے ساتھ دائمی ذکر کرے اور اس کی حقیقت اور مقصد کو سامنے رکھے اور ذکر سے مراد کلمۂ توحید کا زبانی ذکر ہے اس کے بعد جب دل زندہ ہو جائے تو باطنی ذکر الٰہی میں مشغول ہو حتیٰ کہ پہلے صفاتی اسماء کے دائمی ذکر سے تصفیۂ باطن کرے تاکہ کعبۂ سِر اللہ تعالیٰ کے جمالِ صفاتی کے انوار کے ساتھ ظاہر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے۔" ظاہری کعبہ کا صاف ستھرا کرنا مخلوقات میں سے اُن لوگوں کے لیے ہے جو طواف کرنے والے ہیں اور باطنی کعبے کی صفائی خالق کے قرب کے لیے ہے۔ اس ذاتِ پاک کا جلوہ دیکھنے کے لیے نہایت بہترین اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ کعبۂ باطن کو ماسوے اللہ سے پاک کیا جائے۔ احرام روحِ قدسی کے نور سے ہے۔ پھر کعبۂ قلب میں داخلہ اس کے بعد طوافِ قدوم اسمِ ثانی یعنی اسم اللہ کا دائمی ذکر ہے پھر عرفاتِ قلب (جو موضع مناجات ہے) کی طرف روانگی اور اس میں وقوف اس طریقہ سے کہ تیسرا اسم یعنی ھُوْ اور چوتھا اسم یعنی حَقّ کا ذکر پابندی کے ساتھ کیا جائے پھر مزدلفہ میں آئے۔ جس سے مراد فؤاد (یعنی باطنی دل) ہے اور پانچویں اور چھٹے اسما یعنی حَیٌّ اور قَیُّوْمٌ کو جمع کرے۔ پھر منیٰ یعنی مقامِ سِر کی طرف توجہ کرے جو مابین

حرمین ہے اوران دونوں کے مابین وقوف کرے پھر ساتویں اسم یعنی قَھَّارٌ کے دائمی ذکر سے نفسِ مطمئنہ کی قربانی کرے کیونکہ یہ اسم باعثِ فنا اور حجابِ کفر کو دور کرنے والا ہے جیساکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا "کفر اور ایمان عرش کے ورے دو مقام ہیں جو بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان حجاب ہیں۔ ایک ان میں سے سیاہ ہے دُوسرا سفید"۔ نفسِ مطمئنہ کی قربانی کرنے کے بعد سر منڈانے کا عمل ہے۔ اس سے مُراد روحِ قدسی کو آٹھویں اسم کے دائمی ذکر کے ساتھ صفاتِ بشری سے پاک صاف کرنا ہے۔ اس کے بعد نویں اسم کو لازم پکڑے اور حرمِ سِرّ میں داخل ہو جائے، پھر اس مقام میں رسائی حاصل کرے جہاں اعتکاف والوں کو اپنی بصیرت سے دیکھے اور دسویں اسم کے دائمی ذکر کے ساتھ مقامِ قرب اور اُنس میں اعتکاف کرے پھر بلا کیف و تشبیہ اس بلند شان والے پروردگار کے جمال کا نظارہ کرے۔ اس کے بعد اسماء الاصول سے گیارہواں اسم اور چھ اسما فروعات یعنی سات اسماء کو لازم پکڑے اور ان کے دائمی ذکر سے طریقت کے حج کا طواف مکمل ہو گیا۔ پھر مقامِ قرب میں بارہویں اسم کے پیالے سے بدستِ قدرت شرابِ طہور پینا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۔ یعنی ان کو ان کے پروردگار نے پاکیزہ شراب پلائی۔ اس کے بعد حجابِ دوئی اٹھ جاتا ہے اور اس ذاتِ غیر فانی کو اسی کے نور کے واسطے سے بے حجابانہ دیکھنا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا معنےٰ ہے جو حدیثِ قدسی میں فرمایا "اہلِ قرب کو وہ بات حاصل ہوتی ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سُنی اور نہ ہی اس کا خیال کسی بشر کے دل میں آیا"۔ اس کے بعد طوافِ صدر (وداع) ہے جو جملہ اسماء کی تکرار سے حاصل ہوتا ہے پھر وطنِ اصلی

کی طرف واپسی سے مراد عالمِ قدس اور عالمِ احسن تقویم کی طرف مراجعت ہے۔
یہ مقام بارہویں اسم کے دائمی ذکر سے حاصل ہوتا ہے اور جو معاملہ اس سے آگے ہے
بیان سے باہر ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا، بلاشبہ علوم میں سے ایک علم ایسا
ہے جو بہت پوشیدہ ہے جس کو سوائے علمائے ربانی کے کوئی نہیں جانتا۔ جب
وہ اس کے ساتھ کلام کرتے ہیں تو اہلِ عزت اس کا انکار نہیں کرتے"۔ عارف
علم کی تہ کو پہنچتا ہے اس کا کلام اس کے حال کے مطابق ہوتا ہے۔ عارف کا علم
اللہ تعالیٰ کا راز ہے جس کو اس کا غیر نہیں جانتا۔ (سرالاسرار)

(حضرت شیخؒ نے صرف سات اسماء کا ذکر فرمایا ہے)

چودھواں باب

آپ کے اسمائے گرامی

آپ کے اسمائے گرامی

۱- یَاشَیْخَ مُحْیِ الدِّیْنِ (اے بزرگ دین کے زندہ کرنے والے)

۲- یَاسَیِّدُ مُحْیِ الدِّیْنِ (اے سردار دین کے زندہ کرنے والے)

۳- یَامَوْلَانَا مُحْیِ الدِّیْنِ (اے ہمارے دوست دین کے زندہ کرنے والے)

۴- یَامَخْدُوْمُ مُحْیِ الدِّیْنِ (اے ہمارے آقا دین کے زندہ کرنے والے)

۵- یَادَرْوِیْشُ مُحْیِ الدِّیْنِ (اے دروازۂ خداوندی سے چمٹنے والے دین کے زندہ کرنے والے)

۶- یَاخَواجَہ مُحْیِ الدِّیْنِ (اے بزرگ دین کے زندہ کرنے والے)

۷- یَاسُلْطَانَ مُحْیِ الدِّیْنِ (اے شہنشاہ دین کے زندہ کرنے والے)

۸- یَاشَاہ مُحْیِ الدِّیْنِ (اے بادشاہ دین کے زندہ کرنے والے)

۹- یَاغَوْثُ مُحْیِ الدِّیْنِ (اے فریادرس دین کے زندہ کرنے والے)

۱۰- یَاقُطْبِ مُحْیِ الدِّیْنِ (اے سردار دین کے زندہ کرنے والے)

۱۱- یَاسَیِّدَ السَّادَاتِ عَبْدُ الْقَادِرِ مُحْیِ الدِّیْنِ (اے سرداروں کے سردار عبدالقادر دین کے زندہ کرنے والے)

آپ کے دیگر اسمائے گرامی

- یَاسُلْطَانَ الْعَارِفِیْنَ (اے عارفوں کے بادشاہ)
- یَاتَاجَ الْمُحَقِّقِیْنَ (اے محققوں کے تاج)

- یَا سَاقِیَ الْحُمَیَّا (اے معرفت کی تیز شراب پلانے والے)
- یَا جَمِیْلَ الْمُحَیَّا (اے حسین چہرے والے)
- یَا بَرَکَۃَ الْاَنَامِ (اے لوگوں کی برکت)
- یَا مِصْبَاحَ الظَّلَامِ (اے اندھیروں کے چراغ)
- یَا شَمْسُ بِلَا اٰفِلٍ (اے نہ ڈوبنے والے آفتاب)
- یَا دُرُّ بِلَا مِثْلٍ (اے بے مثل موتی)
- یَا بَدْرُ بِلَا کَلَفٍ (اے چودھویں کے بے داغ چاند)
- یَا بَحْرُ بِلَا طَرَفٍ (اے دریائے بے کنار)
- یَا بَازُ الْاَشْھَبُ (اے شہبازِ معرفت)
- یَا فَارِجَ الْکُرَبِ (اے دکھوں کے دور کرنے والے)
- یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ (اے بہت بڑے فریادرس)
- یَا وَاسِعَ اللُّطْفِ وَالْکَرَمِ (اے کشادہ مہربانی اور کرم والے)
- یَا کَنْزَ الْحَقَائِقِ (اے حقیقتوں کے خزانے)
- یَا مَعْدِنَ الدَّقَائِقِ (اے باریکیوں کی کان)
- یَا وَاسِطَ السِّلْکِ وَالسُّلُوْکِ (اے راہِ حقیقت اور لڑیوں کے ملانے والے)
- یَا صَاحِبَ الْمُلْکِ وَالْمُلُوْکِ (اے حکومت اور شاہوں کے مالک)
- یَا شَمْسَ الشُّمُوْسِ (اے آفتابوں کے آفتاب)
- یَا زَھْرَۃَ النُّفُوْسِ (اے جانوں کی آب و تاب)
- یَا ھَادِیَ النَّسِیْمِ (اے نسیم سحر کے چلانے والے)

- یَا مُحْیِیَ الرَّمِیْمِ (اے بوسیدہ ہڈیوں کے زندہ کرنے والے)
- یَا عَالِیَ الْھِمَمِ (اے بلند ہمت والے)
- یَا نَامُوْسَ الْاُمَمْ (اے عزت طبقاتِ امت کی)
- یَا حُجَّۃَ الْعَاشِقِیْنَ (اے عاشقوں کی دلیل)
- یَا سَلَالَۃَ اٰلِ طٰہٰ وَیٰسٓ (آلِ طٰہٰ و یٰسٓ کے بہترین اولاد)
- یَا سُلْطَانَ الْوَاصِلِیْنَ (اے حق سے ملے ہوؤں کے بادشاہ)
- یَا وَارِثَ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ (اے نبیِ مختار کے وارث)
- یَا خِزَانَۃَ الْاَسْرَارِ (اے اسرار کے خزانے)
- یَا مُبْدِیَ جَمَالِ اللّٰہِ (اے جمالِ الٰہی کے ظاہر فرمانے والے)
- یَا نَائِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب)
- یَا سِرَّ الْمُجْتَبٰی (اے برگزیدہ کے بھید)
- یَا نُوْرَ الْمُرْتَضٰی (اے پسندیدہ کے نور)
- یَا قُرَّۃَ الْعُیُوْنِ (اے آنکھوں کی ٹھنڈک)
- یَا ذَا الْوَجْہِ الْمَیْمُوْنِ (اے مبارک چہرے والے)
- یَا صَالِحَ الْاَحْوَالِ (اے نیک احوال کے)
- یَا صَادِقَ الْاَقْوَالِ (اے سچے باتوں کے)
- یَا رَاحِمَ النَّاسِ (لوگوں پر رحم فرمانے والے)
- یَا مُذْھِبَ الْبَاسِ (اے خوف کے لے جانیوالے)
- یَا مُفَتِّحَ الْکُنُوْزِ (اے خزانوں کے کھولنے والے)

○ یَا مَعْدِنَ الرُّمُوْزِ (اے رمزوں کی کان)

○ یَا کَعْبَةَ الْوَاصِلِیْنَ (اے واصلوں کے کعبہ)

○ یَا وَسِیْلَةَ الطَّالِبِیْنَ (اے طالبوں کے وسیلہ)

○ یَا قُوَّةَ الضُّعَفَاءِ (اے کمزوروں کی قوت)

○ یَا مَلْجَأُ الْغُرَبَاءِ (اے غریبوں کی جائے پناہ)

○ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ (اے پرہیزگاروں کے پیشوا۔)

○ یَا صَفْوَةَ الْعَابِدِیْنَ (اے عبادت گزاروں کے برگزیدہ)

○ یَا قَوِیَّ الْاَرْکَانِ (اے طاقتور ارکان والے)

○ یَا حَبِیْبَ الرَّحْمٰنِ (اے اللہ کے حبیب)

○ یَا مُجَلِّیَ الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ (اے کلامِ خداوندی کے واضح کرنیوالے)

○ یَا شِفَاءَ اَسْقَامِ السَّقِیْمِ (اے بیمار کی بیماریوں کی شفا۔)

○ یَا اَتْقَی الْاَتْقِیَاءِ (اے بہت پرہیزگاروں کے پرہیزگار)

○ یَا نَارَ اللّٰہِ الْمُوْقَدَةَ (اے اللہ کی روشن کی ہوئی آگ)

○ یَا حَیَاةَ الْاَفْئِدَةَ (اے دلوں کی زندگی)

○ یَا شَیْخَ الْکُلِّ (اے سب کے پیر)

○ یَا دَلِیْلَ السُّبُلِ (اے راستوں کی دلیل)

○ یَا نَقِیْبَ الْمَحْبُوْبِیْنَ (اے محبوبوں کے پیش رو)

○ یَا مَقْصُوْدَ السَّالِکِیْنَ (اے راہِ حق پر چلنے والوں کے مقصود)

- یَا فَاتِحَ الْمُغْلَقَاتِ (مشکلات کے کھولنے والے)
- یَا کَافِیَ الْمُہِمَّاتِ (اے مشکلات میں کفایت کرنے والے)
- یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ (اے سرداروں کے سردار)
- یَا مَنْبَعَ السَّعَادَاتِ (اے نیک بختوں کے مخزن)
- یَا بَحْرَ الشَّرِیْعَۃِ (اے شریعت کے دریا)
- یَا سُلْطَانَ الطَّرِیْقَۃِ (اے طریقت کے بادشاہ)
- یَا بُرْہَانَ الْحَقِیْقَۃِ (اے حقیقت کی پختہ دلیل)
- یَا تَرْجُمَانَ الْمَعْرِفَۃِ (اے معرفت کے ترجمان)
- یَا کَاشِفَ الْاَسْرَارِ (اے بھیدوں کے کھولنے والے)
- یَا طِرَازَ الْاَوْلِیَاءِ (اے ولیوں کے زیور)
- یَا عَضُدَ الْفُقَرَاءِ (اے محتاجوں کی قوت)
- یَا ذَا الْاَحْوَالِ الْعَظِیْمَۃِ (اے عظیم احوال والے)
- یَا ذَا الْاَوْصَافِ الرَّحِیْمَۃِ (اے مہربانی کی صفات والے)
- یَا اِمَامَ الْاَئِمَّۃِ (اے اماموں کے امام)
- یَا کَاشِفَ الْغُمَّۃِ (اے غم کے دور کرنے والے)
- یَا فَاتِحَ الْمُشْکِلَاتِ (اے مشکلات کے دور کرنے والے)
- یَا مَقْبُوْلَ رَبِّ الْجَنَّاتِ (اے جنتوں کے رب کے مقبول)
- یَا جَلِیْسَ الرَّحْمٰنِ (اے رحمان کی بارگاہ میں بیٹھنے والے)

- یَا مَشْهُوْرًا مِنَ الْجِیْلَانِ (جیلان میں مشہور)
- یَا قُطْبَ الْاَقْطَابِ (اے قطبوں کے قطب)
- یَا فَرْدَ الْاَحْبَابِ (اے پیاروں کے یکتا)
- یَا سَیِّدِیْ (اے میرے سردار)
- یَا سَنَدِیْ (اے میری سند)
- یَا مَوْلَائِیْ (اے میرے مالک)
- یَا قُوَّتِیْ (اے میری قوت)
- یَا غَوْثِیْ (اے میرے فریادرس)
- یَا غَیَاثِیْ (اے میرے مددگار)
- یَا عَوْنِیْ (اے میری مدد)
- یَا رَاحَتِیْ (اے میرے آرام)
- یَا قَاضِیَ حَاجَاتِیْ (اے میری حاجتوں کو پورا کرنیوالے)
- یَا فَارِجَ کُرُبَتِیْ (اے میرے دکھوں کے دور کرنے والے)
- یَا ضِیَائِیْ (اے میری روشنی)
- یَا رَجَائِیْ (اے میری امید)
- یَا شِفَائِیْ (اے میری شفاء)
- یَا نُوْرَ السَّرَائِرِ (اے بھیدوں کی روشنی)
- یَا صَاحِبَ الْقُدْرَةِ (اے قدرت والے)
- یَا وَاهِبَ الْعَظَمَةِ (اے عظمت بخشنے والے)

- یَا مَنْ ظَهَرَ سِرُّهٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (اے وہ جس کا بھید دنیا و آخرت میں ظاہر ہو گیا)
- یَا مَالِکَ الزَّمَانِ (اے زمانے کے بادشاہ)
- یَا اَمَانَ الْمَکَانِ (اے مکان کی پناہ)
- یَا مَنْ یُّقِیْمُ بِاَمْرِ اللّٰہِ (اے وہ جس نے اللہ کا حکم جاری کیا)
- یَا وَارِثَ کِتَابَ اللّٰہِ (اے اللہ کی کتاب کے وارث)
- یَا وَارِثَ رَسُوْلِ اللّٰہِ (اے وارث رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے)
- یَا حَضْرَتَ الشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ قَدَّسَ سِرَّہٗ وَنَوَّرَ ضَرِیْحَہٗ (اے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی پاک ہو بھید ان کا اور روشن ہو قبر انکی)
- یَا سِرَّ الْاَسْرَارِ (اے بھیدوں کے بھید)
- یَا کَعْبَۃَ الْاَبْرَارِ (اے نیکوں کے کعبہ)
- یَا شَیْخَ کُلِّ قُطْبٍ وَغَوْثٍ (اے ہر قطب وغوث کے پیر)
- یَا شَاهِدَ الْاَکْوَانِ بِنَظْرَۃٍ (اے بیک وقت کائنات کا مشاہدہ کرنیوالے)
- یَا مُبْصِرَ الْعَرْشِ بِعِلْمِہٖ (اے عرش کو دیکھنے والے اپنے علم کے ساتھ)
- یَا بَالِغَ الْغَرْبِ وَالشَّرْقِ بِخَطْوَۃٍ (اے ایک قدم میں مشرق مغرب پہنچنے والے)
- یَا قُطْبَ الْمَلَائِکَۃِ وَالْاِنْسِ وَالْجِنِّ (اے قطب فرشتوں، انسانوں اور جنات کے)
- یَا قُطْبَ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (اے بحر و بر کے قطب)
- یَا قُطْبَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (اے مشرق ومغرب کے قطب)
- یَا قُطْبَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِیْنَ (اے آسمانوں اور زمینوں کے قطب)

- يَا قُطْبَ الْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ وَاللَّوْحِ وَالْقَلَمِ (اے عرش و کرسی اور لوح و قلم کے قطب)
- يَا صَاحِبَ الْهِمَّةِ وَالشَّفَاعَةِ (اے ہمت و شفاعت والے)
- يَا مَنْ يَبْلُغُ لِمُرِيْدِهٖ عِنْدَ الْاِسْتِغَاثَةِ وَلَوْ كَانَ فِي الْمَشْرِقِ (اے وہ جو پہنچتے ہیں اپنے مرید کے لیے مدد مانگنے کے وقت اگرچہ وہ مشرق میں ہو)
- فَرَسُكَ مَسْرُوْجٌ وَسَيْفُكَ مَسْلُوْلٌ وَرُمْحُكَ مَنْصُوْبٌ وَقَوْسُكَ مَوْتُوْرٌ وَسَهْمُكَ صَائِبٌ وَرِكَابُكَ عَالٍ (آپ کا گھوڑا کاٹھی ڈالا ہوا ہے اور آپ کی تلوار کھچی ہوئی ہے۔ اور آپ کا نیزہ گڑا ہوا ہے اور آپ کا کمان تانت لگایا ہوا ہے اور آپ کا تیر نشانے پر لگنے والا ہے اور آپ کی رکاب اونچی ہے)
- يَا صَاحِبَ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ (اے بخشش و سخاوت والے)
- يَا صَاحِبَ الْاَخْلَاقِ الْحَسَنَةِ وَالْهِمَمِ (اے اچھی عادات اور ہمت والے)
- يَا صَاحِبَ التَّصَرُّفِ فِي الدُّنْيَا وَفِي قَبْرِهٖ بِاِذْنِ اللّٰهِ (اے تصرّف فرمانے والے دنیا اور قبر شریف میں اللہ کے حکم سے)
- يَا صَاحِبَ الْقَدَمِ الْعَالِيْ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ (اے ہر ولی اللہ کی گردن پر اونچے قدم والے)
- يَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ اَغِثْنِيْ فِيْ كُلِّ اَحْوَالِيْ وَانْصُرْنِيْ فِيْ كُلِّ اٰمَالِيْ وَتَقَبَّلْنِيْ فِيْ طَرِيْقِكَ بِحُرْمَةِ جَدِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِشَفَاعَتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ (اے بہت بڑے فریادرس میری فریاد رسی کیجئے میرے سب

حالات میں میری مدد فرمائیے۔ میری سب امیدوں میں اور مجھے قبول فرمائیے اپنی راہ میں بحرمت اپنے نانا جان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی شفاعت اور ان کی روح اور ان کے بھید کے ،

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ○

الفیوضات الربانیہ

تفریح الخاطر میں ہے کہ" اللہ تعالےٰ نے حضرت غوث سے فرمایا جو مانگتے ہو مانگو ہم تم کو راضی کرینگے۔ حضرت غوث نے عرض کیا الٰہی مَیں ایسی چیز چاہتا ہوں جو تجھ سے نسبت رکھتی ہو اور لافانی ہو۔ حق تعالےٰ نے فرمایا ہم تمہارا نام اپنے نام کے ساتھ کرتے ہیں تمہارا نام برکت اور تاثیر میں ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ ہمارا نام"۔

تفریح الخاطر میں سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ننانوے نام مبارک دیئے گئے ہیں جن میں سے چند اسمائے گرامی تبرکاً ذیل میں دیئے جا رہے ہیں۔

سَيِّدٌ	مُؤَيَّدٌ	كَرِيْمٌ	عَظِيْمٌ	شَرِيْفٌ
سردار	تائید کئے گئے	کرم کرنے والے	بزرگ	شرافت والے
اِمَامٌ	مُؤْمِنٌ	مُوْقِنٌ	مُنْعِمٌ	مُكَرَّمٌ
پیشوا	امن دینے والے	ایقان والے	نعمت دینے والے	عزت دیئے گئے
طَبِيْبٌ	طَيِّبٌ	مُطَيِّب	جَوَّادٌ	عَابِدٌ
حکیم	پاک	پاک کرنے والے	بہت دینے والے	عبادت گزار

ظَرِیْفٌ	زَاہِدٌ	تَقِیٌّ	زَکِیٌّ	صَفِیٌّ
عالی ظرف والے	دنیا سے بے رغبت	پرہیزگار	پاکیزہ	چُنے ہوئے
جَمِیْلٌ	جَلِیْلٌ	سَعِیْدٌ	رَشِیْدٌ	وَلِیٌّ
خوبصورت	بہت بزرگ	نیک بخت	ہدایت شدہ	دوست
طَاہِرٌ	شَاہِدٌ	سِرَاجٌ	مُنِیْرٌ	تَاجٌ
پاک	گواہ	روشن چراغ	نورانی	بلندی والے
فَاتِحٌ	مُقَرَّبٌ	خَلِیْلٌ	مِصْبَاحٌ	مِفْتَاحٌ
فتح پانے والے	بہت قرب پانیوالے	دوست	روشن چراغ	اسرار الٰہی کی کنجی
شَاکِرٌ	ذَاکِرٌ	سُلْطَانٌ	بُرْہَانٌ	کَامِلٌ
بہت شکرگزار	بہت ذکر کرنیوالے	شہنشاہ	دلیل	کمال میں پورے

صَادِقٌ

سچے

پندرھواں باب

آپ کی کرامات

آپؒ کی کرامات

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار کرامات میں سے چند کرامات تبرک کے طور پر بیان کی جا رہی ہیں جن سے آپ کے علم غیب اور تصرف کی زبردست وسعت کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ مسلمان اور عیسائی کے جھگڑے پر مُردے کو زندہ کرنا

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی مَشٰی لِیْ

(اور اگر مَیں اپنا راز مُردے پر ڈالوں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے فوراً وہ اٹھ کھڑا ہو اور چلنے لگے)

ایک روز حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک محلّے سے گزرے تو دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک عیسائی آپس میں جھگڑ رہے ہیں آپ نے سبب دریافت فرمایا تو مسلمان نے کہا یہ عیسائی کہتا ہے کہ عیسٰے علیہ السلام تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں اور مَیں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ ؑ سے افضل ہیں حضور غوث اعظم ؒ نے عیسائی سے دریافت کیا کہ تم کس وجہ سے عیسٰی ؑ کو افضل کہتے ہو اس نے کہا کہ عیسٰے ؑ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا، کہ مَیں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں اگر مَیں مُردے کو زندہ کر دوں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کو تسلیم کرے گا۔ اس نے کہا ضرور۔ پھر آپؒ نے اس سے کہا قبرستان میں کوئی پرانی قبر کی نشاندہی کر جس کے مُردے کو مَیں زندہ کروں اور وہ مُردہ دنیا میں جو پیشہ کرتا تھا اس کے اظہار کے ساتھ اٹھے چنانچہ

اس نے ایک پرانی اور بوسیدہ قبر کی طرف اشارہ کیا۔ جناب غوثِ اعظم نے فرمایا: قُمْ بِاِذْنِ اللہ پس قبر شق ہوئی اور مُردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا باہر نکلا۔ یہ دیکھ کر وہ عیسائی مسلمان ہو گیا۔

۲۔ ملک الموت سے ارواح کا چھڑانا

شیخ سید ابو العباس احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جناب غوث اعظم کا ایک خادم فوت ہو گیا۔ اس کی بیوی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور التجا کی کہ اس کے شوہر کو زندہ کر دیا جائے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ملک الموت اس روز قبض کی ہوئی ارواح کو لے کر آسمان کی طرف جا رہا ہے تو آپ نے اسے روکا اور فرمایا کہ مجھے فلاں خادم کی روح واپس کر دے تو ملک الموت نے معذرت کی کہ یہ ارواح بحکم الٰہی قبض کر کے لے جا رہا ہوں میں آپ کو کیسے دے سکتا ہوں پس جناب غوث اعظم نے مرتبۂ محبوبیت کی بنا پر قوتِ غوثیت کے ساتھ ملک الموت سے ارواح لے لی۔ تو ارواح متفرق ہو کر اپنے اپنے بدنوں میں واپس چلی گئیں۔ ملک الموت نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے رب تو جانتا ہے کہ تیرے بندے عبد القادر نے مجھ سے یہ روحیں لے لیں، تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں وہ میرا محبوب اور مطلوب ہے۔

۳۔ بھنی مُرغی کو زندہ کرنا

ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضور یہ لڑکا آپ سے بیحد محبت اور عقیدت رکھتا ہے۔ میں اللہ اور

رسول اور آپ کے لیے اپنے حقوق کو معاف کرتی ہوں آپ اسے قبول فرما کر راہِ حق کی تعلیم دیں۔ آپ نے قبول فرمایا اور اس کو مجاہدے اور ریاضت پر لگا دیا، تاکہ طریق سلوک طے کرکے کمال کو پہنچے۔ ایک روز وہ عورت اپنے بیٹے سے ملنے آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ بھوک اور بیداری کے سبب لڑکے کا رنگ زرد ہو رہا ہے، اور سوکھی روٹی کھا رہا ہے۔ پھر وہ جناب غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ کے سامنے ایک برتن تھا۔ جس میں مرغی کی ہڈیاں پڑی تھیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابھی تناول فرمائی تھی۔ اس نے کہا اے میرے سردار آپ خود تو مرغی کھا رہے ہیں اور میرے بیٹے کو سوکھی روٹی کھلا رہے ہیں۔ پس آپ نے اپنا دستِ مبارک ان ہڈیوں پر رکھا تو وہ مرغی زندہ اور صحیح سالم اٹھ کھڑی ہوئی۔ تب حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا مجاہدہ اور ریاضت کے اس درجے تک پہنچے گا تو جو چاہے کھائے پھر کوئی ضرر نہ ہوگا اور نہ روحانی ترقی میں کوئی رکاوٹ ہوگی۔

۴۔ قافلے کی ڈاکوؤں سے نجات

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ نے وضو فرما کر دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد ایک نعرہ لگا کر ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینکی اس طرح دوسری کھڑاؤں بھی ہوا میں پھینک دی جو موجود لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔ آپ اس وقت جلال میں تھے اس لیے کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وجہ دریافت کرے۔ تین روز بعد ایک قافلہ بغداد پہنچا اور اس نے آپ کی خدمت میں تحائف اور نذرانے پیش کیے۔ وہ اپنے ساتھ حضور کی کھڑاوئیں بھی ساتھ لائے حاضرین نے حال دریافت

کیا تو قافلے والوں نے بتایا کہ ہمارا قافلہ ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ بہت سے مسلح ڈاکو ہم پر ٹوٹ پڑے اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا، اس وقت ہم نے جناب غوث اعظم سے فریاد کی، یکایک ہم نے دو ہیبت ناک نعرے سُنے۔ جن سے سارا جنگل لرز اٹھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکو دَوڑے ہوئے ہمارے پاس آئے کہ ہمیں معاف کر دو اور اپنا تمام مال لے لو۔ ہم ان کے ساتھ گئے اور دیکھا کہ ان کے دو سردار مرے پڑے ہیں اور دونوں کھڑاویں ان کے سینوں پر رکھی ہیں۔ ہم نے اپنا مال اسباب واپس لے لیا اور حضور کی کھڑاویں بھی ساتھ لائے ہیں۔

۵۔ لوگوں کے دل آپ کے دستِ تصرّف میں

شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نماز جمعہ کے لیے جا رہا تھا۔ راستے میں کسی نے بھی آپ کو سلام نہ کیا حالانکہ پہلے جس راستے سے گزرتے تھے زیارت کے لیے لوگوں کا ہجوم ہو جاتا تھا۔ میں حیران تھا کہ اچانک آپؒ نے میری طرف مسکرا کر دیکھا۔ اتنے میں چاروں طرف سے لوگوں کا ہجوم اُمڈ پڑا۔ آپ نے فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگوں کے دل میرے قبضے میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کروں۔

۶۔ فقہائے بغداد کی گرفت اور معافی

جب حضور غوث اعظم کی شہرت کے ڈنکے بجنے لگے تو بغداد کے ایک سو فقہا آپ کا امتحان لینے کی غرض سے جمع ہوئے اور ان سب کی یہ رائے ٹھیری کہ ان میں سے ہر شخص علوم وفنون میں سے ایک نئے اور مشکل مسئلہ پر حضرت سے سوال کرے۔ یہ سب فقہا آپ کی مجلس وعظ میں آکر بیٹھ گئے۔ اس وقت آپ کے منہ سے ایک نورانی شعلہ نکلا۔ جو ان تمام فقہا کے سینے پر سے گزر گیا، وہ سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور دوڑ کر اپنے سر حضرت کے قدموں میں رکھ دیئے۔ آپ رحمہ نے ان میں سے ہر ایک کو سینے سے لگایا اور مخاطب ہو کر فرمایا، تمہارا سوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے۔ جب سب کے سوال اور جواب بتلا دیئے تو مجلس ختم ہو گئی لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا تو انہوں نے بتلایا کہ نورانی شعلہ کے سینے پر گزرنے سے ہمارا سارا علم سلب ہو گیا۔ پھر جب آپ نے ہمیں سینے سے لگایا تو وہ سلب شدہ علم واپس ہو گیا اور آپ نے ہمارے سوالات جو ابھی دلوں میں تھے خود بیان فرما دیئے اور اس کے مدلل جواب بھی عنایت فرمائے جو تم لوگوں نے بھی سنے۔

۷۔ مہینوں کا آپ کی خدمت میں آکر حالات کی خبر دینا

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ — تَمُرُّ وَتَنْقَضِيْ اِلَّا اَتَالِيْ

اور مہینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں بلاشک وہ میرے پاس ہو کر گزرتے ہیں

روایت ہے کہ حضور غوث اعظم کی خدمت میں ایک خوبصورت جوان آیا اور آپ کے ایک طرف بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہِ اولیاء آپ کو سلام ہو میں ماہِ رجب ہوں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کو خوشخبری سناؤں اور خبر دوں کہ جو معاملات مجھ میں ہونے والے ہیں لوگوں کے لیے بہت بہتر ہیں۔ جب یہ مہینہ گزر گیا تو ایک بدشکل شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہِ اولیاء۔ آپ کو سلام ہو میں شعبان کا مہینہ ہوں اور اس لیے آیا ہوں کہ آپ کو خبر دوں ان امور کی جو مجھ میں ہونے والے ہیں۔ بغداد میں بہت لوگ مریں گے، حجاز میں گرانی ہوگی، خراسان میں تلوار چلے گی۔ چنانچہ دونوں مہینوں میں ایسا ہی ہوا جیسا کہ انہوں نے خبر دی تھی۔ آپ کے صاحبزادے حضرت سیف الدین عبدالوہابؒ نے فرمایا کہ کوئی مہینہ ایسا نہ تھا کہ وہ اپنے آنے سے پہلے آپ کے پاس نہ آیا ہو۔ پھر اگر خدا نے اس میں برائی اور سختی رکھی ہوتی تو وہ بُری شکل میں آتا اور بھلائی اور سلامتی رکھی ہوتی تو وہ اچھی شکل میں آتا۔

۸۔ مجلسِ وعظ میں ایک تاجر کی دستگیری

روایت ہے کہ ایک روز حضور غوث اعظمؓ مدرسہ بغداد میں وعظ فرما رہے تھے کہ مجلس میں ایک تاجر ابوالمعالی محمد ابن علی کو حاجتِ بول و براز نے بہت تنگ کیا حاضرین کی کثرت اور حضرت شیخ کی ہیبت سے اس کو ایسی جگہ سے اٹھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس نے دل ہی دل میں حضرت شیخ سے فریاد کی، آپ اپنے منبر کی ایک سیڑھی نیچے اتر آئے۔ اتنے میں اس شخص نے اپنے آپ کو مجلس سے غائب اور

ایک جنگل میں موجود پایا جس میں ایک نہر بھی گزر رہی تھی۔ اس نے اپنی چابیاں ایک درخت سے لٹکا دیں اور ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کیا اور دو رکعت نفل پڑھے۔ جب سلام پھیرا تو اپنے آپ کو اسی مجلس وعظ میں موجود پایا۔ کچھ عرصے بعد بلادِ عجم کی طرف ایک قافلے کے ساتھ تجارت کی غرض سے روانہ ہوا۔ چودہ روز کی مسافت طے کرنے کے بعد ایک جنگل ملا جہاں قافلے نے قیام کیا۔ تب اس کو یاد آیا کہ یہ وہی جنگل ہے جس میں وہ جناب غوث پاک کی کرامت سے پہنچ گیا تھا۔ پھر اسے وہ کنجیاں یاد آئیں، جو درخت میں لٹکائی تھیں وہ تلاش کرنے پر مل گئیں، پھر جب وہ بغداد شریف واپس آیا تو حضرت شیخ کی خدمت میں خبر دینے سے پہلے ہی آپؒ نے اس کو اس بات سے آگاہ فرما دیا۔

۹۔ خلیفہ مستنجد باللہ کی گرفت اور معافی

روایت ہے کہ ایک روز جب کہ آپ اپنے مدرسے میں رونق افروز تھے۔ تب آپ کی خدمت میں خلیفہ مستنجد باللہ ابو المظفر یوسف حاضر ہوا۔ اس نے آپ کو سلام کیا اور نصیحت چاہی اور آپ کے سامنے دس تھیلیاں جو اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیں رکھ دیں۔ آپ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے جب اصرار کیا، تو آپ نے ایک تھیلی دائیں ہاتھ میں اور دوسری تھیلی بائیں ہاتھ میں لیکر دونوں کو آپس میں رگڑا تو ان سے خون بہنے لگا اور آپ نے فرمایا اے ابو المظفر تم خدا سے نہیں ڈرتے اور لوگوں کا خون چوس کر میرے پاس نذرانے کے طور پر لاتے ہو۔ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے تمہاری نسبت کا لحاظ نہ ہوتا تو یہ خون تمہارے محل تک بہا دیتا۔

۱۰۔ مجلسِ وعظ سے بارش کا موقوف ہونا

روایت ہے کہ ایک روز موسلا دھار بارش ہو رہی تھی اور حضور غوثِ اعظم وعظ فرما رہے تھے۔ بعض لوگ بارش کے سبب جانے لگے تو آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ اے خداوند! میں لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو لوگوں کو بکھیرتا ہے۔ پھر بارش خدا کے حکم سے مجلس کے اوپر سے بند ہو گئی اور مدرسے کے باہر بدستور ہوتی رہی اور مجلس پر ایک قطرہ بھی نہ گرتا تھا۔

۱۱۔ دریائے دجلہ کی طغیانی کا تھم جانا

ایک سال دریائے دجلہ میں اس قدر پانی بھر آیا کہ بغداد غرق ہونے لگا۔ لوگ آپ کی خدمت میں فریاد لے کر آئے۔ تب آپ نے عصا مبارک لیا اور دریا کے کنارے تشریف لائے اور پانی کے معمول کے مطابق حد سے اس کو گاڑ دیا اور فرمایا یہیں تک رہ۔ چنانچہ پانی اسی وقت اُتر گیا اور طغیانی تھم گئی۔

۱۲۔ ایک گویّے کے تائب ہونے کا واقعہ

شیخ ابوالرضا کا بیان ہے کہ ایک روز حضور غوثِ اعظم ایثار کے موضوع پر بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں آپ خاموش ہو گئے اور پھر فرمایا میں تم سے صرف سَو دینار کے لیے کہتا ہوں، بہت سے لوگ آپ کے پاس سَو سَو دینار لے آئے۔ آپ نے صرف ایک شخص سے لیے اور مجھ کو بلا کر فرمایا کہ تم یہ رقم لے جا کر مقبرہ شونیزیہ جاؤ، وہاں

ایک بوڑھا شخص بربط بجا رہا ہوگا اسے یہ دے دو اور اس کو میرے پاس لے آؤ۔
مَیں گیا اور سو دینار اس کو دیئے، وہ یہ دیکھ کر چلایا اور بے ہوش ہو گیا، جب ہوش میں
آیا تو مَیں نے اس سے کہا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی تم کو بلا رہے ہیں، وہ شخص بربط
اپنے کندھے پر رکھ کر میرے ساتھ چل دیا۔ جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے اسے
فرمایا کہ تم اپنا قصہ تفصیل سے بیان کرو، اس نے کہا حضور مَیں اپنی صغر سنی میں بہت عمدہ
گاتا بجاتا تھا اور لوگ بڑے شوق سے میرا گانا سنتے تھے۔ جب مَیں بڑھاپے کو پہنچا تو لوگوں
کا التفات میری طرف بالکل کم ہو گیا، اسی لیے مَیں عہد کر کے شہر سے باہر نکل گیا کہ
اب آئندہ مَیں صرف مُردوں کو اپنا گانا سناؤں گا۔ میں اس اثنا میں قبرستان میں پھرتا
رہا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے قبر سے سر نکال کر کہا کہ تم مُردوں کو اپنا گانا کہاں تک
سناؤ گے۔ پھر مجھے نیند آگئی پھر مَیں نے اٹھ کر یہ اشعار پڑھے: ترجمہ

یعنی الٰہی قیامت کے دن کے لیے میرے پاس کوئی سامان بجز اس کے
نہیں کہ دل سے امیدِ مغفرت رکھتا ہوں اور زبان سے تیری حمد و ثنا کرتا ہوں۔ کل امید
رکھنے والے تیری درگاہ میں کامیاب ہوں گے۔ اگر میں محروم رہ جاؤں تو میری بد قسمتی
پر افسوس ہے۔ اگر صرف نیک لوگ ہی تیری بخشش کے امیدوار ہوتے تو گنہگار لوگ
کس کے پاس جا کر پناہ لیتے۔ میرا بڑھاپا قیامت کے دن تیری درگاہ میں میرا شفیع بنیگا
امید ہے کہ تو مجھے اس کا لحاظ کر کے دوزخ سے بچالے گا۔

مَیں کھڑا یہی اشعار پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ کے خادم نے آکر یہ دینار دیئے
اب میں گانے بجانے سے تائب ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں اور پھر اس نے
اپنا بربط توڑ ڈالا۔ اس وقت حضور غوثِ اعظم نے سب سے مخاطب ہو کر کہا۔ جب اس

شخص نے ایک لہو ولعب کی بات میں راستبازی اور سچائی اختیار کی تو خدا تعالیٰ نے اسے اس کے مقدر میں کامیاب کیا تو جو شخص فقر و طریقت میں اور اپنے تمام احوال میں سچائی سے کام لے تو اس کا کیا حال ہوگا۔

۱۳۔ تھوڑی سی گندم کا پانچ سال تک ختم نہ ہونا۔

شیخ ابو العباس بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بغداد کی قحط سالی کے دوران میں نے حضور غوث اعظم سے تنگدستی اور فاقے کی شکایت کی تو آپ نے مجھے تقریباً دس سیر گندم عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور ایک طرف سے نکال کر استعمال کر لیا کرو۔ لیکن اسے کبھی وزن نہ کرنا۔ چنانچہ اس گندم کو ہم تمام گھر والے عرصہ پانچ سال تک کھاتے رہے۔ ایک روز میری اہلیہ نے گندم کو وزن کیا تو معلوم ہوا کہ جتنا پہلے روز تھا اتنا اب بھی ہے اس کے بعد یہ گندم سات روز میں ختم ہو گیا۔

۱۴۔ ایک نصرانی کو ابدال بنانا

شیخ ابو الحسن بغدادی بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضرت غوث اعظم کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم کرتا تھا اس وقت آپ کی خدمت کی غرض سے شب بیداری کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے دولت خانے سے باہر تشریف لائے اور مدرسے سے ہو کر باہر روانہ ہو گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہم ایک شہر میں پہنچے۔ جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آپ ایک مکان میں داخل ہوئے جس میں چھ آدمی موجود تھے۔ انہوں نے آپ کو سلام کیا۔ میں ایک کونے میں چھپ گیا

کر دیا اور قطبیت کا مرتبہ عنایت فرما دیا۔

۱۶۔ جنات کی فرماں برداری

شیخ ابو سعید احمد بغدادی بیان فرماتے ہیں کہ میری ایک دختر ایک دفعہ مکان کی چھت پر گئی تو اسے کوئی جِنّ اٹھا کر لے گیا۔ مَیں نے یہ واقعہ حضور غوث اعظم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم محلہ کرخ کے ویرانے میں جا کر بیٹھ جاؤ اور اپنے گرد زمین پر حصار کھینچ لو اور یہ پڑھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم علٰے نیتِ عبد القادر، جب نصف شب گزرے گی تو تمہارے پاس سے مختلف صورتوں میں جنات کا گذر ہوگا، تم اُن سے خوف نہ کھانا، پھر صبح کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ تمہارے پاس سے جنات کے بادشاہ کا گذر ہوگا وہ تم سے تمہاری ضرورت دریافت کرے گا تم اس سے صرف یہ کہنا شیخ عبد القادر نے بھیجا ہے۔ اس کے بعد تم اپنی دختر کا واقعہ بیان کر دینا۔ شیخ ابو سعید کہتے ہیں کہ مَیں آپ کے ارشاد کے مطابق کرخ کے ویرانے میں حصار کھینچ کر بیٹھ گیا وہاں سے جنات کے بہت سے گروہ ہیبت ناک صورتوں میں گذرتے رہے حتےٰ کہ صبح کے وقت جنات کے بادشاہ کا گذر ہوا جو گھوڑے پر سوار تھا اور میرے حصار کے سامنے آکر ٹھہر گیا اور مجھ سے میری ضرورت دریافت کرنے لگا۔ مَیں نے کہا کہ مجھ کو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے بھیجا ہے۔ جب اس نے آپ کا اسمِ گرامی سُنا تو گھوڑے پر سے اتر کر نیچے بیٹھ گیا اور اسی طرح اس کا لشکر بھی بیٹھ گیا۔ مَیں نے اپنی دختر کا واقعہ بیان کیا، اس نے تمام لشکر سے دریافت کیا کہ ان کی دختر کو کون اٹھا کر لے گیا ہے۔ اس کے بعد ایک جِنّ کو حاضر کیا گیا اور بتایا گیا کہ

یہ چین کے جنات میں سے ہے۔ شیخ ابو سعید کی دختر اس کے ساتھ تھی۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا تو نے یہ جرأت کیسے کی۔ اس نے کہا کہ یہ مجھے اچھی معلوم ہوئی، اس لیے میں اس کو اٹھا کرلے گیا۔ بادشاہ نے اس کا کلام سنتے ہی اس کی گردن اڑا دی، اور میری دختر کو میرے حوالے کر دیا، اس کے بعد میں نے جنات کے بادشاہ سے کہا کہ آج کے سوا مجھے آپ لوگوں کا حضرت شیخ عبد القادر کی تابعداری کرنا معلوم نہ تھا، وہ کہنے لگا کہ بیشک شیخ عبد القادر ہم میں سے تمام سرکش جنات پر نظر رکھتے ہیں اس لیے وہ آپ کے خوف سے بھاگ کر دور دراز مقامات میں جا بسے ہیں، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو قطب بناتا ہے تو جن اور انس دونوں پر اسے حاکم بنا دیتا ہے۔

۱۷۔ تبحرِ علمی اور ابن جوزی کا اعتراف

شیخ ابو العباس احمد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور علامہ ابن جوزیؒ حضور غوث اعظمؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ تفسیر کا درس دے رہے تھے۔ قاری نے ایک آیت پڑھی اور آپ نے اس کے تفسیری نقطے بیان فرمانے شروع کر دیئے، پہلے نقطے پر میں نے ابن جوزی سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو معلوم ہے تو انہوں نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے۔ یہاں تک کہ حضور غوث اعظمؒ نے اس آیتِ کریمہ کے گیارہ نکتے بیان فرمائے اور ہر نکتے پر میں ابن جوزی سے دریافت کرتا رہا اور وہ اثبات میں جواب دیتے رہے۔ اس کے بعد حضور غوث اعظمؒ نے چالیس نکتے بیان کیے۔ گیارہ نکتوں کے بعد ہر نکتے پر میرے دریافت کرنے پر ابن جوزی لاعلمی کا اظہار کرتے رہے۔ اس کے بعد حضور غوث اعظم نے فرمایا، ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف

آتے ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مجلس میں ایک روحانی اضطراب پیدا ہو گیا اور ابن جوزی نے عالمِ وجد میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔

۱۸۔ بزاز کا آپ پر اعتراض، سزا اور معافی

شیخ ابوالفضل احمد بیان کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم قیمتی لباس زیبِ تن کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ کا خادم میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھ کو ایک ایسا کپڑا دو جو فی گز ایک دینار قیمت سے کم نہ ہو۔ میں نے وہ کپڑا اسے دے دیا اور دریافت کیا کہ کس کے لیے ہے۔ خادم نے کہا کہ یہ کپڑا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے لئے ہے میں نے دل میں اعتراض کیا کہ آپؒ نے امراء و سلاطین کا کوئی لباس نہیں چھوڑا، میرے دل میں ابھی یہ بات گزری تھی کہ میرے پاؤں میں ایک میخ آ لگی جس سے میں مرنے کے قریب ہو گیا۔ لوگوں نے بہت کوشش کی مگر وہ میخ باہر نہ نکل سکی۔ میں نے کہا کہ مجھ کو حضور غوث اعظم کی خدمت میں لے چلو۔ آپؒ نے فرمایا، اے ابوالفضل خدا کی قسم میں نے یہ لباس بحکمِ الٰہی پہنا ہے، اے ابوالفضل یہ مُردوں کا کفن ہے اور میں نے ہزار موت کے بعد اس کو پہنا ہے۔ پھر آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے پاؤں پر پھیرا تو اسی وقت درد جاتا رہا اور نہ معلوم وہ میخ کہاں گئی۔

۱۹۔ شہاب الدین سہروردیؒ کے علمِ کلام کو علمِ لدنی سے بدل دینا

شیخ شہاب الدین سہروردی سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں جب جوان تھا علمِ کلام میں مشغول ہوا اور بہت سی کتابیں حفظ کر لیں۔ میرے چچا

مجھے اس سے منع کرتے تھے لیکن میں اس سے باز نہ آتا تھا۔ ایک روز میرے چچا مجھے حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا اے میرے آقا یہ عمر میرا بھتیجا ہے علم کلام میں مشغول ہے میں اسے منع کرتا ہوں مگر یہ باز نہیں آتا۔ آپ نے اپنا دستِ اقدس میرے سینے پر پھیرا تو خدا کی قسم میرے سینے سے علم کلام ایسا نکلا کہ کہ اس کا ایک لفظ بھی یاد نہ رہا اور اسی وقت میرے سینے میں علم لدُنّی بھر گیا۔ آپ نے فرمایا اے عمر تم عراق میں سب سے آخر مشہور ہو گے۔ چنانچہ جب میں آپ کے دربار اقدس سے باہر آیا تو حکمت کی باتیں کرنے لگا۔

۲۰۔ مردُود کو مقبول بنانا

روایت ہے کہ حضور غوث اعظم کے زمانے میں ایک ولیِ مقرب کی ولایت چھن گئی اور سب اس کو مردود کہنے لگے۔ اس نے تین سو ساٹھ اولیاءِ کاملین سے التجا کی اور سب نے اس کی اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارش کی، لیکن منظور نہ ہوئی۔ انہوں نے اس کا نام لوحِ محفوظ میں اشقیاء کی فہرست میں لکھا دیکھا تو اس کو خبر دی کہ تم کامیاب نہ ہو گے۔ پھر اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ بالآخر وہ حضور غوث اعظم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور فریاد کی، آپ نے فرمایا کہ کوئی فکر نہیں، اگر تم مردُود ہو گئے تو میں مقبول بنا سکتا ہوں، شقی ہو گئے ہو تو سعید بنا سکتا ہوں۔ پھر آپ نے اس کے لیے دعا کی۔ ندا آئی کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ تین سو ساٹھ اولیاء نے اس کے لیے دعا کی، میں نے منظور نہیں کی، کیونکہ اس کا نام اشقیاء کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے آپ نے عرض کی الٰہی تو مردود کو مقبول بنانے پر قادر ہے اگر تیرا یہی ارادہ تھا کہ یہ

مردود ہی رہے" پھر مجھ سے دعا کیوں کروائی۔ ندا آئی کہ مَیں نے اسے تمہارے سپرد کر دیا ہے جو چاہو بنا دو۔ تمہارا مقبول میرا مقبول ہے اور تمہارا مردود میرا مردود ہے۔

۲۱۔ آپ کا نام لیکر عذابِ قبر سے نجات پانا

روایت ہے کہ حضور غوثِ اعظم کے زمانے میں ایک شخص رہتا تھا۔ جو فسق و فجور میں مبتلا تھا۔ لیکن اس کو آپ سے بہت عقیدت و محبت تھی۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اسے اس کے عزیزوں نے کفن دے کر دفن کر دیا، منکر نکیر نے آکر اس سے سوالات کیے۔ بجائے ان سوالوں کے جواب کے وہ یہی کہتا، یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأً للہ۔ غیب سے ندا آئی اے منکر نکیر اگرچہ میرا یہ بندہ گنہگار ہے لیکن میرے محبوب غوث اعظم کا سچا محب اور عاشق ہے اس لیے مَیں نے اس کو بخش دیا اور قبر کو فراخ کر دیا ہے۔

۲۲۔ آپ کی توجہ سے شراب کا سرکہ بن جانا

حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضور غوث اعظم ایک روز نمازِ جمعہ کے لیے نکلے۔ مَیں اور میرے بھائی آپ کے ساتھ تھے۔ راستے میں ہم کو سلطانِ وقت کے تین شراب کے مٹکے ملے، جن کی بُو بہت تیز تھی، ان کے ساتھ کوتوال وغیرہ تھے۔ ان سے حضرت شیخ نے فرمایا ٹھہر جاؤ، وہ نہ ٹھیرے۔ پھر آپ نے جانوروں سے فرمایا ٹھیر جاؤ، وہ وہیں ٹھیر گئے جیسے پتھر ہیں۔ وہ لوگ ان جانوروں کو بہت مارتے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے ہلتے نہ تھے، اچانک

ان سب لوگوں کو قولنج کا درد شروع ہو گیا اور زمین پر لوٹنے لگے۔ پھر معافی مانگی تو درد جاتا رہا اور شراب کی بو سرکہ کی بو سے بدل گئی۔ جب برتنوں کو کھولا گیا تو وہ سب سرکہ تھا۔ سلطان کو جب یہ خبر پہنچی تو بہت گھبرایا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔

۲۳۔ مُردے کو زندہ کرنا اور یہ کہ آپکا نام اسم اعظم ہے

روایت ہے کہ ایک لڑکا دریا میں غرق ہو گیا، اس کی والدہ حضور غوث اعظم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ حضور مجھے یقین کامل ہے کہ آپ چاہیں تو میرے لڑکے کو زندہ کر سکتے ہیں، براہ کرم میری درخواست قبول فرمائیے۔ آپ نے فرمایا گھر لوٹ جا اپنے لڑکے کو پا لیگی۔ وہ گھر گئی مگر لڑکا نہ پایا، دوسری مرتبہ آکر التجا کی۔ آپ نے اسی طرح فرمایا گھر لوٹ جا اپنے لڑکے کو پا لیگی۔ وہ گھر گئی مگر لڑکا نہ ملا۔ تیسری بار وہ حاضر ہوئی اور رو کر فریاد کرنے لگی۔ حضور نے فرمایا، گھر جا اب ضرور اپنے لڑکے کو پا لیگی۔ وہ گھر گئی تو لڑکا موجود تھا۔ حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ نے مقام محبوبیت میں کہا کہ اے پروردگار تو نے مجھے اس عورت کے سامنے دو بار شرمندہ کیوں کیا؛ جواب ملا کہ پہلی بار جب تم نے کہا تو ملائکہ نے اس لڑکے کے اجزاء متفرقہ اکٹھے کیے اور دوسری مرتبہ میں نے اس کو زندہ کیا اور تیسری مرتبہ اس کو گھر پہنچا دیا عرض کیا کہ اے پروردگار قیامت کے روز ایک آن میں بے شمار اجسام کو دوبارہ زندہ کر کے اکٹھا کر دے گا جبکہ ایک لڑکے کو تین روز لگا دیئے، اس میں کیا حکمت تھی جواب ملا کہ ہم تمہاری دل شکنی کا بدلہ دیتے ہیں جو مانگنا ہے مانگو۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے

عرض کیا اے پروردگار تو جو چاہے عطا کر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تمہارے نام کو اپنے نام کے ساتھ کیا جس نے تمہارا نام لیا، تاثیر اور برکت و ثواب میں گویا میرا نام لیا۔

۲۴۔ حضور غوث پاک سے براہِ راست بیعت

روایت ہے کہ ایک تاجر ایک ایسے شہر میں رہتا تھا جو بغداد شریف سے دور دراز تھا۔ تاجر حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ کا عاشق تھا لیکن مصروفیت اور دوری کی وجہ سے وہ چالیس سال تک آپ کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہو سکا۔ لیکن اس نے اپنے دل میں آپ کے سلسلے میں بغیر کسی واسطے کے داخل ہونے کا پختہ عزم کیا ہوا تھا۔ آخر ایک روز آپ کی زیارت اور بیعت کے ارادے سے طویل سفر طے کر کے بغداد شریف پہنچا، تو معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے۔ اپنی مراد پوری نہ ہونے پر اس نے اپنے آپ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن یہ خیال بھی آیا کہ پہلے آپ کے روضہ پاک کی زیارت کر لوں، چنانچہ آپ کی قبر انور پر حاضر ہوا اور سلام عرض کیا اور رونے لگا۔ حضور غوث اعظم اپنی قبرِ انور سے نکلے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توجہ دی اور اپنے سلسلے میں داخل فرمالیا۔ اس وقت حاضرین دربار تین سو آدمی تھے، وہ بھی آپ کے دیدار اور توجہ سے مشرف ہو کر واصل باللہ ہو گئے۔

۲۵۔ تاجر کو گمشدہ اونٹ اور اسباب کا مل جانا

روایت ہے کہ ایک تاجر قافلے کی روانگی کا انتظار کرتا رہا تاکہ ان کے ہمراہ تجارت کے لیے جائے۔ جب قافلہ روانہ ہوا تو یہ چھ اونٹوں پر سرخ شکر لاد کر قافلے

کے ہمراہ روانہ ہوگیا۔ راستے میں رات کے وقت اس کے اونٹ گم ہوگئے۔ بہت تلاش کیا مگر نہ ملے۔ سخت گھبرایا چونکہ حضور غوث اعظم کا مرید تھا باآواز بلند پکارنے لگا یا سیّدی یا غوثِ اعظم المدد۔ اچانک اس کی نظر سامنے پہاڑ پر پڑی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک سفید پوش بزرگ کھڑے ہیں اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہے ہیں۔ جب وہ اس طرف گیا تو اس بزرگ کو غائب پایا اور تمام گمشدہ اونٹ مع اسباب اس کو وہیں مل گئے۔

۲۶۔ ایک ہی وقت میں اکثر جگہ افطاری فرمانا

روایت ہے کہ رمضان کے مہینے میں اتفاقاً ستر آدمیوں نے آپ کو ایک ہی روز الگ الگ اپنے اپنے گھر افطار کرنے کی دعوت دی، آپ نے ہر ایک کی دعوت کو قبول کیا۔ جب افطاری کا وقت آیا تو آپ نے ہر ایک کے گھر جاکر افطاری کی اور اسی وقت اپنے گھر بھی افطاری کی۔ یہ خبر بغداد میں پھیل گئی۔ آپ کے ایک خادم کے دل میں خیال آیا کہ حضرت تو اس وقت اپنے گھر سے ہی نہیں نکلے تو اتنے لوگوں کے گھروں میں جاکر ایک ہی وقت میں افطاری کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس کے دل کی بات پر مطلع ہوکر فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ میں ایک ہی وقت میں ان ستر آدمیوں کے الگ الگ اُن کے گھروں میں جاکر افطاری کی اور اسی وقت میں نے اپنے گھر میں بھی افطاری کی ہے۔

۲۷۔ آپ کے در کے کتے کا شیر پر غالب آنا

روایت ہے کہ شیخ احمدؒ زندہ شیر پر سوار ہو کر اولیاء کرام کے پاس جایا کرتے تھے اور مہمان بنا کرتے تھے۔ میزبانوں کو آپ کے شیر کے لیے ایک عدد گائے غذا کے طور پر دینا پڑتا تھا۔ ایک روز وہ بغداد آئے اور جناب غوث اعظم کو پیغام بھیجا کہ میرے شیر کے لیے ایک عدد گائے روانہ کر دیں۔ آپ نے خادم کو حکم دیا کہ ایک عدد گائے ان کو پہنچا دو۔ خادم گائے لے کر روانہ ہوا۔ آپ کے دَر پر ایک لاغر سا کتّا پڑا رہتا تھا وہ گائے کے پیچھے ہو لیا۔ جب گائے کو شیر کے قریب کر دیا گیا تو شیخ احمد نے شیر کو اشارہ کیا کہ یہ تیری غذا ہے۔ جب شیر گائے پر جھپٹنے لگا تو اس لاغر کتّے نے بڑی پھرتی سے شیر پر حملہ کیا اور اس کا پیٹ چاک کر دیا جس سے شیر ہلاک ہو گیا۔ شیخ احمد فوراً حضرت غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی حرکت پر نادم ہوئے اور آپ کی دست بوسی کی۔ اسی موقع کے مطابق ایک بزرگ نے فرمایا :

سگِ درگاہِ جیلاں شو چو خواہی قربِ ربّانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

یعنی شاہِ جیلانیؒ کے درگاہ کا کتّا ہو جا اگر تو قربِ الٰہی چاہتا ہے کیونکہ شاہِ جیلانی کے درگاہ کا کتّا شیروں پر شرف اور برتری رکھتا ہے۔

۲۸۔ تاجر کی تقدیر کا بدلنا

شیخ ابو سعود حریمی سے روایت ہے کہ ابو المظفر حسن نامی ایک تاجر نے شیخ

حماد دباس سے عرض کی کہ میں قافلے کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام جانا چاہتا ہوں میرے لیے یہ سفر کیسا رہیگا۔ آپ نے فرمایا اگر تم اس سال کہیں سفر کرو گے تو قتل کر دیئے جاؤ گے اور مال بھی لٹ جائے گا۔ وہ تاجر بڑا پریشان ہوا اور حضور غوث اعظم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور حضورؓ سے وہی دریافت کیا جو شیخ حماد دباس سے دریافت کیا تھا، آپ نے فرمایا تم سفر پر جاؤ جان و مال کی سلامتی کے ساتھ واپس آؤ گے، اس بات کی میں ضمانت دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ تاجر قافلے کے ساتھ ملک شام روانہ ہوا۔ تجارت سے حاصل شدہ رقم لے کر ایک حمام میں داخل ہوا اور طاق میں وہ رقم رکھی۔ واپسی پر وہ رقم لینی بھول گیا۔ کچھ دور ہی گیا تھا کہ اسے نیند آگئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے وہ جس قافلے میں ہے اسے ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ہے اور تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور اس شخص کی گردن پر بھی تلوار چلائی وہ گھبرا کر اٹھا تو اس کی گردن پر خون کا نشان موجود تھا۔ پھر اس کو وہ رقم یاد آئی جو حمام میں بھول آیا تھا۔ چنانچہ وہ حمام میں گیا اور وہ رقم موجود تھی لے آیا جب وہ بغداد پہنچا تو اس کی ملاقات شیخ حماد دباسؒ سے ہوئی انہوں نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ اللہ تعالٰی کے محبوب ہیں انہوں نے تیرے لیے ستر مرتبہ دُعا فرمائی ہے۔ جس کے سبب اللہ تعالٰی نے تیری تقدیر بدل دی اور جو کچھ عالم بیداری میں ہونا تھا وہ خواب میں بدل دیا۔ تاجر حضور غوث اعظمؓ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا۔ جناب غوثِ اعظمؓ نے فرمایا کہ شیخ حماد دباسؒ نے سچ کہا میں نے تیرے لیے حق تعالٰی سے ستر بار دعا کی ہے۔

۲۹- آپ کی انگلیوں کی برکت

شیخ محمد عارف ابو محمد علی سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی زیارت کے لیے بغداد آیا اور آپ کی خدمت میں ایک عرصہ ٹھیرا رہا۔ پھر جب میں نے مصر کی طرف لوٹنے کا اور مخلوق سے مجرد رہنے کا ارادہ کیا تو آپ سے اجازت مانگی۔ تب آپ نے مجھے وصیت کی کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں اور اپنی دونوں انگلیوں کو میرے منہ پر رکھا اور مجھے حکم دیا کہ ان دونوں کو چوسوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب تم درست ہدایت یافتہ ہو کر جاؤ۔ میں بغداد سے مصر آیا اور میرا یہ حال تھا کہ نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا اور میں بڑا طاقتور تھا۔

۳۰- خشک درختوں کا پھل دار ہونا

شیخ صالح ابو المظفر زریرانی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ علی بن الہیتی بیمار ہوئے تو میری زمین پر جو زریران میں تھی تشریف لائے۔ ان کی عیادت کے لیے میرے شیخ حضرت عبدالقادر جیلانی رح تشریف لائے۔ میری زمین میں دو کھجور کے درخت چار سال سے خشک پڑے تھے اور ہم ان کو کاٹنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ جناب غوث اعظم نے ایک درخت کے نیچے وضو فرمایا اور دوسرے کے نیچے دو نفل ادا کیے، تب وہ درخت ہرے بھرے ہو گئے اور اسی ہفتہ ان میں پھل بھی آ گیا۔ حالانکہ ابھی کھجوروں کا موسم بھی نہ آیا تھا۔ میں نے کچھ کھجوریں لے کر شیخ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ نے کھائیں اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تیری

زمین، تیرے درہم، تیرے صاع اور تیرے مویشیوں میں برکت دے۔

۳۱۔ نابینا اور برص والے کو اچھا کرنا

روایت ہے کہ ابو غالب فضل اللہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ آپ نے قبول فرمایا اور وقت مقررہ پر تشریف لے گئے۔ مجلس میں بغداد کے مشائخ اور علماء جمع تھے۔ دسترخوان بچھایا گیا جس میں مختلف قسم کے کھانے چُن دیئے گئے تھے۔ ایک ٹوکرا جو بند تھا لا کر دسترخوان کے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ حضور غوث اعظم مراقبے میں تھے۔ آپ نے کھانا نہ کھایا اور آپ کی وجہ سے کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ کھانا شروع کرے۔ آپ نے شیخ علی ابن الہیتی کو اشارہ کیا کہ وہ صندوق اٹھوا کر یہاں لاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا اس کو کھولو۔ جب کھولا گیا تو اس میں ابو غالب کا لڑکا تھا جو کہ مادر زاد اندھا اور برص وجذام کے مرض میں مبتلا تھا۔ جناب غوث اعظم نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر کھڑا ہو جا۔ لڑکا فوراً تندرست اور بینا ہو گیا اور کھڑا ہو کر دوڑنے لگا۔ یہ حال دیکھ کر مجلس میں شور پڑ گیا اور جناب غوث اعظم واپس تشریف لے گئے اور کچھ نہ کھایا۔ شیخ ابو سعید قیلوی نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی مُردے کو زندہ کرتے ہیں اور مادر زاد اندھے کو بینا اور برص والے کو اچھا کرتے ہیں۔

۳۲۔ بارہ سال کی ڈوبی برات کو سلامت نکالنا

سیدنا غوثِ اعظم کی مشہور کرامت جو زبانِ زدِ ہر خاص وعام ہے جس میں کہ آپ

نے دریا میں ڈوبی ہوئی برات کو بارہ سال بعد زندہ کر کے سلامتی کے ساتھ باہر لے آئے تھے اسے حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحبؒ گجراتی نے اپنی تفسیر نعیمی کی جلد دوم سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۰ کی تفسیر میں گیارہویں فائدے کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے جو یہاں پر بیان کی جارہی ہے:

اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دعا سے یا ان کے معجزات و کرامات سے لوگوں کو دوبارہ عمر دیتا ہے جو پہلے اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو چکے تھے یہ فائدہ تخرج الموتٰے باذنی سے حاصل ہوا۔ دیکھو جن گلے سڑے مردوں کو عیسٰے علیہ السلام زندہ فرماتے تھے وہ اپنی عمریں پوری کر کے فوت ہوئے تھے۔ مگر آپ کے معجزے سے انہیں پھر عمر عطا ہوئی تھی لہٰذا اگر حضور غوث پاکؓ نے بارہ برس کی ڈوبی برات کو صحیح سلامت نکالا اور وہ لوگ بہت عرصہ زندہ رہے ہوں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

اس برات کے دولہا کا نام سید کبیرالدین ہے لقب دریائی دولہا۔ اب انہیں شاہ دولہؒ کہا جاتا ہے۔ ان کی قبر شریف گجرات مغربی پاکستان میں ہے اور آپ حضور غوث پاک کے خلیفہ ہیں اور آپ نے ایک بار حضور غوث پاکؓ کو وضو کراتے ہوئے آپ کے قدم شریف سے ٹپکتے ہوئے قطروں کے پانچ چلو پانی پی لیا، فی چلو ایک سو سال عطا ہوئے جو عمر اپنی گزار چکے تھے وہ اس کے علاوہ آپ کی وفات شریف ۱۰۰۰ھ (ایک ہزار ہجری) کے بعد ہے۔ ان تمام واقعات کی تفصیل دیکھو کتاب مقامات محمود وغیرہ میں، اس سے ثابت ہے کہ حضرت شاہ دولہ حضور غوث پاک کے خلیفہ ہیں اور تاریخ بیعت و خلافت سب کچھ وہاں مطالعہ فرمادیں۔ جو لوگ اس واقعہ پر اعتراض کرتے ہیں وہ اس آیت کریمہ واذ تخرج الموتٰی الخ میں غور فرمائیں۔

سولھواں باب

وصال، ازواج و اولاد، تصانیف

وصال شریف

سوموار ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو حضرت عزرائیل ایک اعرابی کی شکل میں حاضر ہوئے اور آپ کو ایک نورانی مکتوب دکھلایا جس میں لکھا تھا، یصل ھذالمکتوب من المحب الی المحبوب کل نفس ذائقۃ الموت یعنی یہ خط محب کی طرف سے محبوب کو پہنچے، ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ وصال سے پہلے آپ نے تازہ غسل فرمایا، نماز عشاء ادا کی اور دیر تک بارگاہِ الٰہی میں سربسجود رہے اور امتِ محمدیہ کے لیے یہ دعا مانگی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ رَحَمْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اے اللہ امت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو بخش دے، اے اللہ امتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما۔ اے اللہ امتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے درگزر فرما جب آپ نے سجدے سے سر مبارک اٹھایا تو غیب سے یہ ندا آئی۔ یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ یعنی اے نفسِ مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے پس میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میرے قرب کی جنت میں داخل ہو جا۔ اس کے بعد آپ بستر پر لیٹ گئے اور صاحبزادوں سے فرمایا میرے اِرد گرد سے ہٹ جاؤ کہ میں بظاہر تمہارے ساتھ ہوں مگر باطن میں کسی اَور کے ساتھ ہوں۔ میرے اور تمہارے درمیان کوئی نسبت نہیں۔ میرے اور مخلوق کے درمیان آسمان اور زمین جیسی دوری ہے۔ مجھے کسی پر قیاس نہ کرو، اور نہ

کسی کو مجھ پر، میری تخلیق تمام امور سے بالاتر ہے اور میں لوگوں کی عقل سے ماورا ہوں، اور فرمایا میرے پاس تمہارے غیر (فرشتے) آئے ہیں ان کو جگہ دو اور ان سے ادب کے ساتھ پیش آؤ۔ اس جگہ خدا کی رحمت برس رہی ہے۔ ان پر جگہ تنگ نہ کرو۔ اس کے بعد آپ نے تین بار فرمایا اللہ اللہ اللہ اور وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۝

ازواج واولادِ پاک

آپ کی چار ازواج مطہرات تھیں جیسا کہ آپؒ نے خود ارشاد فرمایا کہ مدت سے میں اتباعِ رسول میں نکاح کا ارادہ رکھتا تھا لیکن میرے مشاغل اس ارادے کے بروئے کار لانے میں مانع تھے۔ مجھے اندیشہ تھا کہ ازدواجی زندگی میرے اوقات اور اشغال میں حارج ہوگی۔ لیکن ہر کام کا ایک وقت معین ہوتا ہے۔ جب وقت آیا تو حق تعالیٰ نے مجھے چار بیویاں عطا فرمائیں اور ان میں سے ہر ایک کو مجھ سے والہانہ محبت تھی۔

آپ کی اولادِ پاک کی تعداد کل ۴۹ تھی، جن میں ۲۹ لڑکیاں اور ۲۰ لڑکے تھے

آپ کے صاحبزادوں میں مندرجہ ذیل دس اسمائے گرامی مشہور ہیں:

۱۔ شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ	۲۔ شیخ عیسٰے رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ	۴۔ شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ	۶۔ شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ	۸۔ شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۔ شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی تصانیف اور ملفوظات

مندرجہ ذیل تصانیف بہت مشہور ہیں۔ تعرف کے لیے ہر کتاب سے مختصر اقتباس پیش کیا جا رہا ہے :

۱۔ فتوح الغیب

سالکانِ راہِ طریقت کے لیے یہ کتاب رشد و ہدایت اور فیضِ ولایت کا منبع و مخزن ہے۔ اس میں چھوٹے اور بڑے جملہ اٹھتّر مقالے ہیں۔ ایک مقالے میں آپ ارشاد فرماتے ہیں :

"خواہشِ نفس کے تقاضوں پر کسی شے کا حصول داخلِ گمراہی اور مخالفتِ الٰہی ہے اور حکمِ خدا کے مطابق نفسانی خواہش کے بغیر کسی شے کو قبول کرنا خدا تعالیٰ کے ساتھ عین موافقت ہے اور اس کو ترک کر دینا ریا اور نفاق میں داخل ہے۔"

۲۔ سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار

مقاماتِ تصوّف اور منازلِ سلوک پر نہایت اعلیٰ کتاب ہے جن میں حقائق و معارف کے موتی بکھیرے ہوئے ہیں۔ دسویں فصل میں آپ فرماتے ہیں :

"جان لے کہ دل کی دو آنکھیں ہیں۔ عینِ صغرٰے (چھوٹی آنکھ) اور عینِ کبرٰے (بڑی آنکھ) عینِ صغرٰے بالواسطہ نورِ اسمارِ صفاتی عالَمِ درجات کے انتہائی

مقام تک باری تعالیٰ کی صفاتی تجلیات کا مشاہدہ کرتی ہے اور عینِ کبریائے شانِ یکتائی کے نورِ توحید کے واسطے سے عالَمِ لاہوت اور عالَمِ قربِ الٰہی میں اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلیات کے انوار کا مشاہدہ کرتی ہے۔ انسان کو یہ مراتب موت اور وجودِ انسان کے فنا ہونے سے قبل حاصل ہو سکتے ہیں اور بندے کو اس عالم میں رسائی بقدرِ انقطاعِ نفسانیت کے ہے"۔

۳۔ رسالہ غوثِ اعظمؒ

یہ رسالہ حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جس میں آپ نے بعض الہامات کو جو وقتاً فوقتاً آپ کے قلبِ مبارک پر وارد ہوتے تھے قلبند فرمایا ہے۔ رسالے کو مع ترجمہ اور بعض مقامات کی تشریح کے ساتھ اس کتاب میں مفصل طور پر درج کر دیا گیا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ غنیۃ الطالبین

فقہ حنبلیہ کی جامع کتاب ہے۔ حنبلی مذہب کے فقہی مسائل کے علاوہ سلوک کے منازل اور مقامات تصوف پر بھی عمدہ پیرائے میں روشنی ڈالی گئی ہے ایک مقام پر مرید کی تعریف میں آپ فرماتے ہیں :

"مرید وہ ہے جس میں یہ سب اوصاف بکمال موجود ہوں کہ وہ اس وصف سے بہرہ مند ہو کہ ہمیشہ حق تعالیٰ اور اس کی اطاعت کی جانب متوجہ رہے، ماسوی اللہ سے اس کو بیزاری ہو، وہ حق تعالیٰ کے سوا کسی کو قبول کرنے سے نفرت کرے

کتاب و سنت پر عمل پیرا ہو، غیر اللہ کی جانب سے وہ بہرا ہو جائے اور صرف اپنے رب کی سنے، وہ خدا کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہو، اور اپنی ذات میں اور تمام مخلوق میں خدا ہی کے فعل کا مشاہدہ کرتا ہو اور حق تعالیٰ کے سوا کسی کو فاعل حقیقی نہ سمجھے۔

۵۔ قصائدِ شریفہ

آپ کے نو عدد قصائد شریفہ مع ترجمہ و تشریح اس کتاب میں علیحدہ باب میں مفصل طور پر درج کئے گئے ہیں۔ وہاں ملاحظہ کریں۔ ان میں قصیدہ غوثیہ بزبانِ ہر خاص و عام ہے اور بہت مشہور ہوا ہے۔ ان نو عدد قصائد کے علاوہ بھی آپ کے قصائد ہونگے جو نایاب ہیں۔

۶۔ الفتح الربانی

آپ کے مواعظِ حسنہ کو آپ کے پوتے سید عفیف الدین مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب فرمایا جسے دورانِ وعظ حضرت عبدالرزاقؒ اور دیگر چار سو علما قلمبند فرماتے تھے۔ آپ کے مواعظِ حسنہ اِس کتاب میں مختصر طور پر درج کئے گئے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۷۔ دیوانِ غوثِ اعظم

یہ دیوان آپ کے فارسی حمدیہ کلام کا مجموعہ ہے جس میں سے تین حمدیں اور چہل کاف تبرک کے طور پر زیر نظر کتاب میں علیحدہ باب میں ترجمے کے ساتھ

درج کی گئی ہیں

۸۔ جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر

یہ تصنیفِ لطیف وعظ و نصیحت پر مبنی ہے

۹۔ نصائح غوثِ اعظمؒ

نصیحتوں پر مبنی رسالہ

۱۰۔ اوراد الاسبوع

یہ سات روز کے یومیہ وظائف ہیں۔

۱۱۔ صلوٰۃ الکبریٰ

یہ درود پاک ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں

۱۲۔ الکبریت احمر فی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ بھی درود پاک ہے

۱۳۔ درود اکبیرِ اعظم

۱۴۔ مکشوفات غوثیہ۔ کشف والہامات پر مبنی رسالہ ہے۔

۱۵۔ مکتوبات عالیہ

آپؓ کے مکتوبات کا مجموعہ ہے جو عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں ہے

ان میں آپؓ نے شریعت وطریقت کے اسرار بیان فرمائے ہیں۔

ستر ھواں باب

اَوراد و وظائف سلسلۂ عالیہ قادریہ

وظائفِ قادریہ

اِس باب میں محبوب سبحانی قطبِ ربانی شہبازِ لامکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے اوراد و وظائف درج کیے جا رہے ہیں جو اَلْوَظِیْفَةُ الْکَرِیْمَةَ مؤلف اعلیٰحضرت احمد رضا خانؒ سے اور اَلْفُیُوْضَاتِ الرَّبَّانِیَّه مطبوعہ لبنان مؤلف سید اسمٰعیل ابن سید محمد سعید قادریؒ سے اخذ کیے گئے ہیں:

الوظیفۃ الکریمہ سے:

صبح و شام دونوں وقت

آدھی رات ڈھلنے سے سورج کی کرن چمکنے تک صبح ہے۔ اس کے بیچ میں جس وقت اِن دعاؤں کو پڑھ لے گا۔ صبح کا پڑھنا ہو گیا۔ یوں ہی دوپہر ڈھلنے سے غروب آفتاب تک شام ہے۔

۱۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَأْلَمْ یَکُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ہ ایک ایک بار

۲۔ آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ہ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ہ ایک ایک بار

۳۔ تینوں قل تین تین بار، اِن تینوں قُل کا فائدہ ہر بلا سے محفوظی ہے صبح پڑھے تو شام تک اور شام پڑھے تو صبح تک۔

۴۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ اِلَّا اللّٰهُ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْٓءَ اِلَّا اللّٰهُ مَا شَآءَ اللّٰهُ مَا كَانَ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، تین تین بار۔ اس کا فائدہ سات چیزوں سے پناہ ہے۔ جلنا، ڈوبنا، چوری، سانپ، بچھو، شیطان، سلطان۔ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک۔

۵۔ اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔ تین تین بار، سانپ، بچھو وغیرہ موذیات سے پناہ ہو۔

۶۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ تین تین بار، زہر و حرز سے امان ہے۔

۷۔ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِسَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّ رَسُوْلًا ۔ تین تین بار۔ اللہ عزوجل کے کرم پر حق ہے کہ روزِ قیامت اسے راضی کرے۔

۸۔ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ دس دس بار، بحمدہٖ تعالیٰ تمام مقاصد کے لیے کافی ہے۔

۹۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ ایک ایک بار۔ جس کسی دن سب وظائف رہ جائیں تو یہ تنہا ان سب کی جگہ کافی ہے۔ نیز رات دن کے نقصان کی تلافی ہے۔

۱۰۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین بار، پھر هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ

مَعَ خُلُوْدِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَّا مُنْتَهٰى لَهٗ دُوْنَ مَشِيَّتِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا عِنْدَ كُلِّ طَرْفَةِ عَيْنٍ وَّتَنَفُّسِ كُلِّ نَفْسٍ ایک ایک بار۔ گویا اس نے اس دن رات پوری عبادت کا حق ادا کیا۔

۱۸۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔ ایک ایک بار، غم والم سے بچے، ادائے قرض کے لیے گیارہ گیارہ بار پڑھے۔

۱۹۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ، ایک ایک بار، سب کام بنیں۔

۲۰۔ اَللّٰهُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی اِخْتِيَارِیْ۔ سات سات بار، دن رات کے ہر کام کے لیے استخارہ ہے۔

۲۱۔ سید الاستغفار ایک ایک بار یا ۳۔۳ بار، گناہ معاف ہوں اور اس دن رات مرے تو شہید وہ یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ط اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، اور اس کے بعد اتنا زاید کرے۔ وَاغْفِرْ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ اور اپنے جس فعل سے کسی ضرر کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مولا تعالےٰ محفوظ رکھتا ہے۔

۲۲۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ط سو سو بار۔ دنیا میں فاقہ نہ ہو، قبر میں وحشت نہ ہو، حشر میں گھبراہٹ نہ ہو۔

پانچوں نمازوں کے بعد

۲۳۔ آیۃ الکرسی ایک ایک بار۔ مرتے ہی داخل جنّت ہو۔

۲۴۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ تین تین بار، گناہ معاف ہوں، اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔

۲۵۔ تسبیح حضرت سیدتنا زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا: سُبْحٰنَ اللّٰہِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار، اخیر میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ۔ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ ایک بار، اُس دن تمام جہان میں کسی کا عمل اس کے برابر بلند نہ کیا جائے گا جو اس کے مثل پڑھے۔

۲۶۔ ماتھے پر داہنا ہاتھ رکھ کر بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ ؕ ہر غم و پریشانی سے بچے اس کے بعد اتنا زاید کرے وَعَنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ ؕ

۲۷۔ پنج گنج قادریہ: برکات بے شمار ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ نماز فجر کے بعد یا عزیز یا اللہ ۱۰۰ بار، ظہر کے بعد یا کریم یا اللہ ۱۰۰ بار، عصر کے بعد یا جبار یا اللہ ۱۰۰ بار، مغرب کے بعد یا ستار یا اللہ ۱۰۰ بار، عشاء کے بعد یا غفار یا اللہ ۱۰۰ بار،

الفیوضاتِ الربانیہ سے

۱۔ الصّلاۃ الکبریٰ۔ (درود اکسیر اعظم) روزانہ ایک مرتبہ

۲۔ مسبّعاتِ عشر: روزانہ ایک بار بعد نماز فجر اور ایک بار بعد نماز مغرب،

۳۔ اسبوع شریف : روزانہ ایک بار

۴۔ الکبریت احمر : روزانہ ایک بار

یہ سب وظائف، اوراد و وظائف کی بیشتر کتابوں میں دستیاب ہیں، لہٰذا یہاں طوالت کے پیش نظر درج نہیں کیے جا رہے۔

۵۔ اَللّٰهُمَّ صَحًّا صَحًّا صَحًّا وَّحًا بِحَاحًا حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ كٓهٰيٰعٓصٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ يَا رَبُّ يَا رَبُّ يَا رَبُّ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ صبح تین مرتبہ، شام تین مرتبہ

۶۔ بِكَ اَسْتَعِيْنُ يَا فَتَّاحُ يَا عَلِيْمُ يَا خَبِيْرُ يَا نُوْرُ يَا هَادِيْ يَا مُبِيْنُ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ وَاسْتَجَرْتُ بِاللّٰهِ وَاسْتَعَنْتُ بِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ۔

۷۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۔ ہر نماز کے بعد سو مرتبہ۔

۸۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ دَآئِمًا وَالْعَافِيَةَ عَلٰى دَآئِمًا وَالْبَرَكَةِ الْمَعْنَوِيَّةَ وَالْحِسِّيَّةَ دَآئِمًا عَلٰى دَآئِمًا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مَا مَنَنْتَ بِهٖ فَتَمِّمْهُ يَا اَللّٰهُ وَمَا اَنْعَمْتَ بِهٖ فَلَا تَسْلُبْهُ وَمَا سَتَرْتَهُ فَلَا تَهْتِكْهُ وَمَا عَلِمْتَهُ فَاغْفِرْهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِوَصْلِكَ مِنْ صَدِّكَ وَبِقُرْبِكَ مِنْ بُعْدِكَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ فَاجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ طَاعَتِكَ وَوُدِّكَ وَاَهِّلْنَا بِشُكْرِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۔ روزانہ ایک مرتبہ (مندرجہ بالا وظائف پر اکتفا کیا جاتا ہے)

صلوٰۃ غوثیہ

بہجۃ الاسرار میں شیخ ابوالقاسم عمر بزازؒ سے منقول ہے کہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص مجھ کو مصیبت میں پکارے اس کی مصیبت دُور ہو گی۔ جو شخص کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف میرا وسیلہ پکڑے تو اس کی حاجت پوری ہو گی۔ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت طلب کرے تو خدا کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔"

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اجمالی اور تفصیلی اسمائے گرامی اِس کتاب میں علیحدہ باب میں درج کیے گئے ہیں۔ اجمالی نام گیارہ ہیں۔ عراق کی جانب جب گیارہ قدم چلے تو ہر قدم پر آپ کا ایک نام لے اور دل میں فریاد رسی کا طالب ہو انشاء اللہ مراد ضرور پوری ہو گی۔

ختم غوثیہ (اجمالی)

اسے پڑھنے کا موزوں وقت مغرب اور عشاء کے درمیان ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ ۔۔۔ ۱۱۱ مرتبہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۔۔۔ ۱۱۱ مرتبہ

شَیْئًا لِلّٰہِ یَاحَضْرَتْ سُلْطَانْ شَیْخ سَیِّدْ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِی ۳۱۱ مرتبہ

یٰسٓ شریف ایک مرتبہ ، سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ ۱۴۱ مرتبہ

یَابَاقِیْ اَنْتَ الْبَاقِیْ ۱۱۱ مرتبہ یَاغَوْثُ اَغِثْنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ ۱۱۱ مرتبہ

یَاحَضْرَتْ مُحْیِ الدِّیْنِ مُشْکِلْ کُشَا بِالْخَیْرِ ۱۱۱ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

(الفیوضات الربانیہ میں ختم غوثیہ کی صرف اتنی ہی ترتیب دی گئی ہے)

• ختم غوثیہ (تفصیلی)

ختم غوثیہ کی وہ ترکیب جو پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے اکثر بزرگوں خصوصاً شمع بزم عارفاں سراجِ اہلِ تقوٰی حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رضوی اشرفی سے منسوب ہیں درج ذیل ہے۔ اس کا مناسب وقت بروز جمعرات بعد نماز مغرب ہے۔ اسے اجتماعی طور پر پڑھا جاتا ہے لیکن اگر احباب جمع نہ ہو سکیں تو تنہا بھی پڑھ سکتا ہے۔ ہر ورد کی تعداد حسب استطاعت و توفیق ہے۔

۱۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہِ الْکِرَامِ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ،

۲۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ،

۳۔ سورۃ فاتحہ، سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ، سورۃ اخلاص پوشیدہ طور پڑھیں۔

۴۔ یَابَاقِیْ اَنْتَ الْبَاقِیْ یَاشَافِیْ اَنْتَ الشَّافِیْ یَاکَافِیْ اَنْتَ الْکَافِیْ۔

۵- یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا — یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ هَمٍّ مُّغْرَقٌ — خُذْ یَدِیْ سَهِّلْ لَنَا اِشْکَالَنَا

۶- یَا حَبِیْبَ الْاِلٰهِ خُذْ بِیَدِیْ — مَا لِعَجْزِیْ سِوَاکَ مُسْتَنَدِیْ

۷- یَا حَضْرَتْ سُلْطَانْ شَیْخْ سَیِّدْ شَاہ عَبْدُ الْقَادِرْ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰهِ اَلْمَدَدْ

۸- ما ہمہ محتاج تو حاجت روا — اَلْمَدَدْ یَا غَوْثِ اَعْظَمْ سَیِّدَا

۹- مشکلاتِ بے عدد داریم ما — اَلْمَدَدْ یَا غَوْثِ اَعْظَمْ پیرِ ما

۱۰- یَا حَضْرَتْ سُلْطَانْ شَیْخْ سَیِّدْ مُحْیِ الدِّیْنْ مُشْکِلْ کُشَا بِاَمْرِ اللّٰهِ

۱۱- یَا سَیِّدِنَا غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ اَغِثْنَا بِاِذْنِ اللّٰهِ

۱۲- امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن — در دین و دنیا شاد کن یا غوثِ اعظم دستگیر

۱۳- طفیل حضرت دستگیر دشمن ہووے زیر

۱۴- مفلسانیم آمدہ در کوئے تو! — شیئاً للہ از جمالِ روئے تو
دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما — آفریں بر دست و بر بازوئے تو

۱۵- خُذْ یَدِیْ یَا شَاہِ جِیْلَاں خُذْ یَدِیْ — شَیْئًا لِلّٰهِ اَنْتَ نُوْرٌ اَحْمَدِیْ

۱۶- یا صدیق یا عمر یا عثمان یا حیدر، دفعِ شر کن خیر آور یا شبیر یا شبر

۱۷- فَسَهِّلْ یَا اِلٰهِیْ کُلَّ صَعْبٍ بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ سَهِّلْ ،

۱۸- اَللّٰهُ حَاضِرِیْ، اَللّٰهُ نَاظِرِیْ، اَللّٰهُ مَعِیْ

۱۹- بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِیْ، بِسْمِ اللّٰهِ الْکَافِیْ، بِسْمِ اللّٰهِ الْمُعَافِیْ

۲۰- ذکر کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (مندرجہ ذیل طریقے پر)

پاس انفاس

خدائے بزرگ و برتر کے اسم ذاتی اَللّٰہُ کا وِرد ہر سانس کے ساتھ اِس طرح کیا جائے کہ جب سانس اندر ے تو اللہ کا تصور ہو اور سانس باہر ہو تو ہُو کا تصور کرے اور اس کی مشق کرے تاکہ بلا تکلف کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو، اِسے پاس انفاس کہتے ہیں۔ اِس ذکر سے جسم کا رواں رواں ذکرِ الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے اور باطن میں اسمِ ذات کی نورانیت سرایت کر جاتی ہے جس سے قلب منور ہو جاتا ہے۔ وبا اللہ التوفیق،

درودِ غوثیہ

یہ درود شریف سیدنا غوثِ اعظمؒ کے وظائف میں اکثر پڑھتے تھے اس کے پڑھنے سے دین و دنیا میں بے حد فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُہٗ وَرَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ظُھُوْرُہٗ عَدَدَ مَنْ مَّضٰی مِنْ خَلْقِکَ وَمَنْ بَقِیَ وَمَنْ سَعِدَ مِنْھُمْ وَمَنْ شَقِیَ صَلٰوۃً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِیْطُ بِالْحَدِّ صَلٰوۃً لَّا غَایَۃَ لَھَا وَلَا مُنْتَھٰی وَلَا انْقِضَاءَ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِکَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا مِّثْلَ ذَالِکَ

(مطالع المسرت)

اے ہمارے اللہ رحمت نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا نور ساری مخلوق سے پہلے پیدا ہوا۔ اور ان کا ظہور تمام کائنات کے لیے رحمت بے شمار ہیں تمام اگلی اور پچھلی تیری مخلوق کے برابر اور ہر ایک نیک بخت کی گنتی کے برابر ایسا درود جو شمار میں نہ آسکے اور تمام حدود کا احاطہ کرے جس درود کی نہ کوئی غایت ہو نہ انتہا ہو اور نہ اختتام۔ ایسا درود جو ہمیشہ رہے تیرے دوام کے ساتھ اور ان کی اولاد اور اصحاب پر اور اسی طرح ان پر خوب خوب سلام نازل فرما۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِکَ وَمَعْدَنِ اَسْرَارِکَ وَلِسَانِ حُجَّتِکَ وَعُرُوْسِ مَمْلُکَتِکَ وَاِمَامِ حَضْرَتِکَ وَ طَرَازِ مُلْکِکَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِکَ وَطَرِیْقِ شَرِیْعَتِکَ الْمُتَلَذِّذِ بِمُشَاھَدَتِکَ اِنْسَانِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِیْ کُلِّ مَوْجُوْدٍ عَیْنِ اَعْیَانِ خَلْقِکَ الْمُتَقَدَّمِ مِنْ نُّوْرِ ضِیَائِکَ صَلٰوۃً تَحُلُّ بِھَا عُقْدَتِیْ وَتُفَرِّجُ بِھَا کُرْبَتِیْ صَلٰوۃً تُرْضِیْکَ وَتُرْضِیْہِ وَتَرْضٰی بِھَا عَنَّا یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِہٖ عِلْمُکَ وَاَحْصَاہُ کِتَابُکَ وَجَرٰی بِہٖ قَلَمُکَ وَعَدَدَ الْاَمْطَارِ وَالْاَحْجَارِ وَالْاَشْجَارِ وَ مَلَائِکَۃِ الْبِحَارِ وَجَمِیْعِ مَا خَلَقَ مَوْلٰنَا مِنْ اَوَّلِ الزَّمَانِ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَ

(سعادت دارین)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ

ترجمہ، الٰہی درود وسلام بھیج ہمارے آقا و مولیٰ محمد پر جو تیرے انوار کا سمندر، تیرے رازوں کی کان تیری حجت کی زبان، تیری مملکت کے دولہا، تیرے دربار کے امام اور تیرے ملک کی زینت ہیں، تیری رحمت کا خزانہ اور تیری شریعت کا راستہ ہیں، تیرے مشاہدہ سے لذت حاصل کرنے والے ہیں، چشم وجود کی پتلی اور ہر موجود کا سبب ہیں، تیری مخلوق میں جتنے ذی شان ہیں ان میں افضل ترین ہیں اور تیرے نور ضیاء سے مقدم ہیں۔ ایسا درود وسلام جس سے میری گرہ کھل جائے اور میری مصیبت دور ہو جائے ایسا درود جو تجھے بھی راضی کرے اور ان کو بھی اور جس کے صدقہ سے، اے پروردگارِ عالم! تو ہم سے راضی ہو جائے جو تیری معلومات کے برابر ہو اور جس کو تیرا نوشتہ شمار کرے اور جس پر تیرا قلم چلے اور بارش، پتھروں، درختوں اور بحری ملائکہ اور جو کچھ ہمارے مالک نے اول سے آخر تک پیدا فرمایا سب کی تعداد کے برابر اور سب تعریف خدائے یکتا کے لیے ہے۔

اٹھارواں باب

بغداد شریف اور آپکے روضہ پاک کی کیفیّت

بغدادُ شریف

شہر بغداد اسلامی سلطنت میں آنے کے بعد سے ہی علم دین کا مرکز رہا ہے۔

اسی بنا پر حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ علم کے لیے جیلان سے بغداد تشریف لائے اور وہاں کے معروف مدرسے نظامیہ میں علم حاصل کیا۔ تکمیلِ علم کے بعد مجاہدے اور ریاضت کے لیے عراق کے بیابانوں میں ۲۵ سال گزارے اور پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے فرمان پر بغداد ہی کو مسندِ ارشاد کا مرکز بنایا۔ آپ کے قدم رنجہ فرمانے کے بعد بغداد کو چار چاند لگے اور دنیا کے گوشے گوشے سے طالبانِ صادق علمِ شریعت علمِ طریقت حقیقت اور معرفت حاصل کرنے کے لیے سفر کی مشقتیں برداشت کر کے جوق در جوق آنے لگے۔ آپ کو حق تعالیٰ کی طرف سے محی الدین کا لقب ملا اور یقیناً آپ نے دینِ محمدی کو زندہ کیا پھر چار دانگِ عالم میں مرکزِ بغداد سے نورِ علم کی شعاعیں پھیلنے لگیں۔ یہ شہر دو حصوں میں تقسیم ہے۔ درمیان سے دریائے دجلہ گزرتا ہے۔ یہ وہی دریا ہے۔ جہاں آپ طالبعلمی کے زمانے میں فاقہ کشی کی حالت میں گری پڑی مباح چیزوں کی تلاش میں جاتے تھے اور یہ وہی دریا ہے جس میں آپ کے اُستاد حضرت حماد دباسؒ نے آپ کی استقامت کو آزمانے کے لیے اپنے ہاتھ سے دھکا دیا تھا اور آپ انتہائی سرد پانی میں بھیگ گئے، لیکن آپ نے استادِ محترم کے اس فعل پر کوئی اعتراض دل میں نہیں آنے دیا

آپؒ کے روضۂ پاک کی کیفیت

شہر بغداد کے تقریباً وسط میں آپ کا پُرشکوہ اور عالیشان روضۂ اقدس ہے جو بَابُ الشَّیخ کے نام سے موسوم ہے۔ گنبد مبارک نیلا پھولدار ہے اور مسجد کا گنبد سفید ہے۔ دونوں گنبدوں کے اندرونی حصے شیشے کے بہترین جڑاؤ کے کام سے آراستہ ہیں اور عمدہ فانوس سے حجرہ بقعۂ نور معلوم ہوتا ہے۔ حجرہ مبارک کے دروازے پر لکھا ہے "اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ آمِنِیْنَ" یعنی اس دروازے میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہوجاؤ۔ حجرہ مبارک کے درمیان چاندی کی جالی ہے (مارچ ۱۹۸۲ء میں چاندی کی جالی تھی جو بعد میں سونے کی جالی سے تبدیل کر دی گئی) اور جالی کے اندر تعویذ مبارک (قبرِ انور) ہے جو خوبصورت چادر سے ڈھکا ہوتا ہے۔ چاندی کی جالی کے چاروں طرف مندرجہ ذیل اشعار کندہ ہیں:

پائنتی کی جانب:

این خوابگاہِ حضرت غوث الثقلین است
نقدِ کرم حیدر و نسلِ حسین است

مادر حسینی نسب است و پدرِ او
اولادِ حسن یعنی کریم الابوین است

سرہانے مبارک کی جانب:

بادشاہِ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرورِ اولادِ آدم شاہ عبدالقادر است

آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نورِ قلب از نورِ اعظم شاہ عبدالقادر است

دائیں جانب حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار کندہ ہیں:

أَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا يَخَافُ جَلِيْسُهُمْ
رَيْبَ الزَّمَانِ وَلَا يَرٰى مَا يُرْهَبُ

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا أَبَدًا عَلَى فَلَكِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ

بائیں جانب آپ ہی کے یہ اشعار ثبت ہیں :

وَعَلٰى بَابِنَا قِفْ عِنْدَ ضِيْقِ الْمَنَاهِجِ تَفُزْ بِعَلَى الْقَدْرِ مِنْ ذِى الْمَعَارِجِ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللهَ اَسْبَغَ نِعْمَةً عَلَيْنَا وَدَلَّانَا قَضَاءَ الْحَوَائِجِ

چاندی کی جالی کے بالائی حصہ پر پھول بنے ہوئے ہیں اور ہر پھول پر اللہ تعالےٰ کا ایک نام کندہ ہے۔ آپؒ کے حجرہ مبارک کی دائیں طرف بہت بڑی مسجد اور بائیں جانب ایک چھوٹی مسجد ہے۔ یہاں کے امام اور خطیب شافعی مذہب کے ہیں، آپ کے روضہ مبارک کے قریب ہی آپؒ کے لاڈلے بیٹے حضرت عبد الجبارؒ کا روضہ پاک ہے۔ آپ کے دربارِ اقدس سے متصل بہت بڑا صحن ہے جس کے درمیان ایک بلند وبالا گھڑیال ہے صحن کے اختتام پر دو منزلہ سرائے ہے روضہ پاک سے متصل ایک قبرستان ہے جس میں آپؒ کے پوتے حضرت ابی نصر صالحؒ جو حضرت عبد الرزاقؒ کے بیٹے ہیں کا مزار شریف ہے۔ حضور غوثِ اعظمؒ کے دربار کا تبرک ٹافیاں ہیں، زائرین ٹافیاں لاتے ہیں اور فاتحہ دلا کر حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں۔ بعض لوگ نذرانہ عقیدت کے طور پر رنگ برنگی کڑھائی کی ہوئی چادریں لاتے ہیں اور جالی مبارک کی چھت پر ڈالتے ہیں۔ ہر اذان کے بعد حضور پرنور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر صلوٰۃ وسلام اِن الفاظ میں پڑھا جاتا ہے :

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رحمۃ للعالمین

روضہ پاک کا ایک اوقاف ہے جو تمام انتظامی امور سرانجام دیتا ہے اور زائرین کی سہولتوں کا خیال رکھتا ہے۔ اس کے سربراہ روضہ پاک کے سجادہ نشین حضرت سید یوسف جیلانی مدظلہ العالی ہیں جو حضور غوث پاک کی اولاد سے ہیں۔ عراقی سنی صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت سواد اعظم سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ والہانہ انداز میں حضور غوث اعظم کے دربار اقدس پر حاضر ہوتے ہیں اور جالیوں کو بوسہ دیتے ہوئے پکارتے ہیں "یا شیخ عبد القادر" اور بعض بے اختیار دھاڑیں مار کر روتے ہیں اور بہت بڑے فریادرس سے دستگیری طلب کرتے ہیں اور بعض پائنتی کی جانب اپنی گردن خم کر کے کہتے ہیں:

قَدَمُكَ عَلٰی رَقَبَتِیْ یَا شَیْخ عَبْدُ الْقَادِر یعنی آپ کا قدم مبارک میری گردن پر ہے یا شیخ عبد القادر جیلانی" تاکہ آپ اپنے جود و کرم سے اسے ولایت کا خرقہ عنایت کریں کیونکہ جس کی گردن پر آپ کا قدم مبارک آگیا وہ ولی ہے۔ بموجب آپ کے اس فرمانِ عالی کے قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کلِ ولی اللہ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ یقیناً آپ کے دربارِ اقدس سے طالبِ صادق کو ولایت کی خلعت ملتی ہے جیسا کہ آپ ؓ نے خود ارشاد فرمایا کہ ولایت اور اس کے درجات میرے پاس کپڑوں کی طرح ٹنگے ہوئے ہیں جس کو جو لباس چاہتا ہوں پہنا دیتا ہوں۔

مؤلف کتاب ہٰذا فقیر قادری نصیر الدین ہاشمی عفی عنہ نے مارچ ۱۹۸۲ء میں دربارِ اقدس پر حاضری دی۔ اُس وقت چاندی کی جالی مبارک پر جو اشعار کندہ تھے انہیں اِس کتاب میں محفوظ کر دیا ہے تاکہ تاریخی یادگار باقی رہے۔

انیسواں باب

تکملہ کتاب مظہرِ جمالِ مصطفائی

تکملہ

اِس کتاب مظہرِ جمالِ مصطفائی کی تکمیل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اور اعلیحضرت احمد رضا خاں بریلوی رح کے گلہائے عقیدت بحضور حضرت غوث اعظم رح کے ساتھ کی جاتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اخبار الاخیار کے آخر میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: میرا مرکزِ اعتماد اُن صاحبِ قدم پر ہے جو مالکِ رقابِ اولیاء ہیں، اور کوئی رہرو ایسا نہیں جو ان کی خدمت میں اپنے سر کے بل نہ جائے اور ان کے قدموں پر اپنا سر نہ رکھے اور یہ سب کچھ ان ہی کی سرفرازی ہے۔ ان کی صفت یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بہ قدم گامزن رہے بلکہ سرورِ عالم ہی کی طرح قدم بہ قدم چلتے رہے اور سعادت اسی کو ملی جس نے آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی وراثت سے تمام بزرگوں کو جو کچھ ملا وہ صرف خلفِ صادق کے حصہ میں آیا اور یہ کتنی بڑی دولت ہے اگرچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وارث بکثرت تھے لیکن جو کچھ خلفِ صادق کو ملا وہ کسی اور کو نہ مل سکا۔ دولت و مال میں تمام ورثاء کو برابر حصہ ملا کرتا ہے لیکن وراثتِ حال و کیف میں ایک کو دوسرے کے برابر حصہ نہیں ملا کرتا۔ کیونکہ حال و کیف اور مراتب وہ دولت ہے جس کے مستحق ہی کو یہ دولت دی جاتی ہے اگر دوسرے لوگ قطب ہیں تو یہ خلفِ صادق قطب الاقطاب ہیں۔ اگر دوسرے سلطان ہیں تو یہ شہنشاہ سلاطین ہیں اور آپ کا اسم گرامی حضرت شیخ محی الدین

سید عبدالقادر جیلانیؒ ہے جنہوں نے دین اسلام کو دوبارہ زندہ کیا اور طریقہ کفار کو یکسر ختم کر دیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا اَلشَّیْخُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ غوث الثقلین کے معنٰی ہی یہ ہیں کہ جنات اور انسان سب اس کی پناہ میں آتے ہیں چنانچہ مَیں بیکس و محتاج بھی ان ہی کی پناہ کا طلبگار ہوں اور ان ہی کا درباری غلام ہوں۔ مجھ پر ان کی عنایت اور کرم ہے اور ان کی مہربانی کے بغیر کوئی فریاد رس نہیں ہے کہ اگر کبھی راہ سے بھٹک جاؤں تو وہ رہبری کریں اور ٹھوکر کھاؤں تو وہ مجھے سنبھال لیں کیونکہ انہوں نے اپنے مریدوں کو بشارت دی ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالٰے نے مجھے ایک رجسٹر دیا جس میں قیامت تک ہونے والے مریدوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ اور حکم الٰہی ہو چکا ہے کہ اس نے میری خاطر اُن سب کو بخش دیا ہے۔ کاش میرا نام بھی آپ کے مریدوں کے رجسٹر میں ہو۔ ایسی صورت میں مجھے کیا غم ہے کیونکہ میری حسب مرضی کام پورا ہو گیا۔ مَیں بھی آپ کا مرید بن گیا ہوں۔ قبول کرنا یا انکار کرنا یہ ان کے ہاتھ ہے۔ مَیں ان کے چاہنے والوں میں ہوں، ان کا چاہنا یہ ان کے اختیار میں ہے حقیقی طور پر مرید ہوتا یہ مجھ مجازی آدمی سے کیسے ہو سکتا تھا۔ کسی بے نمازی کے درود شریف پڑھتے رہنے سے ہمیشہ فائدے نہیں ملا کرتے چونکہ مَیں نے خود کو ان کی جانب منسوب کر لیا ہے اور ان ہی کی بارگاہ میں پناہ کا طلبگار ہوں لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جب کہ ازل سے یہ سعادت میری قسمت میں تھی تو لازماً ابد تک میرے ساتھ ہی رہے گی اور میری حالت یہ ہے کہ جس زمانے میں مجھے عقل و شعور نہ تھا اس زمانے سے مَیں اپنے لوحِ دل پر آپ کا اسم گرامی لکھتا ہوں ۔

شعر
ما بعشقِ تو نہ امروز گرفتار شدیم ۔۔۔ کہ گرفتاریِ ما با تو روزِ ازل است

مجددِ دین و ملت اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حدائقِ بخشش میں حضور غوثِ اعظمؓ کی شان میں جو مناقب لکھے ہیں ان میں سے چند منتخب اشعار مع تشریح ذیل میں دیئے جاتے ہیں :

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا	۱	تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے	۲	افقِ نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا
مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں	۳	ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے	۴	سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا
سارے اقطابِ جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف	۵	کعبہ کرتا ہے طوافِ درِ والا تیرا
شجرِ سروِ سہی کس کے اگائے تیرے	۶	معرفت پھول سہی کس کا کھلایا تیرا
تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار	۷	لائی ہے فصلِ سمن گوندھ کے سہرا تیرا
ڈالیاں جھومتی ہیں رقصِ خوشی جوش پہ ہے	۸	بلبلیں جھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا
گیت کلیوں کی چٹک غزلیں ہزاروں کی چہک	۹	باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانہ تیرا
ہر گلستاں کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز	۱۰	کون سے سلسلے میں فیض نہ آیا تیرا
مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر	۱۱	کونسی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں	۱۲	خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

۱۳

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو

سیدِ جیدِ ہر دہر ہے مولا تیرا

تشریح

۱

یعنی حضور غوث پاکؒ ایسے دستگیر فریاد رس ہیں کہ ہر دستگیر و فریاد رس آپ پر شیدا ہے اور آپ ایسے پیاس بجھانے والے ہیں کہ ہر پیاس بجھانے والا خود اپنی پیاس بجھانے میں آپ کا محتاج ہے۔

۲

جیسا کہ خود حضور غوثِ اعظم نے فرمایا :

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلیٰ لَا تَغْرُبُ

یعنی اگلوں کے سورج ڈوب چکے لیکن ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے آسمان پر چمکتا رہیگا نہ ڈوبے گا۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ قطبیتِ کبریٰ کا منصب مولا علی کرم اللہ وجہہ کو عطا کیا گیا۔ آپ کے وصال کے بعد ترتیب وار حسنین کریمین اور دیگر اماموں کو منتقل ہوتا رہا اور جب محبوبِ سبحانی شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی باری آئی تو یہ منصب آپ کو عطا کیا گیا اور ہمیشہ آپ کے پاس رہیگا۔

۳

جیسا کہ حضور غوث پاک کے استاد مکرم تاج العارفین حضرت ابو الوفاؒ نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا :

کل دیك یصیح ویسکت الا دیکك فانه یصیح الی یوم القیامة

ہر مُرغ بانگ دے کر خاموش ہو گیا۔ لیکن آپ کا مرغ قیامت تک بانگ دیتا رہیگا۔

۴

اس شعر میں حضور غوث پاکؓ کے فرمانِ عالی قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ سن کر تمام اولیائے اوّلین و آخرین کے گردن خم کرنے اور آپ کے طریقے اور مرتبے کو برتر تسلیم کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ ہر ولی خواہ وہ کسی زمان و مکان سے تعلق رکھتا ہو آپ کے عظیم مرتبے کا اعتراف کرتے ہوئے دل میں ادب رکھتا ہے۔

۵

جیسا کہ خود حضور غوثِ اعظمؓ نے ایک قصیدے میں فرمایا:

كُلُّ قُطْبٍ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ۔۔۔ وَاَنَا الْبَيْتُ طَائِفٌ بِخِيَامِيْ

یعنی ہر قطب بیت اللہ کا سات بار طواف کرتا ہے اور میں وہ ہوں کہ بیت اللہ شریف میرے خیموں کا طواف کرتا ہے۔

۶

طریقت کے تمام شجروں کو آپ نے زینت بخشی اور گلستانِ معرفت کے پھولوں کو آپ کے دم قدم کی برکت سے کھلنا نصیب ہوا اور تمام طالبانِ معرفت کو جامِ معرفت آپ ہی سے ملتا ہے۔

۱۰

وہ کونسا باغ ہے جو فصلِ بہاری سے بے نیاز رہ سکتا ہو۔ طریقت کا وہ کون سا سلسلہ ہے جو آپ سے مستفیض نہ ہوا ہو۔

۱۱

بخارا عراق اور اجمیر خواجہ بہاؤ الدین نقشبند، خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مسکن ہیں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ آپکے فیض سے سلسلہ نقشبندیہ سہروردیہ چشتیہ سب ہی مستفیض ہوئے اور کونسے سلسلے پر آپ کے فیض کی بارش نہیں برسی۔

۱۲

روایت ہے کہ ایک مرتبہ دوران وعظ حضور غوث پاکؒ نے آواز دی اے اسرائیلی ذرا محمدی کی بات بھی سنتا جا، حضرت خضرؑ جو اس وقت مجلس سے گزر رہے تھے آکر بیٹھ گئے اور وعظ سنا۔ اس کے بعد انکی یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ جس ولی سے بھی ملاقات ہوتی تو آپ اس سے فرماتے کہ جو کوئی دین و دنیا کی کامیابی چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ حضرت شیخ کی مجلس وعظ میں شریک ہو۔ کیونکہ آپ حضرت غوث پاکؒ کے رتبے سے اپنی استعداد کے مطابق واقف تھے۔

۱۳

جیسا کہ خود حضور غوث اعظمؒ نے فرمایا؛

اِنْ لَمْ یَکُنْ مُرِیْدِیْ جَیِّدًا فَاَنَا جَیِّدٌ (اگر میرا مرید اچھا نہیں تو کیا، میں تو اچھا ہوں) یعنی مرید کو بلکنے اور غم کرنے کی کیا ضرورت جبکہ اس کے غمگسار حضور غوث اعظم بہت عالی مرتبت ہیں۔

الحمد للہ کتاب مظہر جمال مصطفائی کی تالیف ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ (۴ جنوری ۱۹۸۵ء) کو مکمل ہوئی

سبحٰن ربک رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین ،

بیسواں باب

توضیحات

توضیحات

اس فصل میں کتاب کے بعض مقامات کی تشریح و توضیح پیش کی جاتی ہے تاکہ کوئی ابہام یا اشکال نہ رہے اور بات قارئین کے فہم میں آسانی سے آسکے۔ اور بعض مضامین ایسے ہیں جن میں علماء اختلاف کرتے ہیں ان کی توضیح دلائل کے ساتھ کی گئی ہے۔

پہلا باب صفحہ ۲۷ آپ کے ظہور کی بشارتیں۔ ۱۔ حضرت جنید بغدادی کی بشارت

آٹھواں باب، تیسری فصل صفحہ ۲۶۷ حضرت جنید بغدادی کا گردن جھکانا۔

ان دونوں مقامات پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت بغدادیؒ نے دورانِ خطبہ سیدنا غوث اعظم کے فرمان قدمی ھٰذہٖ پر جو کشف میں آپ کو آگاہ کیا گیا اپنی گردن خم کر دی۔ جو لوگ یہ اختلاف کرتے ہیں کہ سیدنا غوث اعظم کا قدم مبارک اولیائے اولین و آخرین پر نہ تھا بلکہ صرف آپ کے ہمعصر اولیاء پر تھا ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جنید بغدادی سیدنا غوث اعظمؒ کے پیرانِ عظام میں سے ہیں لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ مرید کا قدم اپنے پیر کی گردن پر ہو اور اس کا مرتبہ پیر سے بلند ہو۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ اول تو حضرت جنید بغدادی اور سلسلے کے دیگر بزرگ حضرت حسن بصری تک (کیونکہ اس فرمانِ عالی سے صحابہ اور ائمہ مستثنیٰ ہیں) کے معاملے میں قدم کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں ہوگا بلکہ مجازی معنیٰ لیا جائے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا طریقہ ولایت دیگر تمام اولیاء کے طریقے سے افضل ہے جیسا کہ صفحہ ۲۹ پر قدم کے معنیٰ کے پہلے پیراگراف میں بیان ہوا

ہے۔ اس کا دوسرا معنیٰ ان بزرگوں کے حق میں یہ لیا جا سکتا ہے کہ افضلیت تو پیرانِ عظام کی ہی ہوگی۔ مگر قرب اور وصل الٰہی کے لحاظ سے آپ کا مرتبہ سب سے عالی ہے یہ دوسرا معنیٰ کتاب کے صفحہ ۔۔ کے پہلے پیرائے میں دیا گیا ہے اب رہا یہ سوال کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مرید اپنے پیر سے مرتبے میں بڑھ جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تذکرۃ الاولیاء میں حضرت فریدالدین عطار نے حضرت جنید بغدادی کے حالات کے باب میں لکھا ہے کہ حضرت سری سقطی سے جو جنید بغدادی کے پیر و مرشد ہیں کسی نے پوچھا کہ کیا کسی مرید کا رتبہ اپنے مرشد سے بھی بلند ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا بیشک جس طرح میرے مرید جنید بغدادی کا رتبہ مجھ سے بلند ہے۔ یہاں کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حضرت سری سقطی نے شاید ازرہِ تواضع یہ بات کہی ہو ایسا نہیں ہے کیونکہ اس شخص نے طریقت کی رو سے ایک مسئلہ دریافت کیا تھا جس کا جواب آپ نے عنایت فرمایا۔ اور یہ تواضع کا موقع نہ تھا۔ دوسری مثال اس واقع سے ملتی ہے کہ بہجۃ الاسرار میں حضرت علی ابن نصر الہیتی سے منقول ہے کہ وہ ایک مرتبہ سیدنا غوث اعظم کے ہمراہ شیخ معروف کرخی کے مزار پر گئے اور مراقبہ کر کے فرمایا کہ اے معروف کرخیؒ آپ ہم سے ایک درجہ آگے ہیں شیخ نصر الہیتی فرماتے ہیں کہ چند روز بعد میں پھر سیدنا غوث اعظم کے ہمراہ حضرت معروف کرخی کے مزار پر گیا۔ آپ نے مراقبہ فرما کر کہا کہ اے معروف ہم آپ سے دو درجے آگے بڑھ گئے ہیں پس اس واقعے سے معلوم ہوا کہ سیدنا غوث اعظم کا مرتبہ حضرت معروف کرخی جو آپ کے پیران عظام میں سے ہیں اور حضرت جنید بغدادی کے دادا پیر ہیں سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ دو درجے زیادہ ہونے کا واقعہ تو اس وقت کا ہے جبکہ سیدنا غوث اعظم ترقی کی منازل طے

فرمار ہے تھے۔ جب آپ کمالِ ولایت کے مقام پر پہنچے تب اللہ تعالیٰ ہی جانے کتنے درجے بلند ہو گئے۔ اب اگر کوئی کہے کہ مرید کا مرتبہ تو مانا کہ پیر سے بڑھ سکتا ہے لیکن مرید کا قدم پیر کی گردن پر ماننے سے بے ادبی کا احتمال ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ اول تو یہاں قدم کا حقیقی معنیٰ نہیں لیا جا رہا جیسا کہ بیان کیا گیا لیکن اگر بالفرض استدلال یہ معنیٰ بھی لیا جائے تو اس کی توضیح یوں ہے کہ طریقت کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے الحکم فوق الادب یعنی حکم ادب پر فوقیت رکھتا ہے۔ یعنی ادب کا موقع بھی ہو اور حکم کی تابعداری کا بھی۔ تب ایسی صورت میں حکم کی تابعداری ضروری ہے۔ اسی اصول کے تحت جب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا دروازہ اکھیڑنے کے لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حکم دیا کہ وہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر اپنے قدم رکھ کر کھڑے ہوں اور قلعہ خیبر کے دروازے کو اکھیڑ دیں۔ تب مولا علی نے ایسا ہی کیا اور حکم کو ادب پر ترجیح دی۔ چونکہ سیدنا غوث اعظم کا فرمان قدمی ھذہٖ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوا تھا لہٰذا الحکم فوق الادب کے اصول کے تحت آپ کے پیران عظام اور اولیائے متقدمین بھی آتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ٹھہرا۔

اِس فرمانِ عالی کی وسعت ‏ ‏ ‏ ‏ صفحہ نمبر ۶۵

اس مقام پر یہ دلائل دیئے گئے ہیں کہ سیدنا غوث اعظمؓ کے فرمان قدمی ہذہٖ علیٰ رقبۃ کلِ ولی اللہ کی وسعت میں اولیائے ہمعصر کے علاوہ اولیائے اولین و آخرین سب ہی آتے ہیں لیکن صحابہ اور ائمہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ یہ موقف بہت سے بزرگوں کا ہے جبکہ بعض بزرگوں کا موقف یہ ہے کہ اس فرمان کے تحت صرف آپ کے زمانے کے

اولیاء ہی آتے ہیں اور اولیائے اولین و آخرین اس سے مستثنیٰ ہیں۔ مولف کتاب ہذا ان بزرگوں کا احترام کرتا ہے اور ان کے اس موقف کی تردید یا اس پر تبصرہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ ان کے پاس بھی اس موقف کے دلائل ہیں اور چونکہ یہ مسئلہ اختلافی ہے لہذا مولف کا یقین ان بزرگوں کے موقف پر ہے، جو اس فرمانِ عالی کی وسعت میں اولیائے اولین و آخرین کو بھی شامل سمجھتے ہیں لہذا اس کتاب کے متعلقہ مضامین میں اسی موقف کے حق میں دلائل دیئے ہیں توضیحات کی اس فصل میں اس سلسلے کے مزید کچھ دلائل دیئے جا رہے ہیں، تاکہ موقف اور زیادہ واضح ہو جائے۔

اسی کتاب مظہر جمالِ مصطفائی کے آٹھویں باب کی آٹھویں فصل صفحہ ۸۵ پر حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کے حوالے سے ایک مکتوب کا ذکر کیا گیا ہے جس میں حضرت مجدد نے فرمایا" ۔۔۔ ائمہ کرام میں سے ہر ایک کے زمانے میں لوگوں کو ان کی وساطت سے فیض پہنچتا رہا اور جب سلطان الاولیاء غوث الارض والسماء سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی باری آئی تو یہ منصبِ عالی آپ کے حوالے کر دیا گیا اور ہمیشہ آپ کی وساطت سے ولایت کا فیض غوث قطب، ابدال نجباء اولیاء کو پہنچتا رہے گا۔"

مجدد صاحب کے اس فرمان سے واضح ہوا کہ اولیائے آخرین کو جن میں غوث قطب ابدال وغیرہ بھی شامل ہیں سیدنا غوث اعظم سے ہی فیض ملتا رہے گا لہذا فیض دینے والے کا رتبہ فیض لینے والے سے بلند ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ سیدنا غوث اعظم کا مرتبہ تمام اولیائے آخرین سے بڑھ کر ہے اور جس کا مرتبہ بڑا ہو اس کا

قدم کم مرتبے والے پر تسلیم کیا جائے تو کون سی تعجب کی بات ہے۔ اب رہا معاملہ اولیائے اولین کا۔ اس ضمن میں ملاحظہ ہو فرمانِ غوث اعظم، اسی کتاب مظہرِ جمالِ مصطفائی کے پانچویں باب صفحہ ۳۵ پر جس کا حوالہ اخبار الاخیار مصنف حضرت شیخ عبدالحق محدث سے لیا گیا، سیدنا غوث اعظمؓ فرماتے ہیں۔ میرے پاس خاص خاص فرشتے، اولیاء اور مردانِ غیب حاضر ہوتے ہیں اور مجھ سے اللہ تعالیٰ کے دربار کے آداب سیکھتے ہیں اور کوئی ولی اللہ ایسا نہیں ہے جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو، زندہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو دنیا سے پردہ کر گئے وہ اپنی روحوں کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔

پس اس فرمان سے معلوم ہوا کہ اولیائے اولین بھی اپنی روحوں کے ساتھ آپ کی مجلس میں اللہ تعالیٰ کے دربار کے آداب سیکھنے آتے ہیں لہذا آپ کا مرتبہ اولیائے اولین سے بلند ہوا اور جب مرتبہ بلند ہوا تب آپ کا قدم ان پر تسلیم کئے جانے میں کیا حرج ہے جبکہ قدم کے معنی مجازی لیے جا رہے ہیں۔ اگر کوئی یہ خیال کرے کہ اولیائے اولین میں جو کاملین ہیں اور پہلے ہی ولایت کے بلند مقامات پر فائز ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے دربار کے آداب تو آتے ہی ہونگے تب ہی ان مراتب پر پہنچے۔ پھر اب کونسے آداب سیکھنے کیلئے سیدنا غوث اعظم کی مجلس میں آنے کی ضرورت ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ جو بلند مرتبہ اولیائے کاملین ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی مزید ترقی کے لیے سیدنا غوث اعظم کے دربار سے استفادہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی کوئی انتہا نہیں ہے اگر استفادہ نہ کریں تو اسی مقام پر رک جائیں اور ترقی نہ کریں۔

اخبار الاخیار میں ہے کہ سیدنا غوث اعظم نے فرمایا کہ ہوا میں اڑنے والے

بھی (یعنی صاحب کرامات بزرگ) مجھ سے محبتِ الٰہی کا طریقہ سیکھنے کے محتاج ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی جب تاج الاولیا۔ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار اقدس میں حاضر ہوئے۔ تب آپ پہلے ہی سے کامل مکمل اکمل تھے۔ بہت بڑے عارف باللہ تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ رح حضرت داتا صاحب کے روضۂ مبارک میں قدموں کی جانب ایک حجرے میں چالیس روز مقیم ہوئے اور چلہ کیا اور حضرت داتا صاحبؒ سے مزید اکتسابِ فیض کیا اور آپ کی شان میں یہ شعر فرمایا :

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہنما

سیدنا غوث اعظم کے فرمان قدمی ہذہٖ کی وسعت کے سلسلے میں کتاب کے اصل مضمون میں جو دلائل دیئے گئے ہیں ان کے علاوہ اس فصل میں جو مزید دلائل دیئے گئے ہیں اور توضیحات کی گئی ہیں اتنی ہی کافی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آٹھواں باب دوسری فصل صیغۂ واقفِ رازِ اَوْ اَدْنیٰ

اس فصل میں معتبر کتابوں سے حوالے اس بات کے دلائل میں دیئے گئے ہیں کہ معراج کی رات سیدنا غوث اعظم کی روح مبارک نے معشوقی صورت میں سید عالم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے اپنی گردن بحیثیت ایک سواری کے پیش کر دی جبکہ رفرف کی پرواز کی بھی انتہا ہو چکی تھی۔ اکثر علمائے ظواہر اس واقعہ کو تسلیم کرنے میں تامل کرتے ہیں اور بعض انکار بھی۔ ان کا کہنا ہے کہ چونکہ اس واقعہ کا تعلق معراج مصطفیٰ کے ساتھ وابستہ ہے اور سید عالم نے کسی حدیث پاک میں اس طرح کی کوئی بات بیان نہیں فرمائی لہذا سیدنا غوث اعظم

کی روح کا مثالی صورت میں پیش ہونے کا واقعہ درست نہیں۔ اس سلسلے میں توضیح یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں لقد رائی من ایٰت ربہ الکبریٰ (سورۂ نجم) لیکن ان میں سے جتنی مناسب سمجھیں لوگوں کو بتلائیں جو احادیث کہلاتی ہیں اور بہت سی نشانیوں کو اپنی حد تک ہی رکھا اور ان کے اظہار کی ضرورت محسوس نہ فرمائی۔ لہٰذا سیدنا غوث اعظم کے واقعہ کے حدیث میں نہ ملنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعہ ہی درست نہیں۔ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ کے کشف وکرامات اور الہامات حق ہیں۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو علوم کا ایک بڑا حصہ فرسودہ ہو کر رہ جائے۔ ملاحظہ ہو کتاب انسان کامل اور الکھف والرقیمہ فی شرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مصنف حضرت عبدالکریم جیلی اور کتاب فصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ مصنف شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور الہامات پر مبنی رسالہ الغوث الاعظم مصنف سیدنا غوث اعظم، جو کچھ ان کتابوں میں بیان ہوا ہے وہ سب کشف والہام پر مبنی ہے سیدنا غوث اعظم کا معراج سے متعلق واقعہ مستند بزرگوں کی مستند کتابوں کے حوالوں سے بیان کیا گیا ہے جو انہوں نے کشف والہامات کی روشنی میں ملاحظہ ومشاہدہ کیا۔ اگرچہ کتاب کے اصل مضمون میں حوالے دیئے جا چکے ہیں لیکن پھر بھی یہاں مکرر دیئے جا رہے ہیں تاکہ قارئین کو آسانی ہو

۱۔ تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر مصنف عبدالقادر ابن محی الدین اربلی صفحہ ۱۰

۲۔ نور الہدیٰ مصنف حضرت سلطان باہو صفحہ ۱۸۰

۳۔ مخزنِ اسرار مصنف جناب نور محمد سروری قادری صفحہ ۱۳۱

۴۔ اسی کتاب مظہر جمالِ مصطفائی کے نویں باب میں دوسری منقبت از خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین چشتی صفحہ ۹۳، دوسرا شعر اسی واقعہ کی طرف اشارا ہے۔

۵۔ اسی کتاب مظہرِ جمالِ مصطفائی کے دسویں باب دوسرا قصیدہ صفحہ نمبر ۲۰۷ ، ۱۱ شعر نمبر ۱۱ ، اور تیسرا قصیدہ صفحہ نمبر ۱۲۳ شعر ۳۰ میں سیدنا غوث اعظم نے اسی واقعہ کی طرف نشاندہی کی ہے۔

ماننے والوں کے لیے اس واقعہ کے حق میں اتنے دلائل ہی کافی ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

مولف کتاب مظہرِ جمالِ مصطفائی

سید نصیر الدین ہاشمی قادری برکاتی

بود دست پیچ از دل بحسرت شاہ جیلانی

امیرے دستگیرے غوث اعظم قطب ربانی

نشان شان سبحانی بیان سر مکنونی

بیا آمد ز جناب پاک آوازہ سبحان باشد

کہ آمد جبرائیل از بہر کار و بار دربانی

کہ دست او بود از حقیقت دست یزدانی

بجا سینہ عالم ز بہر محبوب سبحانی

بحیرت شکل پیغمبر بصورت مرتضیٰ ثانی

ماخذِ کتاب

اس کتاب منظہرِ جمال مصطفائی کی تالیف و تکمیل میں جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے ان میں بیشتر کی فہرست درج ذیل ہے۔

نام کتاب	نام مُصنّف	مطبوعہ / ناشر
۱۔ بہجۃ الاسرار و معدن الانوار	شیخ نورالدین بن یوسف شطنوفی	اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور
۲۔ قلائد الجواہر	شیخ محمد یحییٰ تادفی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۳۔ تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر	عبدالقادر ابن محی الدین اربلی	سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد
۴۔ الفیوضات الربانیہ فی المآثر قادریہ	سید اسمٰعیل بن محمد سعید قادری	دارالعلوم حدیثہ بیروت لبنان
۵۔ فتوح الغیب	حضرت سید عبدالقادر جیلانی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۶۔ غنیۃ الطالبین	〃 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃
۷۔ سرالاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار	〃 〃 〃 〃	غوثیہ کتب خانہ بیرون شاہ عالم گیٹ لاہور
۸۔ دیوانِ غوثِ اعظم	〃 〃 〃 〃	مجتبائی پریس دہلی
۹۔ الفتح الربانی	حضرت عفیف الدین المبارک	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۱۰۔ رسالہ روحی	حضرت سلطان باہو	نوری بک ڈپو لاہور
۱۱۔ تحفۃ القادریہ	حضرت شاہ ابوالمعالی	اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور
۱۲۔ نورالہدیٰ	حضرت سلطان باہو	صاحبزادہ عبدالرشید خان عرفان منزل بمقام کلاچی ڈیرہ اسمٰعیل خان
۱۳۔ مخزن الاسرار و سلطان الاوراد	فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی	〃 〃 〃 〃 〃

نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ/ناشر
۱۴۔ اخبار الاخیار	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۱۵۔ مکتوبات	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ	" " "
۱۶۔ جواہر العشاق	حضرت سید محمد حسینی گیسو درازؒ	الکتاب، گنج بخش روڈ لاہور
۱۷۔ سرِ دلبراں	سید محمد ذوقی شاہؒ	محفل ذوقیہ۔ بی ۵۲۹۔ بلاک ۱۳ فیڈرل بی ایریا کراچی
۱۸۔ مہرِ منیر	مولانا فیض احمد فیض	گولڑہ شریف، اسلام آباد
۱۹۔ ملفوظاتِ مہریہ	"	" " "
۲۰۔ فتاوٰی مہریہ	"	" " "
۲۱۔ تذکرہ سیدنا غوثِ اعظمؒ	جناب طالب ہاشمی	شعاع ادب لاہور
۲۲۔ سعادتِ دارین	حضرت یوسف بن اسمٰعیل نبہانیؒ	مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور
۲۳۔ تفسیر نعیمی جلد دوم	مفتی احمد یار خانؒ	ادارہ اسلامیات لاہور
۲۴۔ حدائق بخشش	اعلیٰحضرت احمد رضا خانؒ	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۲۵۔ مدارج النبوت	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۲۶۔ کلید التوحید کلاں	حضرت سلطان باہوؒ	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
۲۷۔ کشف المحجوب	حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۲۸۔ الوظیفۃ الکریمیہ	اعلیحضرت احمد رضا خانؒ	مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
۲۹۔ عین الفقر	حضرت سلطان باہوؒ	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
۳۰۔ سکینۃ الاولیاء	حضرت دارا شکوہؒ	پیکیجز لمیٹڈ لاہور
۳۱۔ سفینۃ الاولیاء	حضرت دارشکوہ	پیکیجز لمیٹڈ لاہور
۳۲۔ خلاصۃ المفاخر	علامہ عبداللہ یافعیؒ	المعارف۔ گنج بخش روڈ لاہور